ISSN 2395 - 1494
بیادگار: الحاج حافظ محمد قمرالدین رضوی علیہ الرحمۃ والرضوان
جون ۲۰۲۲ء | 25/-
JUNE 2022

اہل سنت کا ترجمان

ماہنامہ کنزالایمان دہلی

سبھی روزہ داروں کو
عیدالفطر
کی انعامی خوشیاں
مبارک

رام نومی
کا جلوس
اور بھارت کا
مظلوم مسلمان

سرکاری نصاب تعلیم کو معقولی بنانے کا غیر جمہوری قدم

اب شہریت، وفاقیت اور قوم پرستی کا موضوع نہیں پڑھایا جائے گا تاکہ فرقہ پرستی کا من چاہا مستقبل روشن ہو بلکہ جیسی نسل کو بی جے پی پروان چڑھانا چاہتی ہے اس میں ہونے والی ممکنہ رکاوٹیں دور ہو جائیں اور بی جے پی کو گزشتہ سات سالوں میں مسلم یونیورسٹی علی گڑھ، جامعہ ملیہ اسلامیہ اور جواہر لال نہرو یونیورسٹی دہلی جیسے تعلیمی اداروں سے جو احتجاجی دقتیں پیش آتی رہی ہیں وہ نصاب تعلیم کی مدد سے دور ہوتی رہیں۔

سنا ہے ڈوب گئے بے حسی کے دریا میں

ہم کن اہانتوں کے منتظر ہیں؟ کن غیبی طاقتوں کی راہ دیکھ رہے ہیں؟ ہمارے قول وفعل میں اتنا تضاد ہے کہ ہم امداد کے نام پر بدر واحد کی طرح فرشتوں کے لشکر کے نزول کا بھی بھروسہ نہیں کر سکتے کیوں کہ بدر والوں کے لئے فرشتوں کے ذریعہ جب رسد و کمک پہنچائی گئی جب وہ تن جان سے دشمن سے ..... جہاد کر رہے تھے۔ دین کی سربلندی کے لئے سر پہ کفن باندھ کر نکل چکے تھے تب ربانی مدد آئی تھی اور ہم تو صرف دعا پر گزارا کرنے والے بے حس پڑے قبیلے کے لوگ ہیں۔ عمل جدوجہد تو صفر ہے۔ ہمارے لئے آسمانی مدد کیسی؟

نکاح کے بعد نکاح سے متعلق دلچسپ سوالوں کے جواب

اکیسویں صدی کے کمزور جسم، انتہائی حوصلہ مند دولہے کا تذکرہ جس نے نکاح وشادی کی بہت سی سنتوں کو زندہ کر دیا

سعودی عرب میں
مزید اجنبی ہوتا اسلام

تکثیری معاشرے میں
بقائے باہم کا مسئلہ

دین اسلام میں
حجاب اور پردہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مجلسِ مشاورت

- ڈاکٹر فضل الرحمٰن شرر مصباحی (دہلی)
- سید محمد مہدی میاں چشتی (اجمیر شریف)
- پروفیسر عون محمد سعیدی (پاکستان)
- مولانا افتخار احمد قادری (مدینہ منورہ)
- مولانا محمد عبد المبین نعمانی (مبارک پور)
- مولانا محمد قمر الحسن قادری (امریکہ)
- سید حسن اشرف اشرفی کچھوچھوی (انگلینڈ)
- ڈاکٹر امجد رضا امجد قادری (پٹنہ)
- مولانا محمد افروز قادری فہمی چریا کوٹی

سوادِ اعظم اہلِ سنت و جماعت کے مشاہیر علمائے ہند

۱. شیخ عبد الحق محدث دہلوی
۲. مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی
۳. علامہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی
۴. علامہ عبد العلی فرنگی محلی لکھنوی
۵. شاہ عبد العزیز محدث دہلوی
۶. شاہ غلام علی نقشبندی دہلوی
۷. شاہ احمد سعید مجددی رام پوری
۸. علامہ فضلِ حق چشتی خیر آبادی
۹. علامہ عبد العلیم فرنگی محلی لکھنوی
۱۰. علامہ فضلِ رسول عثمانی بدایونی
۱۱. سید شاہ آلِ رسول احمد مارہروی
۱۲. مفتی ارشاد حسین مجددی رام پوری
۱۳. مفتی غلام دستگیر قصوری لاہوری
۱۴. علامہ عبد القادر برکاتی بدایونی
۱۵. امام احمد رضا قادری برکاتی بریلوی
۱۶. سید شاہ علی حسین اشرفی کچھوچھوی
۱۷. شیخ الاسلام شاہ انوار اللہ فاروقی حیدر آبادی

کے مسلکِ حق و صداقت کا نقیب و ترجمان

مجلسِ مشاورت

- مولانا محمد حنیف خاں رضوی (بریلی شریف)
- ڈاکٹر سید علیم اشرف جائسی (حیدر آباد)
- مولانا قاضی فضل احمد مصباحی (بنارس)
- مولانا محمد شاکر علی نوری (ممبئی)
- مولانا مقبول احمد مصباحی (دہلی)
- الحاج محمد سعید نوری (ممبئی)
- انجینئر سید محمد فضل الرحمٰن چشتی (دہلی)
- مولانا محمد فروغ القادری (برطانیہ)
- مفتی مجاہد حسین حبیبی (کولکاتا)

بفیضِ حضور مفتی اعظم ہند حضرت علامہ شاہ مصطفیٰ رضا قادری برکاتی علیہ الرحمۃ والرضوان

ماہنامہ کنز الایمان دہلی

جون ۲۰۲۲ء

شوال المکرم / ذی قعدہ ۱۴۴۳ھ

جلد ۲۵ — شمارہ ۶

مجلسِ ادارت

مدیر مسئول	محمد ظفر الدین برکاتی
منیجنگ ایڈیٹر	محمد احمد رضوی
سرکولیشن منیجر	مطیع الرحمٰن اعظمی
معاون منیجر	محمد اکبر علی رضوی
اشتہار منیجر	امام الدین قیصر
تزئین کار	محمد نظام الدین انصاری
آپریٹر	صغیر احمد مصباحی

مشیرِ اعلیٰ

علامہ یٰسین اختر مصباحی

تفصیلِ ممبرشپ

قیمت فی شمارہ	۳۰ روپے
سالانہ	۳۵۰ روپے
اعزازی	۱۱۰۰ر
تاحیات	۱۰۰۰۰ر
بیرونِ ممالک	۳۰ امریکی ڈالر
تاحیات	۲۰۰۰ امریکی ڈالر

Published, Printed & On Behalf Of
Mohammed Qamruddin Razvi
Printed At : **Javed Press** 2096 Rodgran, Lal Kuan, Delhi-06
Published From
Kanzul Iman Monthly
423, Matia Mahal, Jama Masjid, Delhi-06

مراسلت و ترسیلِ زر کا پتہ

ماہنامہ کنز الایمان دہلی

۴۲۳، مٹیا محل جامع مسجد، دہلی ۶

KANZUL IMAN MONTHLY
423, Matia Mahal, Jama Masjid, Delhi-6 (India)
Ph:.23264524 Email.kanzuliman.delhi@gmail.com

Googlepay & Phonepay
9911971593
Contact-No.
9350505879

ماہ نامہ کنز الایمان دہلی
آن لائن پڑھنے کے لیے لاگ اِن کریں
www.razvikitabghar.com

نوٹ رسالے سے متعلق کوئی بھی مقدمہ صرف دہلی کی عدالت میں قابلِ سماعت ہوگا۔ مضمون نگار کی رائے سے ادارے کا متفق ہونا ضروری نہیں۔ (ادارہ)

آئینۂ کنزالایمان

اداریہ

بھارت کی پارلیمانی جمہوریت اور عدلیہ پر بھی خطرات کے بادل

سرکاری نصاب تعلیم کو معقولی بنانے کا غیر جمہوری قدم

محمد ظفر الدین برکاتی

بھارت کے پڑھے لکھے لوگ آج اپنے آپ کو ٹھگا ہوا دیکھ کر بھی کچھ کر گزرنے کی پوزیشن میں نہیں، البتہ اہل نظر، یہ ضرور سمجھنے لگے ہیں کہ جمہوریت میں اپوزیشن نہ ہو تو کیسے کیسے دستوری خطرات بڑھ جاتے ہیں، جمہوری سماج کا وفاقی ڈھانچہ کس طرح بکھر جاتا ہے اور جمہوری ریاست کا سیاسی مستقبل کس حد تک تاریک ہو جاتا ہے۔

اپریل کے تیسرے ہفتے میں سینٹرل بورڈ آف سکنڈری ایجوکیشن نے نصاب تعلیم میں شامل دسویں، گیارہویں اور بارہویں کی سیاسیات اور تاریخ کی کتابوں سے اُن سبھی اہم موضوعات کو خارج کر دیا ہے جو بی جے پی اور آر ایس ایس کے سیاسی منصوبے کی راہ میں رکاوٹ بن سکتے ہیں جیسے سینٹرل ایشیا میں اسلام کی آمد، عروج و ارتقا، ترویج و توسیع کے موضوع کو نکال باہر کیا ہے جب کہ عہد وسطی سے متعلق بھارت کی تاریخ سے مغلیہ سلطنت کا باب بھی نکال دیا ہے یعنی آنے والے سیشن سے جمہوریت، صنعتی انقلاب اور سیکولرازم سے متعلق سیاسی اور تاریخی موضوعات نصاب تعلیم کا حصہ نہیں رہیں گے۔ سب سے بڑی دلچسپ بات یہ ہے کہ سی اے اے، این آر سی سے متعلق شاندار قومی سطح کے احتجاجوں میں جس شاعر کی انقلابی نظموں نے نوجوانوں میں شہریت سے متعلق جمہوری جذبات کی روح پھونکی تھی، اُس کو بھی اِس نصاب تعلیم سے خارج کر دیا گیا ہے تاکہ نہ رہے بانس نہ بجے بانسری۔

اِس کا واضح نتیجہ یہ ہے کہ اب شہریت، وفاقیت اور قوم پرستی کا موضوع نہیں پڑھایا جائے گا تاکہ فرقہ پرستی کا مَن چاہا مستقبل روشن ہونے لگے اور جیسی نسل کو بی جے پی پروان چڑھانا چاہتی ہے اُس میں ہونے والی ممکنہ رکاوٹیں دور ہو جائیں اور بی جے پی کو گزشتہ سات سالوں میں جامعہ اور جواہر لال نہرو یونیورسٹی جیسے تعلیمی اداروں سے جو احتجاجی دقتیں پیش آتی رہی ہیں وہ نصاب تعلیم کی مدد سے دور ہوتی رہیں۔

دوسری طرف سی بی ایس سی کے ذریعہ مغلیہ سلطنت اور مسلم سلطنتوں کی تاریخ کا باب، نصاب تعلیم سے خارج کر کے چنگیز خان جیسے حکمرانوں کی تاریخ کو شامل کرنے اور مسلم تاریخ کو بھی حذف کرنے کا مقصد یہ ہے کہ غیر مسلم طلبہ اسلامی تاریخ اور مسلم سلطنتوں کی انسانی رواداری اور غیر مسلموں کے ساتھ انسانی سلوک سے متعلق تاریخی معلومات سے محفوظ رہیں اور گنگا جمنی تہذیب کی اُنھیں جہاں جہاں سے بھی ہوا لگتی ہے اُس کے دہانے سے بھی دور ہو جائیں تاکہ فرقہ پرستی کی جو تعلیم، یک طرفہ دی جائے وہ پوری طرح کارگر ثابت ہو۔

اِس پہلو کو دیکھ کر سبھی اہل نظر بخوبی اندازہ کر سکتے ہیں کہ تازہ ترین تبدیلی کے ذریعے نصاب تعلیم کو معقولی بنانے کا دعویٰ کس حد تک معقول ہے اور کس قدر عقل میں آنے والی بات ہے کہ جن موضوعات سے جمہوریت، سیکولرازم اور گنگا جمنی تہذیب کو قوت ملتی ہے، اُنہی کے ساتھ اگر فرقہ پرستی کو قوت پہنچانے والے موضوعات کو بھی پڑھایا جائے گا تو من چاہی نسل کی پرورش اور تیاری میں کامیابی ملنے میں بڑی تاخیر ہوگی جس کے لئے بی جے پی بہر حال تیار نہیں۔

بی جے پی کی مرکزی حکومت کی طویل مدتی سیاسی منصوبہ بندی کے تحت سی بی ایس سی نے بھارت کی وفاقی جمہوریت کے ساتھ ایسی تبدیلی کا جو کھلواڑ کیا ہے، اُسے بھارت کے ہوش مند لوگوں نے ”قومی تعلیمی مشن کو کاٹنے والی سرکاری مشین“ قرار ا ہے اور حقیقت بھی یہی ہے کہ بی جے پی اپنی سیاسی ضرورت کے مطابق یہ مشین آئندہ بھی استعمال کرتی رہے گی لیکن ایک بات سمجھ میں نہیں آتی کہ اب بی جے پی حکومت نے اپنی سیاسی منصوبہ بندی کا ہر قدم واضح کر دیا ہے اور مسلسل اپنے مشن کی جانب کامیابی سے قدم بڑھا رہی ہے بلکہ اقلت مخالف اقدام و عمل کے ساتھ دلتوں اور دوسری غیر مسلم برادریوں کے دستوری اور جمہوری حقوق پر بھی سیاسی پنجہ کسنے لگی ہے، اِس کے باوجود ہر طرف بڑی خاموشی ہے۔ ایسا تو نہیں کہ بی جے پی نے جس طرح سے کرپٹ سیاسی لیڈروں کو خاموش رکھنے کا حربہ استعمال کیا ہے، اُس کی زد میں سبھی برادریوں کے سیاسی لیڈر بھی آ رہے ہیں؟ اگر یہی بات ہے تو پھر بھارت کے لوگوں کو اپنی سیاسی جنگ خود ہی لڑنا پڑے گی۔

انوار قرآن

دین اسلام میں حجاب اور پردہ

محمد صلاح الدین رضوی★

دین اسلام نے جہاں اپنے ماننے والوں کو تہذیب وتمدن کے حسین وخوشبودار پھولوں سے سجانے اور اُن کی زندگیوں کو حسن اخلاق وکردار سے منور وتاباں بنانے کے لئے بہت سے اسلامی احکام سے انھیں روشناس فرمایا ہے، وہیں خواتین کو بے حیائی وبے غیرتی سے محفوظ رکھنے اور اُنھیں عفت و پاک دامنی کی مشک بار صفتوں سے آراستہ کرنے کے لئے سخت ترین اور تاکیدی احکام نازل فرما کر حجاب و پردے میں رہنے کا اُنھیں پابند بادیا ہے۔

پردہ ہی وہ واحد ہتھیار ہے جس سے خواتین کا صحیح معنوں میں تحفظ ہوسکتا ہے کہ بے پردہ عورتوں پر بری نگاہیں زیادہ اٹھتی ہیں پھر زنا کے دروازے آسانی کے ساتھ کھل جاتے ہیں۔ پردہ نشیں ہونے پر عورتوں کی عصمت و پاک دامنی بھی معلوم ہوتی ہے تو فساق وفجار کو جرأت نہیں ہو پاتی کہ انھیں ستائیں یا اُن کے ساتھ بدتمیزی اور چھیڑ خانی جیسی نازیبا حرکت کریں۔

پردہ عورتوں کی عزت وحیا کی بھی دلیل ہوتی ہے کہ اس سے سماج میں یہ حسین پیغام جاتا ہے کہ یہ عزت دار گھرانے کی خواتین ہیں کہ عزت دار گھرانے کی عورتیں باپردہ اور باحیا ہوتی ہیں۔ پردہ انھیں شیطانی شر سے بھی بچاتا ہے۔ ارشاد نبوی ہے:

اَلْمَرْأَةُ عَوْرَةٌ فَاِذَا خَرَجَتْ اِسْتَشْرَفَهَا الشَّيْطٰنُ۔

(سنن ترمذی، ج ۱، ص ۱۴۰، ابواب الرضاع)

عورت پردہ میں رہنے کی چیز ہے، وہ جب گھر سے نکلتی ہے تو شیطان اس کو تاکتا ہے۔ یعنی مردوں کی نگاہ میں اُسے بنا سنوار کر پیش کرتا ہے اور وہ اس عورت اور اس کی طرف دیکھنے والے مردوں کو بہکانا شروع کر دیتا ہے تاکہ انھیں فتنے میں ڈال سکے۔

پردہ اُن کے وقار وخوبصورتی میں بھی اضافہ کرتا ہے کہ جو خوبصورت اور وقار والی چیز ہوتی ہے اُسے پردہ میں رکھنے کا عام رواج ہے جس سے اس کی قدر ومنزلت اور حسن وجمال میں اور بھی اضافہ ہوجاتا ہے۔ دیکھئے فریج یا موبائل کو پردہ میں اسی لئے رکھا جاتا ہے کہ ہمارے نزدیک ان کی قدر ومنزلت ہے تو اس حجاب و پردہ کی وجہ سے ان کی قدر ومنزلت اور حسن ودل کشی میں اور بھی اضافہ ہوجاتا ہے۔

اس طرح پردہ میں رہنے پر عورتوں کی قدر ومنزلت اور حسن و رعنائی میں اور بھی اضافہ ہوجاتا ہے اور معاشرے میں وہ قدر ومنزلت کی نگاہ سے دیکھی جاتی ہیں۔

حجاب و پردہ کی اِنھی اہمیتوں اور ضرورتوں کی بنا پر قرآن و حدیث اور مذہب اسلام میں اس کی بڑی تاکید آئی ہے کہ اس کے بغیر معاشرہ سے بے حیائی کو دور کرنا اور اس میں پاکیزگی کی فضا قائم کرنا ممکن نہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَقَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْاُوْلٰى۔ (پ ۲۲، الاحزاب ۳۳)

اپنے گھروں میں ٹھہری رہو اور بے پردہ نہ رہو جیسے اگلی جاہلیت کی بے پردگی۔

اگلی جاہلیت سے مراد قبل اسلام کا زمانہ ہے جس میں عورتیں اتراتی نکلتیں اور اپنی زینت ومحاسن کا اظہار کرتیں کہ غیر مرد انھیں دیکھیں، لباس ایسے پہنتی تھیں جن سے جسم کے اعضاء اچھی طرح نہ ڈھکتے اور پچھلی جاہلیت سے مراد خیر زمانہ ہے جس میں لوگوں کے افعال پہلوں کے مثل ہوجائیں گے۔ (تفسیر خزائن العرفان)

یہ خطاب اگرچہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیویوں کے لئے ہوا تھا لیکن اس کا حکم تمام عورتوں کو عام ہے۔ (روح البیان، ج ۱۱، ص ۸)

یعنی اے نبی ﷺ کی بیویو! اپنے گھروں کو لازم پکڑو، اپنے مساکن میں ٹھہری رہو اور بے پردہ نہ رہو۔

اِس آیت کریمہ کے نزول کے بعد ام المومنین حضرت سودہ بنت زمعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا گھر سے ایک دن کے لئے بھی باہر نہ نکلیں، نہ حج کے لئے نہ عمرہ کے لئے یہاں تک کہ موت کے بعد آپ کا جنازہ ہی گھر

سے باہر نکالا گیا۔ جب ان سے پوچھا گیا کہ آپ حج وعمرہ کے لئے کیوں نہیں جاتیں تو فرمایا کہ ہمیں حکم ہے:

وَقَرْنَ فِیْ بُیُوْتِکُنَّ (تفسیر روح البیان)

اس لئے ارشاد نبوی ہے:

خَیْرُ مَسَاجِدِ النِّسَاءِ قَعْرُ بُیُوْتِهِنَّ۔ (ایضاً)

عورتوں کے لئے بہترین سجدہ گاہ گھر کا اندرونی حصہ ہے۔

وَاِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَسْـَٔلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ ؕ ذٰلِكُمْ اَطْهَرُ لِقُلُوْبِكُمْ وَقُلُوْبِهِنَّ۔ (پ ۲۲، الاحزاب: ۵۳)

جب تم ان سے استعمال کی کوئی چیز مانگو تو پردے کے باہر سے مانگو اس میں زیادہ ستھرائی ہے، تمہارے دلوں اور ان کے دلوں کو۔

یعنی ازواج مطہرات سے جب کچھ مانگنا ہو تو دروازے پر جو پردہ لگا ہوتا ہے اس پردہ کے باہر سے مانگو کیوں کہ اس میں دلوں کی زیادہ پاکیزگی ہے کہ پردہ کے باہر سے مانگنے پر وسوسوں اور خطرات سے امن رہتی ہے۔

اِس آیت حجاب کے نزول سے پہلے عورتیں مردوں کے سامنے بلا پردہ آتی جاتی تھیں لیکن جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی تمام عورتوں کے لئے پردے کا حکم عام کر دیا گیا پھر کسی کو اجازت نہ تھی کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کسی زوجۂ مکرمہ (یا کسی اور عورت) کو دیکھے خواہ وہ پردے میں ہوں یا نہ ہوں۔ (تفسیر روح البیان)

کہ انسان پھر بھی انسان ہوتا ہے اسے اپنے نفس پر بھروسہ نہیں کرنا چاہیے۔ اسی لئے شریعت مطہرہ نے تاکیدی حکم صادر فرمادیا ہے کہ کوئی مرد کسی عورت کے ساتھ تنہائی میں نہ بیٹھے جب کہ ان کے درمیان محرمیت کا رشتہ نہ ہو۔ ارشادِ نبوی ہے:

لَا یَخْلُوَنَّ رَجُلٌ بِامْرَاَةٍ فَاِنَّ ثَالِثَهُمَا الشَّیْطٰنُ۔ (ایضاً)

ہرگز کوئی مرد کسی عورت کے ساتھ تنہائی اختیار نہ کرے کیوں کہ وہاں تیسرا شیطان ہوتا ہے جو شیطان اُسے شہوت پر ابھارتا ہے اور بسا اوقات اس سے برائی کرا بھی دیتا ہے پھر وہ انسان سخت ترین عذاب کا حق دار بن جاتا ہے۔

ارشاد نبوی ہے: جس نے اجنبی عورت سے بلا وجہ اور ناجائز گفتگو کی تو اُسے قیامت کے دن ہر کلمہ کے بدلے ایک ہزار سال جہنم میں رکھا جائے گا اور اگر اُسے گلے لگالیا تو اس شخص کو شیطان کے ساتھ زنجیروں میں جکڑ کے جہنم میں ڈھکیلا جائے گا۔ (ایضاً)

یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنٰتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِیْنَ یُدْنِیْنَ عَلَیْهِنَّ مِنْ جَلَابِیْبِهِنَّ ؕ ذٰلِكَ اَدْنٰۤى اَنْ یُّعْرَفْنَ فَلَا یُؤْذَیْنَ ؕ (پ ۲۲، الاحزاب: ۵۹)

اے نبی اپنی بیویوں اور صاحبزادیوں اور مسلمانوں کی عورتوں سے فرما دو کہ اپنی چادروں کا ایک حصہ اپنے منھ پر ڈالے رہیں یہ اِس سے نزدیک تر ہے کہ ان کی پہچان ہو تو ستائی نہ جائیں۔

یعنی معلوم ہو جائے کہ یہ آزاد ہیں تو منافقین انھیں نہ ستائیں کیوں کہ منافقین کی عادت تھی کہ وہ باندیوں کو چھیڑا کرتے تھے اس لئے آزاد عورتوں کو حکم دیا گیا کہ وہ چادر سے اپنے جسم کو ڈھک کر اور سر منھ چھپا کر باندیوں سے ممتاز رہیں۔ (تفسیر خزائن العرفان)

تفسیر روح البیان میں ہے:

اِس آیت کریمہ کا مطلب یہ ہے کہ آپ انھیں فرمادیں کہ اگر ضرورت کے لئے گھر سے باہر جائیں تو چہرے اور بدن پر بڑی چادر اوڑھ لیا کریں، کنیزوں کی طرح چہرے اور بدن کو کھلا کر کے نہ نکلیں تاکہ برے لوگ انھیں کنیزیں سمجھ کر پیچھے نہ پڑ جائیں۔

انھیں حکم دیں کہ وہ ایک آنکھ اور چہرے کے دونوں حصے کو چھپا کر اور ایک آنکھ کھلی کر کے چلیں۔ اور حدیث شریف میں ہے:

حضرت عبد اللہ بن ام مکتوب جو نابینا صحابی تھے ایک مرتبہ آقائے دو جہاں علیہ السلام کے دولت کدے پر حاضر ہوئے تو نابینا ہونے کی وجہ سے حضرت ام سلمہ اور حضرت میمونہ رضی اللہ عنہما نے ان سے پردہ کا اہتمام نہ کیا چوں کہ اس وقت تک حجاب کا حکم نازل ہو چکا تھا اس لئے سرکار علیہ السلام نے اپنی ازواج مطہرات کو اُن سے پردہ کا حکم دیا۔ اس پر وہ بولیں یا رسول اللہ وہ تو نابینا ہیں نہ وہ ہمیں دیکھ سکتے ہیں اور نہ پہچان سکتے ہیں تو سرکار علیہ السلام نے فرمایا اگر چہ وہ نابینا ہیں لیکن تم تو نابینا نہیں ہو۔ (سنن ابوداؤد، ج ۲، کتاب اللباس، ص ۵۶۸)

غور فرمائیے کہ جب نابینا شخص سے پردے کی تاکید آئی ہے تو پھر آنکھ والوں اور خاص کر فساق وفجار سے پردہ کس قدر ضروری اور لازمی امر ہوگا۔

پردے کی اِنھی اہمیتوں کی بنا پر وہ عورتیں خداوندی انعام سے اتنا ہی زیادہ سرفراز ہوتی ہیں جو پردے کا جتنا زیادہ اہتمام کرتی ہیں۔

ارشاد نبوی ہے:

اَلمَرْأۃ عَورَۃٌ فَاِذَا خَرَجَتْ اِسْتَشْرَفَھَا الشَّیْطٰنُ وَاَقَرَبُ مَا تکونُ مِن رَّبِّھَا اِذا ھی فی قعرِ بیتھا۔

(صحیح ابن حبان، حدیث نمبر ۵۵۹۹)

عورت پردے کی چیز ہے جب وہ گھر سے نکلتی ہے تو شیطان اس کی طرف جھانکتا ہے اور عورت اللہ تعالیٰ سے سب سے زیادہ قریب اس وقت ہوتی ہے جب کہ وہ اپنے گھر کے کسی کونے میں ہو۔

یعنی شیطان کی یہ کوشش ہوتی ہے کہ وہ لوگوں کو اس عورت کی طرف دیکھنے پر ابھارے۔

صَلوٰۃُ الْمَرْأۃِ فِی بَیْتِھَا اَفْضَلُ مِنْ صلوٰتھا فی حجرتھا وصلاتھا فی مخدعھا افضلُ من صلاتھا فی بیتھا۔

(سنن ابوداؤد حدیث نمبر ۵۷۰)

عورت کے لئے صحن میں نماز پڑھنے سے افضل ہے کہ کمرے میں نماز پڑھنا اور کمرے میں نماز پڑھنے سے افضل ہے اس کے کسی کونے میں نماز پڑھے۔

قرآن وحدیث میں حجاب و پردہ کے اِس صریحی اور تاکیدی حکم کے باوجود اِس سے انکار کردینا اسلامی قانون سے جہالت ونادانی یا مذہب اسلام سے عداوت ودشمنی کی دلیل ہے اور موجودہ دور میں غیروں کی طرف سے حجاب کو قرآنی حکم ماننے سے انکار میں مسلم عورتوں کی بدعملی کا بھی کچھ نہ کچھ دخل ضرور ہے کہ قرآن وحدیث کا علم نہ رکھنے کے باوجود انھوں نے قرآنی حکم کے خلاف جو اپنا نظریہ قائم کرلیا ہے تو صرف ہماری عملی زندگی کو دیکھ کر کہ مسلمان عورتوں کی اکثریت بے پردہ گھوما کرتی ہے جس سے غیر مسلموں اور دنیادار لوگوں کو اندازہ لگانے میں دیر نہیں لگتی کہ حجاب مذہب اسلام کا لازمی جز نہیں کیوں کہ حجاب اتنا ہی ضروری ہوتا تو مسلمان عورتیں بے پردہ نہیں گھوما کرتیں۔

☆☆☆

☆استاذ مرکزی دارالعلوم عمادیہ، منگل تالاب، پٹنہ سٹی، بہار
8051565474

دبئی انٹرنیشنل ۲۵ ویں حفظ القرآن مسابقہ میں زین العابد اعلیٰ مقام پر فائز

گریجویشن انگلش سال اول میں زیر تعلیم کالی کٹ مرکز طالب علم کا ہندوستانی نمائندگی کرتے ہوئے کامیابی حاصل کرنا قابل فخر عمل ہے

دبئی انٹرنیشنل حفظ القرآن مسابقہ میں ہندوستانی نمائندگی کررہے حافظ زین العابد نے ممتاز کامیابی حاصل کر کے ہندوستان اور جامعہ مرکز کا نام روشن کیا ہے۔ ۲۵؍ویں انٹرنیشنل حفظ القرآن مسابقہ گذشتہ ایک ہفتہ سے مختلف راؤنڈ کے بعد اختتام پذیر ہوا جس میں ۶۵؍ممالک کے حفاظ وقرا شریک مسابقہ رہے۔

آخر میں نتائج کا اعلان ہوا جس میں حافظ زین العابد کو شیخ منصور بن محمد راشد المکتوم کے ہاتھوں ایوارڈ سے سرفراز کیا گیا۔ حکومت دبئی کی جانب سے ۵۰؍لاکھ انڈین روپیہ، فیلوشپ اور تشجیعی انعامات سے بھی نوازا گیا۔

اِس موقع پر حافظ زین العابد نے عربیہ نیوز سے گفتگو کرتے ہوئے اپنی کامیابی پر اللہ سبحانہ کا شکر ادا کیا، والدین کریمین کی دعاؤں کا ثمرہ قرار دیا۔ بھارت میں شافعی مسلمانوں کے مفتی اعظم شیخ ابوبکر احمد مسلیار ملباری شافعی نے مرکز طالب علم کا ہندوستانی نمائندگی کرتے ہوئے نمایاں کامیابی کے حصول کو قابل فخر بتایا اور اپنی دعاؤں سے بھی نوازا۔ حافظ زین العابد بن عبدالرحمن جامعہ مرکز کے شعبہ حفظ القرآن کالج سے تکمیل حفظ کے بعد مرکز کے جونیئر شریعت اور کالی کٹ یونیورسٹی سے بی اے انگلش کے سال اول میں زیر تعلیم ہے۔ حافظ زین العابد نے صوبائی اور قومی سطح پر کئی قرآن کمپٹیشن میں نمایاں پوزیشن حاصل کی ہے۔ وہ تنزانیہ انٹرنیشنل قرآن مقابلہ میں بھی اول پوزیشن حاصل کرچکا ہے۔ حافظ زین العابد کی کامیابی پر شیخ ابوبکر احمد نے دبئی میں تہنیت نامہ پیش کیا۔ ڈاکٹر عبدالحکیم ازہری، سی محمد فیضی اور اراکین جامعہ بڑی تعداد میں مبارکباد پیش کرتے ہوئے نیک خواہشات کا اظہار کیا۔ دبئی سے کیرالہ واپسی پر گرانڈ خیر مقدمی اجلاس کا بھی اعلان کیا۔

عبدالکریم امجدی، کالی کٹ، کیرالہ

انوار حدیث

صحت مندی کے سنہرے اصول

محمد حشیم الدین قادری★

اللہ عزوجل کا فرمان ہے: تمہارے رب نے شہد کی مکھی کو الہام کیا کہ پہاڑوں میں گھر بنا، درختوں میں اور چھتوں میں پھر ہر قسم کے پھل میں سے کھا، اپنے رب کی راہیں چل کہ تیرے لئے نرم و آسان ہیں۔ اس کے پیٹ سے ایک پینے کی چیز رنگ برنگ نکلتی ہے جس میں لوگوں کی تندرستی ہے بیشک اس میں نشانی ہے دھیان کرنے والوں کو۔
(پارہ ۱۴ سورہ نحل، آیت ۶۸، ۶۹)

اِس آیت میں اللہ عزوجل نے شہد کے تعلق سے ارشاد فرمایا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ شہد کی مکھی کے پیٹ سے ایک پینے کی چیز یعنی شہد سفید، زرد اور سرخ رنگوں میں نکلتا ہے، اس میں لوگوں کیلئے شفا ہے اور یہ نافع ترین دواؤں میں سے ہے اور بکثرت معجونوں میں شامل کیا جاتا ہے۔

صحت کی بڑی اہمیت ہے۔ اگر آدمی صحت مند ہے تو نماز، روزہ، حج، وغیرہ جسمانی عبادتوں کو تمام فرائض، واجبات، سنن اور مستحبات کو ملحوظ رکھ کر آسانی سے ادا کرسکتا ہے۔ دنیاوی کاموں میں بھی صحت مند شخص دوسروں پر بوجھ نہیں ہوتا بلکہ اپنے سبھی کام خود ہی انجام دینے کی طاقت رکھتا ہے۔ غرض، صحت مندی کے بے شمار دینی اور دنیاوی فوائد ہیں اور صحت اللہ عزوجل کی عظیم نعمت بھی ہے ہمیں اس کی قدر کرنی چاہئے، صحت مندی کی اہمیت پر ایک حدیث ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ پانچ چیزوں کو پانچ سے پہلے غنیمت جانو (۱) اپنے بڑھاپے سے پہلے جوانی کو۔ (۲) اپنی بیماری سے پہلے صحت کو۔ (۳) اپنی محتاجی سے پہلے مال داری کو۔ (۴) اپنی مصروفیت سے پہلے فراغت کو۔ (۵) اپنی موت سے پہلے زندگی کو۔
(مستدرک، کتاب الرقاق، الحدیث: ۷۹۱۶)

جب صحت مندی اتنی اہم چیز ہے تو ضروری ہے کہ ہم ایسے اصولوں کو جانیں جن سے ہماری صحت مندی محفوظ رہے، لہٰذا ہم چند ایسے اصولوں کا ذکر کرتے ہیں جن پر کاربند ہونے سے ہماری صحت مندی کی حفاظت ہوسکتی ہے:

(۱) کھانے کی ابتدا: سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ کھانے سے پہلے اور بعد میں وضو (یعنی ہاتھ منہ دھونا) رزق میں کشادگی لاتا ہے اور شیطان کو دور کرتا ہے۔ (کنز العمال، ج۱۰، ص۱۰۶)

کھانے کے وضو سے مراد نماز والا وضو نہیں بلکہ اس میں دونوں ہاتھ گٹوں تک اور منہ کا اگلا حصہ دھونا اور کلی کرنا ہے۔ حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: توریت شریف میں دو بار ہاتھ دھونے کلی کرنے کا حکم تھا، کھانے سے پہلے اور کھانے کے بعد مگر یہود نے صرف بعد والا باقی رکھا، پہلے کا ذکر مٹا دیا۔ کھانے سے پہلے ہاتھ دھونے کلی کرنے کی ترغیب اس لئے ہے کہ عموماً کام کاج کی وجہ سے ہاتھ میلے، دانت میلے ہوجاتے ہیں اور کھانے سے ہاتھ منہ چکنے ہو جاتے ہیں لہٰذا دونوں وقت صفائی کی جائے۔ کھانا کھا کر کلی کرنے والا شخص ان شاء اللہ دانتوں کے موذی مرض پائریا (PHYORRHEA) سے محفوظ رہے گا۔ وضو میں مسواک کا عادی دانتوں اور معدہ کے امراض سے بچا رہتا ہے۔ کھانا کھانے کے فوراً بعد پیشاب کرنے کی عادت ڈالو اُس سے گردہ اور مثانہ کے امراض سے حفاظت ہوتی ہے بہت مجرب یعنی آزمایا ہوا ہے۔ (مرآۃ شرح مشکوٰۃ ص۶، ص۳۲)

منقول ہے کہ جس طرح نہر میں بند لگا کر پانی کو بہنے سے روک دیا جائے تو وہ اپنے کناروں کے گردو پیش کو خراب کر دیتی ہے ایسے ہی پیشاب کا روکنا جسم کو خراب کر دیتا (یعنی بیماری کا باعث) ہے۔
(احیاء علوم الدین، الجزء الرابع، کتاب آداب الاکل)

(۲) کھانا پینا: کھانا کھانے کے لئے بیٹھنے کی ایک سنت یہ ہے کہ سیدھا گھٹنا کھڑا کریں اور الٹا پاؤں بچھا کر اُس پر بیٹھ جائیں جبکہ کھانا کھانے کے لئے بیٹھنے کا ایک اور سنت طریقہ ہے۔ حضرت سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور علیہ السلام کو چھوہارے تناول فرماتے دیکھا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم زمین سے لگ کر ایسے بیٹھے تھے کہ

دونوں گھٹنے کھڑے تھے۔ (صحیح مسلم، کتاب الاشربہ)

دونوں گھٹنے کھڑے کر کے زمین سے سرین لگا کر کھانے سے بقدر ضرورت ہی کھانا معدے میں جاتا ہے جس کے سبب امراض سے حفاظت ہوتی ہے۔ اک پاؤں کھڑا کر کے اور دوسرا بچھا کر کھانے کی سنت کی برکت سے تلی کی بیماریوں سے بچاؤ ہوتا ہے، رانوں کے پٹھے مضبوط بھی ہوتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ چارزانو یعنی چوکڑی مار کر کھانے کے عادی کا موٹاپا بڑھتا اور توند نکل آتی ہے۔ چارزانو کھانے سے درد قولنج (بڑی آنت کا درد) ہوجانے کا بھی خطرہ رہتا ہے۔

حضرت سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر پینے اور کھڑے ہو کر کھانے سے منع فرمایا ہے۔ (مجمع الزوائد، ج ۵، ص ۳۰)

اٹلی کے ایک ماہر اغذیہ ڈاکٹر کا کہنا ہے، کھڑے ہو کر کھانا کھانے سے تلی اور دل کی بیماریاں نیز نفسیاتی امراض پیدا ہوتے ہیں یہاں تک کہ بعض اوقات انسان پاگل ہوجاتا ہے کہ اپنوں تک کو پہچان نہیں پاتا۔

بلا حاجت شرعی چمچ سے کھانا کھانے والے اطبا (ڈاکٹروں) کی تحقیق پڑھیں: ڈاکٹروں نے یہ اعتراف کیا ہے کہ جو لوگ ہاتھ سے کھاتے ہیں ان کی انگلیوں سے ایک خاص قسم کی ہاضم رطوبت نکل کر کھانے میں شامل ہوجاتی ہے جو جسم میں انسولین (INSULIN) کم نہیں ہونے دیتی اور اُس سے شوگر کے مریضوں کو فائدہ ہوتا ہے، پھر کھانے کے بعد انگلیاں چاٹنے سے مزید ہاضم رطوبت پیٹ میں داخل ہوتی ہے جو آنکھوں، دماغ اور معدہ کیلئے بے حد مفید ہے اور یہ دل، معدہ اور دماغی امراض کا زبردست علاج ہے۔

اسی طرح ٹیک لگا کر کھانا بھی صحت کیلئے مضر ہے، ٹیک لگا کر کھانے سے کھانا اچھی طرح چبایا نہیں جاسکے گا، اس میں لعاب جس مقدار میں ملنا چاہئے اتنا نہیں ملے گا جو غذاؤں کو ہضم کر سکے اور یوں نظام انہضام (ہاضمہ) متاثر ہوگا، ٹیک لگا کر کھانے سے معدہ پھیل جاتا ہے، اس طرح غیر ضروری خوراک معدے میں چلی جائے گی اور ہاضمہ خراب ہوگا، ٹیک لگا کر کھانے سے آنتوں اور جگر کو نقصان پہنچتا ہے۔

احیاء العلوم میں حجۃ الاسلام حضرت امام محمد بن محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

خلیفۂ چہارم حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم فرماتے ہیں: جو کھانے کی ابتدا نمک (یا نمکین چیز) سے کرتا ہے اللہ عزوجل اس سے ۷۰ بیماریاں دور فرما دیتا ہے۔ جو روزانہ سات عجوہ کھجوریں کھا لیا کرے اس کے پیٹ کے کیڑے مر جائیں گے۔ جو روزانہ اکیس دانے سرخ کشمش کے کھا لیا کرے اپنے جسم میں کوئی ناپسندیدہ چیز نہ دیکھے گا۔ گوشت گوشت پیدا کرتا ہے۔ بسقارجات (گوشت کے شوربے سے بنایا ہوا سالن) پیٹ کو بڑھاتا ہے اور سرین کو نرم کرتا ہے۔ گائے کا گوشت بیماری، اس کا دودھ شفا ہے اور گھی دوا ہے۔ چربی اپنی مثل بیماریاں نکال دیتی ہے۔ نفاس والی عورتوں کیلئے تر کھجوروں سے بہتر کوئی چیز نہیں۔ مچھلی جسم کو پگھلا دیتی ہے۔ تلاوت قرآن اور مسواک سے بلغم دور ہوتی ہے۔ جو لمبی عمر چاہے وہ ناشتہ جلد (صبح سویرے) کرے، شام کا کھانا کم اور تاخیر سے کھائے اور جوتا پہنے۔ انسان کیلئے گھی سے بہتر کوئی دوا نہیں۔

حدیث پاک میں ہے: رگوں کو کاٹنا بیمار کرتا ہے اور رات کا کھانا چھوڑنا بوڑھا کرتا ہے۔ اہل عرب کا قول ہے کہ صبح کا کھانا چھوڑنا سرین کی چربی پگھلاتا ہے۔ کسی حکیم نے اپنے بیٹے کو نصیحت کی کہ جب تک بردباری نہ لے لو، گھر سے نہ نکلو، یعنی جب تک ناشتہ نہ کرلو گھر سے نہ نکلو کیونکہ ناشتہ کرنے سے بردباری باقی رہتی ہے اور غصہ زائل ہوتا ہے اور یہ بازار کی اشیاء کی خواہش کو بھی کم کرتا ہے۔

ایک حکیم نے کسی موٹے شخص سے کہا: تمہاری صحت کا راز کیا ہے؟ اس نے کہا کہ میں خالص گندم کی روٹی اور بھیڑ کا گوشت کھاتا، بنفشہ کا تیل لگاتا اور سوتی کپڑا پہنتا ہوں۔

تندرست شخص کے لئے پرہیز اسی طرح نقصان دہ ہے جس طرح بیمار کا پرہیز نہ کرنا۔ بعض (اطبا) کا قول ہے کہ جس کو بیماری کا یقین اور عافیت کا شک ہوتو اُس کا تندرستی کی حالت میں بھی پرہیز کرنا اچھا ہے۔

چار چیزیں بدن کو تقویت دیتی ہیں (۱) گوشت کھانا (۲) خوشبو سونگھنا (۳) غسل فرض ہونے کے علاوہ بکثرت نہانا (۴) اور سوتی کپڑا پہننا۔

چار چیزیں بدن کو سست کرتی ہیں (۱) جماع کی کثرت کرنا (۲) زیادہ غمزدہ رہنا (۳) نہار منہ زیادہ پانی پینا (۴) کھٹی چیزیں زیادہ کھانا۔

(احیاء علوم الدین، الجزء الرابع، کتاب آداب الاکل)

حجاج نے ایک طبیب سے کہا کہ مجھے کوئی ایسی چیز بتائیں جسے میں اختیار کروں اور اُس سے تجاوز نہ کروں۔ طبیب نے کہا: جوان

عورت سے نکاح کرو۔ جوان جانور کا گوشت کھاؤ۔ کسی چیز کو اُس وقت تک نہ کھاؤ جب تک وہ اچھی طرح پک نہ جائے۔ بغیر بیماری کے دوا نہ پیو۔ پھل خوب پکا ہوا کھاؤ۔ کھانا اچھی طرح چبا کر کھاؤ۔ کھانا اپنی پسند کا کھاؤ۔ کھانے کے بعد پانی نہ پیو۔ اگر پانی پی لو تو اس کے بعد کچھ نہ کھاؤ۔ پیشاب پاخانہ نہ روکو۔ دن میں کھاؤ تو سو جاؤ۔ رات کو کھانے کے بعد کچھ چہل قدمی کر لو اگرچہ سو قدم ہی ہو۔

کھانوں میں یہ ترتیب رکھے کہ اگر پھل ہوں تو پہلے وہ پیش کیے جائیں کہ طبی لحاظ سے ان کا پہلے کھانا زیادہ موافق ہے، یہ جلد ہضم ہو جاتے ہیں، لہٰذا اُن کو معدے کے نچلے حصہ میں ہونا چاہئے۔

(۳) علاج کیلئے طبیب کے پاس بھیجنا: اولاً ہماری کوشش ہونی چاہئے کہ بیماری ہمارے قریب ہی نہ آنے پائے، اگر آ گئی تو اس کا علاج کروانا چاہئے اور وہ بھی خود سے کسی طب کی کتاب یا احادیث میں بیان کردہ کوئی نسخہ پڑھ کر علاج نہیں کرنا چاہئے بلکہ طبیب سے علاج کروانا چاہئے۔ پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مریض کو اس کی بیماری اور علاج بتانے کے بعد اُسے طبیب کے پاس بھیج دیا۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ایک بار میں بیمار ہوا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میری عیادت کیلئے تشریف لائے، اپنا ہاتھ میرے سینے پر رکھا جس کی ٹھنڈک میں نے اپنے دل پر محسوس کی، پھر ارشاد فرمایا تم دل کے مریض ہو، حارث ابن کلدہ ثقفی کے پاس جاؤ وہ علاج کرتے ہیں۔ وہ مدینہ کی سات عجوہ کھجوریں لے کر گٹھلیوں سمیت کوٹ لیں پھر تم کو پلا دیں۔ (ابوداؤد شریف، حدیث ۳۸۷۵)

مفتی احمد یار خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: احادیث شریفہ کی تجویز فرمائی ہوئی دوائیں کسی طبیب کی رائے سے استعمال کرنا چاہئے جو ہمارے مزاج، موسم، دوا کی تاثیر اور ہمارے مرض کی کیفیت سے خبردار ہو۔ (کیونکہ) حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے دوا تجویز فرما دی مگر استعمال کیلئے طبیب کے پاس بھیجا۔ (مراۃ المناجیح ج ۶ ص ۱۴۱)

(۴) پرہیز علاج سے بہتر ہے: مشہور ہے کہ پرہیز علاج سے بہتر ہے لیکن اکثر لوگوں کو اس بات کا احساس اُس وقت ہوتا ہے جب پانی سر سے اونچا ہو جاتا ہے۔ مختلف بیماریوں کا شکار ہونے والے افراد کی کثیر تعداد اپنی ہی لاپرواہی اور غفلت کے باعث بیمار ہوتی ہے۔ حالانکہ تھوڑی سی احتیاط کر کے اس بیماری سے بچنا ممکن ہوتا ہے۔ بیمار ہونے کے بعد یہ لوگ پچھتاتے اور بھاگ دوڑ کرتے ہیں لیکن بسا اوقات اس قدر تاخیر ہو جاتی ہے کہ کوئی دوا کام نہیں کرتی۔

پرہیز و احتیاط کے کثیر فوائد ہیں، مشاہدہ ہے کہ جہاں دوائیں کام نہیں کرتیں وہاں پرہیز کرنے سے حیرت انگیز نتائج برآمد ہو جاتے ہیں۔ نیا کپڑا ایک بار بھی ڈھل جائے تو پھر اُس کی پہلی جیسی چمک دمک باقی رہتی ہے نہ ہی قیمت۔ دواؤں کے ذریعے علاج سے صحت پانے کے بعد بدن انسانی بھی گویا دھلے ہوئے کپڑے کی مانند ہو جاتا ہے۔ لہٰذا ممکنہ صورت میں ادویہ کی بجائے علاج بالغذا نیز پرہیز کے ذریعے کام چلانا ہی دانشمندی ہے کہ دواؤں کے منفی اثرات (Side effects) بھی ہوتے ہیں۔

ابتدا سے ہی پرہیز کی عادت بنانے اور محتاط طرز زندگی اختیار کرنے نیز کم کھانے پینے کی برکت سے زندہ رہنے کی صورت میں بڑھاپے میں کافی آسانی رہتی ہے۔ پرہیز و احتیاط کے عادی افراد مختلف بیماریوں سے بچے رہتے ہیں جس کی بدولت ان کا وقت اور سرمایہ محفوظ رہتا ہے۔ ان کے اہل خانہ بھی اذیت اور پریشانی کا شکار نہیں ہوتے۔ بعض بیماریوں سے بچنا ممکن نہیں ہوتا لیکن پرہیز کی بدولت ان کی شدت میں کمی اور علاج میں آسانی رہتی ہے۔

(۵) صحت مندی کیلئے مفید احتیاطیں: مختلف کاموں بالخصوص استنجے کے بعد اور کھانے سے پہلے اور بعد میں صابن سے ہاتھ دھونے کی عادت بنائیے۔ پینے کیلئے ابلا ہوا (Boiled) پانی یا منرل واٹر استعمال کریں۔ مختلف قسم کے بازاری مشروبات بالخصوص سافٹ ڈرنک کا استعمال بالکل ترک کر دیں۔ کبھی کبھار یا تھوڑی بہت پینے کا بہانا کر کے اپنے آپ کو دھوکا مت دیجئے۔ بازاری غذائیں، ٹھیلوں وغیرہ پر بکنے والے برگر، چنا چاٹ اور اِس قسم کی دیگر اشیاء کھانے سے عمر بھر کیلئے صبر کرنے کا ذہن بنا لیجئے۔ حتی الامکان کھانے پینے کیلئے پلاسٹک کے برتنوں کا استعمال نہ کریں۔ ایک رپورٹ کے مطابق اسپتالوں میں استعمال شدہ سرنج وغیرہ (Medical Waste) کو پگھلا کر پلاسٹک دانہ بنایا جاتا ہے پھر اُسی طرح کے غیر معیاری دانوں سے پلاسٹک کے برتن اور کھلونے وغیرہ بھی بنائے جاتے ہیں۔ کھانے پینے کی چیزوں کو ڈھانپ کر رکھیں۔ جسمانی صفائی ستھرائی کا خاص خیال رکھیں ہو سکے تو روزانہ نہائیں۔ حتی الامکان ٹیکہ (Syringe) لگوانے سے اجتناب

کریں، اگر ضروری ہو جائے تو اس کیلئے لازماً نئی سرنج استعمال کریں۔

دوسروں کا ریزر، ٹوتھ برش اور تولیہ وغیرہ استعمال نہ کریں۔ گھر کے آس پاس پانی جمع نہ ہونے دیں، جو ہڑوں پر مچھر مار دوا کا اسپرے کریں اور گڑھوں کو مٹی سے بھر دیں۔ اپنے گھر کے دروازوں اور کھڑکیوں پر جالیاں لگوا لیں۔ کھلے آسمان تلے سوئیں تو مچھر دانی کا استعمال کریں۔ کوڑے دان (Dustbin) کو ڈھانپ کر رکھیں۔ کچرے کو اچھی طرح تلف (Dispose of) کریں۔ کسی بیماری یا حادثے وغیرہ کی صورت میں اگر مجبوراً خون لگوانا پڑے تو صرف کسی مستند (Authentic) بلڈ بینک سے لگوائیں۔ جسم پر نقش و نگار (Tattoos) مت بنوائیں۔ بچیوں کے ناک کان چھدوانے میں بھی حفظان صحت کے اصولوں کا خیال رکھیں۔ ممکن ہو تو دھونے کے بعد کپڑوں کو دھوپ میں سکھائیں۔ مریض کے کپڑوں کو گرم پانی سے دھوئیں۔ سکھانے کے بعد الٹی اور سیدھی دونوں طرف سے استری کریں۔

(۶) بچوں کی صحت مندی: بچوں کی اچھی افزائش اور نشونما کیلئے اچھی غذا کو بہت اہمیت حاصل ہے جس کا بچوں کی صحت پر لمبے عرصے تک اثر رہتا ہے۔ بچے جیسے جیسے بڑے ہونے لگتے ہیں تو عمر کے ساتھ ساتھ ان کی غذا میں بھی تبدیلی آتی رہتی ہے۔ خوراک کے اعتبار سے یہ مضمون بچوں کی دو قسموں پر مشتمل ہے (۱) صرف دودھ پینے والے بچے (۲) دودھ کے ساتھ ساتھ ہلکی غذا کھانے والے اور اُن سے بڑے جو، روٹی وغیرہ کھا سکتے ہوں۔ دونوں قسم کے بچوں کی غذا وغیرہ سے متعلق چند معلومات پیش خدمت ہیں:

صرف دودھ پینے والے بچوں سے متعلق: بچوں کیلئے سب سے قوت بخش غذا ماں کا دودھ ہے۔ لہٰذا پیدائش سے دو سال کی عمر تک بچوں کو ماں کا دودھ ضرور پلانا چاہئے۔ ماں کا دودھ جراثیم سے پاک اور بچپن کی اکثر بیماریوں سے بچانے والا ہوتا ہے۔ ماں کا دودھ پینے والے بچے بہت سی بیماریوں سے محفوظ رہتے ہیں۔

کم عمر کے بچوں کو ماں کے دودھ کے بجائے گائے کا دودھ نہ دیا جائے کہ ان کے لئے نقصان دہ ہے۔ دودھ پلانے کے فوراً بعد بچوں کو سلانا یا لٹانا نہیں چاہئے بلکہ کچھ دیر بہلانا اور کھیلنے دینا چاہئے کیونکہ دودھ پلانے کے فوراً بعد بچے کو بستر پر ڈال دینے سے دودھ باہر آسکتا ہے جو بعض اوقات سانس کی نالی میں جا کر بچے کیلئے خطرناک ثابت ہو سکتا ہے۔ دودھ پینے کے بعد الٹی آنے کی صورت میں بچوں کے ہاضمہ پر توجہ دینی چاہئے اگر بار بار الٹی آتی ہو تو کسی اچھے ڈاکٹر کو دِکھانا چاہئے۔ بچے تقریباً ۶ سے ۸ ماہ کی عمر کے ہو جائیں تو انہیں نرم غذا شروع کروانی چاہئے، اس سے ان کی نیند بہتر رہتی ہے۔ بچوں کیلئے سب سے اہم چیز ان کی غذا ہے۔ اگر شروع ہی سے اس کا صحیح اہتمام کیا جائے تو آگے جا کر ان میں کمزوری کے چانسز کم ہو سکتے ہیں۔ خوراک کی کمی سے بچوں کا وزن کم ہوتا ہے اور بچے مختلف بیماریوں کا شکار ہو جاتے ہیں۔

ہلکی اور نرم غذا کھانے والے بچوں سے متعلق: جو بچے غذائیں چبا سکتے ہوں انہیں سبزی، گوشت اور مچھلی وغیرہ نرم چیزوں میں ملا کر دینی چاہئے تاکہ ان کی بہتر نشونما ہو۔ نیز دلیہ اور کھیر بھی دے سکتے ہیں۔ بچوں کیلئے ٹماٹر کا سوپ، خربوزہ اور جوس مفید ہے مگر یہ جوس (Juices) تازہ اور گھر کے بنے ہوئے ہوں بازار کے نہ ہوں۔ چھوٹے بچوں کو سخت اور تالو میں چپک جانے والے غذا نہیں دینی چاہئے۔ غذا چبانے کے قابل بچوں کو جب پھل وغیرہ دینا ہو تو چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کر کے دینا چاہئے تاکہ بچے کے حلق میں نہ پھنس جائے۔ حسب حیثیت بچوں کو چھوٹی عمر میں اچھی خوراک دینی چاہئے کہ اس عمر میں جو طاقت آ جائے گی وہ تمام عمر کام آئے گی۔ فاسٹ فوڈ اور بازاری کھانے نقصان سے خالی نہیں اس لئے ان سے خود بھی بچیں اور اپنے بچوں کو بھی بچائیں۔

آخر میں آپ سے عرض ہے کہ صحت مندی اللہ عزوجل کی عظیم نعمت ہے۔ اس نعمت کو اللہ و رسول کی فرمان برداری میں استعمال کیجئے۔ ہرگز ہرگز اس صحت مندی کو اللہ و رسول کی نافرمانی والے کام میں استعمال مت کیجئے۔ اگر آپ نے ایسا کر لیا تو اِن شاء اللہ آپ کی صحت مندی برقرار رہے گی۔ اللہ عزوجل ہماری، ہمارے بچوں کی اور تمام مسلمانوں کی صحت و تندرستی کی حفاظت فرمائے اور جو بیمار ہیں انہیں شفاء کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین، یارب العٰلمین عزوجل بجاہ النبی الکریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

☆☆☆

☆صدر المدرسین: دار العلوم غریب نواز نزد جامع مسجد کچہری محلہ منڈلہ، ایم پی (بھارت) 9929714799, 8319945574

شرعی احکام

روزہ نہ رکھ سکنے پر فدیہ سے متعلق مسائل

مفتی محمد قاسم عطاری★

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اِس بارے میں کہ کیا شیخ فانی (ایسا بوڑھا شخص جو روزہ رکھنے سے عاجز ہوجائے، نہ فی الحال رکھ سکتا ہو۔ نہ آئندہ اتنی طاقت کی امید کہ رکھ سکے گا) کے لئے ماہِ رمضان المبارک کے روزوں کا مکمل فدیہ شروع ماہ میں دینا جائز ہے؟ کیا ایک ہی فقیر کو تیس روزوں کا فدیہ دے دے تو جائز ہے یا تیس الگ الگ فقیروں کو دینا ضروری ہے؟

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب۔

شیخ فانی کو اختیار ہے کہ وہ روزوں کا فدیہ ماہ رمضان المبارک سے پہلے ادا کردے یا ختم ماہ کے بعد ادا کرے، ایک فقیر کو پورے ماہ کا دے دے یا کئی فقیروں کو دے دے۔

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ مفتی ابو الحسن محمد ہاشم خان عطاری

۱۵ جمادی الاولیٰ ۱۴۳۸ھ ۱۳ فروری ۲۰۱۷ء

۲۰ سال پہلے ہمارے والد صاحب کا انتقال ہوگیا تھا۔ والد صاحب کے کچھ روزے زندگی میں چھوٹ گئے تھے، اُن روزوں کا فدیہ ہم اب دینا چاہتے ہیں، حیلہ وغیرہ نہیں کرنا، پوری پوری رقم ادا کرنی ہے جس کے لئے آپ سے یہ شرعی رہنمائی درکار ہے کہ فدیہ ادا کرنے میں کس سال کے صدقۂ فطر کی قیمت کا اعتبار ہوگا؟ جس سال والد صاحب کے روزے قضا ہوئے تھے، اُس سال کے صدقۂ فطر کی قیمت کا اعتبار ہوگا، یا، ابھی جب ہم ادا کریں گے تو اِس سال کے صدقۂ فطر کی قیمت کا اعتبار ہوگا؟

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب۔

پوچھی گئی صورت میں آپ کے والد صاحب کے جس سال کے روزے قضا ہوئے تھے، اُس سال کے صدقۂ فطر کی قیمت کا اعتبار ہوگا، ابھی ادا کرتے ہوئے موجودہ سال کے صدقۂ فطر کی قیمت کا اعتبار نہیں ہوگا کیوں کہ زکوٰۃ صدقۂ فطر اور کفارات میں اُن کے واجب ہونے کے دن کی قیمت کا اعتبار ہوتا ہے، نہ کہ جس دن ادا کیے جائیں، اُس دن کی قیمت کا۔ زکوٰۃ کی ادائیگی میں لازم ہونے والے دن کی قیمت سے متعلق فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

تعتبر القیمۃ عند حولان الحول اذا کان لہ مائتا قفیز حنطۃ للتجارۃ تساوی مائتی درھم فتم الحول ثم زاد السعر أو انتقص فان أدی من عینھا أدی خمسۃ أقفزۃ وان أدی القیمۃ تعتبر قیمتھا یوم الوجوب۔

ترجمہ: (زکوٰۃ کی ادائیگی میں قمری) سال مکمل ہونے کے وقت کی قیمت کا اعتبار کیا جائے گا۔ (مثال کے طور پر) کسی شخص کے پاس دو سو قفیز تجارت کے لئے گندم تھی جو، دو سو درہم کے برابر تھی، اس پر سال مکمل ہوگیا پھر قیمت بڑھ گئی یا کم ہوگئی، تو اگر اُس شخص نے اُن (گندم کے قفیز) کے ذریعہ ہی زکوٰۃ نکالنی ہے تو پانچ قفیز ادا کرے گا، اگر قیمت کے ذریعہ نکالے تو جس دن زکوٰۃ لازم ہوئی تھی (سال مکمل ہوا تھا) اُس دن کی قیمت کا اعتبار کیا جائے گا۔ (الفتاویٰ الھندیہ، کتاب الزکوٰۃ، الفصل فی العروض، ج۱، ص۱۹۸، مطبوعہ کراچی)

کفارہ وغیرہ سے متعلق درمختار میں ہے: **وجاز دفع القیمۃ فی زکاۃ وعشر وخراج وفطرۃ ونذر و کفارۃ غیر الاعتاق وتعتبر القیمۃ یوم الوجوب۔** ترجمہ: زکوٰۃ، عشر، صدقۂ فطر، نذر کی ادائیگی میں اور اعتاق یعنی غلام آزاد کرنے والے کفارہ کے علاوہ ہر طرح کے کفارہ میں قیمت ادا کرنا، جائز ہے اور قیمت ادا کرنے میں مذکورہ چیزیں لازم ہونے کے دن کی قیمت کا اعتبار ہوگا۔

(درمختار مع ردالمحتار، کتاب الزکوٰۃ، باب زکوٰۃ الغنم، ج۳، ص۲۵۰، مطبوعہ کوئٹہ)

اعلیٰ حضرت امام اہل سنت امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ والرضوان

فدیہ سے متعلق فرماتے ہیں:

''قیمت میں نرخ بازار آج کا معتبر نہ ہوگا جس دن ادا کر رہے ہیں بلکہ روزِ وجوب کا مثلاً اُس دن نیم صاع گندم کی قیمت دو آنے تھی، آج ایک آنا ہے تو ایک آنا کافی نہ ہوگا، دو آنے دینا لازم اور (اگر اُس وقت) ایک آنا تھی اب دو آنے ہوگئی تو دو آنے ضروری نہیں، ایک آنا کافی۔'' (فتاویٰ رضویہ، ج ۱۰، ص ۵۳۱، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

والله اعلم عزوجل ورسوله اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ مفتی ابو الحسن محمد ہاشم خان عطاری

۱۲ ذوالقعدۃ الحرام ۱۴۴۱ھ / ۴ جولائی ۲۰۲۰ء

☆☆☆

☆ پیش کش: محمد نظام الدین عطاری، مکتبۃ المدینہ ٹیامحل، جامع مسجد، دہلی، 9873456383

جامعہ حضرت نظام الدین اولیاء دہلی کا جشن دستارِ داعیان اسلام

عصر حاضر میں عالمی سطح پر اسلام وسنیت کی تبلیغ واشاعت کے دائرہ کو وسیع اور نئی نسلوں کے روشن وتابناک مستقبل کے لئے ضروری ہے کہ مدارس اسلامیہ کے نظام تعلیم کو جدید ٹکنالوجی سے آراستہ کیا جائے تاکہ داعیان اسلام مختلف زبانوں میں سے لیس ہوکر دنیا کے گوشے گوشے میں دعوت وتبلیغ کے میدان میں نمایاں خدمات انجام دے سکیں۔ جامعہ حضرت نظام الدین اولیاء کے صحن میں منعقدہ سالانہ جشن داعیان اسلام میں ادارہ شرعیہ (پٹنہ) کے امین شریعت مفتی عبدالمنان کلیمی نے مذکورہ خیالات کا اظہار کیا۔ مفتی منظم علی ازہری نے دینی جلسوں کو بامقصد بنانے پر زور دیتے ہوئے جامعہ کو قائد اہل سنت علامہ ارشد القادری کے خوابوں کی حسین تعبیر قرار دیا۔ بھیلواڑہ کے شہر قاضی مفتی اشرف جیلانی ازہری نے عصر حاضر کے سلگتے ہوئے مسائل کے تناظر میں دعوت فکر وعمل دیتے ہوئے کہا کہ ظلم وتشدد کے خلاف صدائے احتجاج بلند کرنا اہل حق کا طرۂ امتیاز رہا ہے، ہمیں آئینی حدود میں رہ کر اسلام دشمن طاقتوں کی ناپاک سازشوں کو ناکام کرنا ہوگا۔

اجلاس کا آغاز مولانا نازش علی نعیمی امام وخطیب نظامی مسجد نے تلاوت ومنقبت سے کیا۔ قاری مظہر الدین احمد عزیزی استاذ شعبہ حفظ جامعہ ہٰذا، قاری اشتیاق عالم برکاتی، مولانا الطاف حسین متعلم جامعہ ہٰذا، مولانا شکیل اختر نظامی، مولانا ماہتاب عالم اور طاہر حسین اشرفی وغیرہ نے حمد ونعت ومنقبت خوانی کی اور سال آخر کے طلباء مولانا امجد علی نظامی نے اردو، مولانا محمد حنیف نظامی نے عربی اور مولانا غلام محی الدین ثالث نظامی نے بزبان انگریزی فن خطابت کا مظاہرہ کیا۔ جامعہ کے ڈائریکٹر مولانا محمود غازی ازہری نے اپنے خیر مقدمی کلمات میں جامعہ کے مستقبل کے عزائم ومنصوبے پر اظہار خیال کرتے ہوئے کہا کہ جامعہ میں شرعی کونسل ادارہ شرعیہ کے قیام کے بنیادی مقاصد، ائمہ مساجد اور اساتذہ مدارس کے مابین باہمی روابط قائم کرنا، ہائی ٹیک طرز پر دارالافتاء، دارالقضاء کے تحت شرعی وملی مسائل حل کرنا، حج تربیتی کورس، میرج سرٹیفکٹ اور رجسٹرڈ نکاح نامہ جیسی سہولتیں فراہم کرانا ہے۔

اس موقع پر مولانا شاہد اقبال نظامی کو برائے اردو صحافت، جے این یو کے ریسرچ اسکالر مولانا حامد رضا نظامی کو برائے عربی مضمون نگاری اور ڈاکٹر ثناء المعین نظامی ایم، ڈی حیدرآباد (بی، یو، ایم، ایس جامعہ ہمدرد) کو اُن کی نمایاں کارکردگی پر بالترتیب صدر جامعہ مولانا غلام ربانی، مولانا فیض ربانی نائب صدر جامعہ اور حسنین برکاتی جنرل سکریٹری جامعہ کے ہاتھوں تکریمی ایوارڈ وشال سے نوازا گیا۔ اجلاس کی سرپرستی الحاج حکیم سید محفوظ حسن نظامی بدایونی، صدارت ادارہ شرعیہ پٹنہ کے امین شریعت (خامس) مفتی عبدالمنان کلیمی اور نظامت معروف نقیب مولانا سید قیصر خالد فردوسی نے کی۔ مولانا عابد علی نظامی پرنسپل جامعہ ہٰذا نے ہدیہ تشکر اور شرعی کونسل ادارہ شرعیہ کے صدر مفتی محمد نوشاد ازہری مصباحی نے افتتاحی خطبہ پیش کیا۔ مولانا اقرار علی علیمی اور مولانا سیماب اختر فیضی مینیجر، مولانا شمس تبریز مصباحی، مولانا عبدالرحیم نظامی ودیگر اساتذہ وطلباء نے مہمانوں کی گل پوشی کی۔ اس موقع پر جامعہ کے فارغین تخصص محمد حنیف بن محمد صدیق (کچھ گجرات) محمد غلام محی الدین ثالث بن عمر انصاری (وارانسی) امجد علی انصاری بن عبدالواحد (روہتاس) اور فارغین حفاظ سبطین (اورنگ آباد) علیم الدین بن کلیم الدین (جامعہ نگر) اریب خاں بن صابر علی (منڈاولی) محمد احمد نور بن مولانا عبدالوکیل اشرفی (سہرسہ) اور نور عالم بن شاہ روم (شیووِہار) کو دستار واسناد سے بھی نوازا گیا۔

اجلاس میں شریک مولانا سہیل احمد قادری، مولانا محمد یعقوب علی خان قادری (امام مسجد خلیل اللہ) برکاتی بک سینٹر والے مولانا محمد ظفر الدین برکاتی، مولانا اقلیم رضا مصباحی چیئرمین لمراء فاؤنڈیشن، مولانا زین اللہ نظامی چیئرمین غوثیہ فلاح ملت فاؤنڈیشن، مولانا محمد قاسم مصباحی (قومی اردو کونسل) مولانا حیدر علی قادری مہرولی شریف، مفتی نعیم اللہ قادری، قاری عبدالرشید برکاتی، مولانا شمشیر علی رضوی اور مولانا وکیل احمد اشرفی وغیرہ شامل تھے۔

عقیدہ ونظریہ

دوسری قسط

افکارِ تطہیر کی روشنی میں ذکر الٰہی

محمد حشیم الدین قادری★

☆ کسی غلط سے غلط مسلمان کو دیکھ کر یہ دھیان آنا بھی ضروری ہے کہ اللہ چاہے تو وہ اِس بات پر قادر ہے کہ اس کو معاف کر کے اس کی مغفرت فرمادے اور میری ساری نیکیوں پر پانی پھیر دے، میرے منہ پر ماردے اور مجھے جہنم میں ڈال دے۔ ☆ غیر مسلموں کو دیکھ کر اللہ کا شکر کریں کہ اس نے ہمیں ہدایت عطا فرمائی ایمان والا بنایا اور وہ محروم رہے اور اُن کے لئے راہ یاب ہونے کی دعا کریں۔

☆ اگر کسی سے ایذا و تکلیف پہنچے تو صبر کریں اور بدلہ لینے کی فکر میں رہنے کی بجائے اس کو معاف کردیں اور دعا کریں کہ اللہ اس کے شر سے بچائے رکھے۔ ☆ کسی کے ساتھ کوئی نیکی یا کسی پر کوئی احسان کریں تو بدلے، جزا کی امید اُس سے نہ رکھ کر اللہ تعالیٰ سے رکھیں۔

☆ جہاں تک ہوسکے عہدے اور منصب قبول کرنے سے بچیں۔ دینی ہوں یا دنیاوی اور قبول کرنے میں کوئی مصلحت ہو تو مضائقہ نہیں۔ ذکر وعبادت گزار لوگوں نے زیادہ تر عہدے قبول کرنے سے گریز کیا ہے۔ ☆ آرام طلبی، عیش پرستی، جسم پروری سے بچیں۔ گرمی سردی بھوک پیاس وغیرہ کو جہاں تک ممکن ہو برداشت کرنے کی عادت ڈالیں۔

☆ جسم و بدن کپڑوں، گھر مکان وغیرہ کی صفائی ستھرائی کے معاملے میں درمیانی روش اختیار کریں۔ نہ وہم پرست بنیں کہ ہر وقت انہی میں دھیان لگا رہے نہ گندے اور میلے رہیں۔ ☆ جب اور جتنا بولنا ضروری ہو بولیں ورنہ خاموش رہیں۔ دوسروں کی اچھی باتیں سننے کی عادت ڈالیں۔ ☆ ہنسی مذاق تفریح ودل لگی کی عادت نہ ڈالیں۔ کبھی کبھی کچھ شریعت کے دائرے میں رہ کر ہو تو حرج نہیں۔

☆ اللہ کا ذکر کسی خاص دنیوی جائز مقصد کے لئے بھی کیا جاسکتا ہے لیکن بہتر، افضل بزرگوں کا طریقہ یہ ہے کہ ہم بندے ہیں وہ ہمارا رب، خالق و مالک ہے اس کو یاد رکھنا اُس کا ذکر وشکر، اس کی عبادت کرنا ہر ضروری سے زیادہ ضروری ہے لہٰذا ہم اس کی محبت میں اس کی رضا کے لئے اس کا ذکر کریں۔ بعض خاصان خدا جہنم کے ڈر یا جنت کے لالچ کی وجہ سے بھی عبادت نہیں کرتے بلکہ خاص اسی کے لئے اس کو یاد کرتے۔ ان کے اور خدا کے درمیان جنت اور دوزخ بھی حائل نہیں ہوتی۔

☆ اللہ تعالیٰ سے کوئی منصب، مرتبہ مانگنے کی بجائے گناہوں کی معافی، مغفرت وبخشش مانگنا زیادہ اچھا ہے۔

☆ بال بچے دار صاحب عیال کے لئے، پانچوں وقت نماز با جماعت کی پابندی اور دوسرے فرائض وواجبات اکثر سنتوں پر عمل کر کے حرام و ناجائز کاموں سے بچ کر اپنے بچوں اور بوڑھے ماں باپ کو کما کر کھلانا بھی اللہ کی عبادت ہے۔ نفلی عبادات ذکر وشکر کے لئے کچھ وقت نکال سکے تو نکالے ورنہ اس کے لئے اتنا ہی کافی ہے۔ (ذکر ودعا ص ۱۰)

ہمارے جلسے اور ذکر الٰہی: آج کل کی بہت سی محفلوں مجلسوں خانقاہی جلسوں میں میں نے دیکھا ہے کہ اگر کوئی اللہ کا نام لے، اس کا ذکر کرے، اس کی قدرتیں حکمتیں شمار کرائے، اس کی حمد و ستائش بیان کرے، شان الوہیت میں وارد قرآنی آیات کی تلاوت کر کے اس کے ذکر وشکر، اس کی تہلیل وتحمید، تکبیر وتسبیح کی طرف بلائے، اس کے محبوب مصطفیٰ جان رحمت ﷺ کی شان بیان کرے، ان کی نعت پڑھے تو خاموش تماشائی سے بنے بیٹھے دِکھائی دیتے ہیں، انھیں اس سے سیری نہیں ہوتی اور لگتا ہے کہ انھیں اس میں کوئی لذت اور دلچسپی نہیں اور جب خود ان کا یا اُن کے بزرگوں پیروں کا ذکر ہوتا ہے، ان کی کرامات بیان کی جاتی ہیں، اُن کے نعرے لگتے ہیں تو اچھلتے کودتے اور خوب واہ واہ کرتے، داد وتحسین سے نوازتے ہیں۔ انھیں اور اُن کا حال دیکھ کر مجھے قرآن کریم کی یہ آیت یاد آتی ہے:

جب ایک اللہ کا ذکر کیا جائے تو دل سمٹ جاتے ہیں ان کے جو آخرت پر ایمان نہیں لاتے اور جب اس کے سوا، اوروں کا ذکر ہوتا ہے جبھی وہ خوشیاں مناتے ہیں۔ (پارہ ۲۴، رکوع ۲)

اللہ تعالیٰ کے ذکر پر دلوں کا سمٹ جانا، اس کے علاوہ اوروں کے ذکر پر خوشیاں منانا اچھلنا کودنا قرآن میں ان لوگوں کی پہچان بتائی گئی

کہ جن کا آخرت پر ایمان نہ ہو۔ یہ حال میں نے انہی مخالف شرع پیروں، مریدوں کا دیکھا ہے کہ جن کو آخرت، قیامت دوزخ و جنت سے کوئی سروکار نہیں، پیری مریدی کو گروہ بندی، دنیاداری اور ایک دھندہ بنا رکھا ہے۔ مریدوں کا پیروں سے اور پیروں کا مریدوں سے کوئی نہ کوئی دنیوی مقصد ضرور ہے۔ آخرت ان کی فکروسوچ سے دور ہے، انھیں یہ دھیان ہی نہیں کہ ہمیں مرنا ہے، خدائے تعالیٰ کو منہ دِکھانا ہے۔

جو خدا و رسول کا ذکر کرانے چلے تھے وہ خود اپنی ہی منقبتیں اور تعریفیں سننے میں لگ گئے، جو یاد الٰہی اور ذکر مصطفی کی لذت حاصل کرنے نکلے تھے وہ پیروں میں الجھ کر رہ گئے۔ تصوف وطریقت کے مبارک سلسلوں کو گروہ بندی بنا ڈالا، جن کا کام مسلمانوں کو جوڑنا تھا وہ اپنی اپنی طرف توڑنے میں لگ گئے، جو دلوں کو ملانے کے دعویدار تھے وہ ان میں جدائی پیدا کرنے کے ذمے دار ہو گئے۔ دیندار تو نہ رہے لیکن دین کے ٹھیکیدار بہت ہو گئے، خدا والے تو چلے گئے خدا کو بھلا کر اپنی تعظیم وتکریم اور خود کو سجدے کرانے والے جگہ جگہ پھیل گئے۔

ہوسکتا ہے کہ وہ لوگ یہ کہنے لگیں کہ ہم کو اللہ تعالیٰ کے ذکر سے زیادہ لذت بزرگوں کے ذکر میں اس لئے آتی ہے کہ اللہ کے بارے میں سب کا اتفاق ہے، اس کو سب مانتے ہیں لیکن بزرگوں کے ذکر کے کچھ لوگ قائل نہیں اور وہ اس سے چڑتے ہیں، تو یہ بھی ایک ناسمجھی ہے۔ باطل فرقوں کا ردّ وابطال کرنے کے یہ معنی نہیں کہ ہم خود باطل پرست ہو جائیں، بدمذہبوں کو سدھارنے کا مطلب یہ نہیں کہ ہم خود اپنا مذہب بدل لیں، راستے میں ایک گڈھے کو پاٹنے کے لئے دوسرا گڈھا کھود ڈالنا عقل مندی نہیں دوسروں کو راہ دکھانے کے لئے خود گمراہ ہو جانا سمجھداری نہیں، بزرگوں پیروں کے ذکر اُن کی تعریف وتوصیف میں لگ کر خدا و رسول سے غافل ہوجانا، نماز روزے سے دور ہوجانا، مذہب اسلام نہیں، مسلمان کا کام نہیں، خدائی راستہ نہیں۔

جو لوگ بزرگوں کے ذکر سے چڑتے ہیں ان کے رد کا مطلب یہی ہے کہ بزرگوں کا ذکر بھی کیا جائے، ان کی منقبتیں بھی پڑھی جائیں، یہ مطلب نہیں کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر چھوڑ دیا جائے اور کیا بھی جائے تو بس ایک رسم ادا کی جائے اور اس میں لطف وذائقہ، لذت ومزہ ختم کرلیا جائے۔ شیطان کے ایک پھندے سے نکل کر دوسرے میں خود کو پھنسا لیا جائے۔ میں اس کے شر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہتا ہوں۔

اگر بزرگوں کا ذکر اِس منزل اور حد کو پہنچ جائے کہ اس کے ذریعہ ذکر خدا مٹنے لگے یا اُس کی لذت ختم ہونے لگے، بزرگوں کو پکارنا یا اُن سے مدد مانگنا اِس درجہ کو پہنچ جائے کہ اللہ تعالیٰ سے مانگنے میں کمی آنے لگے یا اُس کا رواج ختم ہونے لگے تو یہ خالص بدعت سئیہ ہے۔

بھائیو! خوب سن لو اور اچھی طرح جان لو! پارٹی گھاٹے میں ہے، جماعت ٹوٹے میں ہے، تدارک ضروری ہے، کوشش کرنا ہمارا آپ کا کام ہے اور توفیق اللہ ہی کی طرف سے ہے، یہ دیکھئے امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایک مقام پر تحریر فرماتے ہیں:

’’اہل بدعت کا خلاف ان کی بدعت یا شعارِ خاص میں کیا جائے نہ یہ کہ ہمارے مذہب کے امورِ خیر سے جو بات وہ اختیار کریں ہم اُسے چھوڑتے چلے جائیں۔‘‘ (فتاویٰ رضویہ، جلد ۷، ص ۴۱۵)

یہاں یہ عبارت نقل کرکے میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ اگر کوئی گروہ یا فرقہ اللہ والوں کے نام سے چڑتا ہے اور اس سے روکتا ہے اور اللہ کا نام لیتا ہے تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ ہم اس کی چڑ میں اللہ کا نام لینا، اس کی عبادت کرنا، اس سے مدد مانگنا چھوڑ بیٹھیں اور صرف بزرگوں کو پکارتے یا اُن کا نام لیتے رہیں بلکہ مطلب یہ ہے کہ ان سے زیادہ ہم اللہ تعالیٰ کا ذکر کریں، اس کی حمد پڑھیں، اس کی پاکی بولیں، اس سے دعا مانگیں، ساتھ ہی ساتھ بزرگوں کی تعریفیں اور ان کی کرامتیں بھی بیان ہوتی رہیں۔ میں نے دیکھا ہے کہ مزارات پر حاضری دے کر نیاز ونذر کے ذریعے بزرگوں سے مدد مانگنے، ان کی بارگاہوں میں جا کر اپنے دکھ درد سنانے کو علمائے اہل سنت نے جائز کہہ دیا تو نتیجہ یہ نکلا کہ بہت سی جگہ مسجدوں میں جا کر رو رو کر، نمازیں پڑھ کر، تلاوت کر کے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں گڑگڑانے اور اس سے دعا مانگنے کا رواج مٹتا سا جارہا ہے اور یہ توفیق اٹھتی جارہی ہے۔ یہ بھی ایک چوک ہو رہی ہے جس کی طرف توجہ اور غور کرنے کی ضرورت ہے۔

میرا مقصد کسی باطل فرقے، بدمذہب گروہ کی معاذ اللہ تائید کرنا نہیں بلکہ میرا مقصد تو علمائے اہل سنت خاص کر اعلیٰ حضرت امام اہلسنت کے ماننے جاننے اور چاہنے والوں کی صلاح کرنا ہے اور انہیں مشورہ دینا ہے۔

کچھ لوگ کہتے ہیں کہ بزرگوں کا ذکر بھی اللہ ہی کا ذکر ہے تو یہ بات حق ہے لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ صرف بزرگوں کا ذکر ہوتا رہے اور اللہ کا ذکر نہ کیا جائے بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ذکر اور

اس کی عبادت کے ساتھ ساتھ حضرات انبیائے کرام و اولیائے عظام بزرگان دین کا نام بھی لے لیا جایا کرے، ان کی یادیں اور یادگاریں باقی رکھی جائیں۔

کچھ پیشہ ور مقرروں اور شاعروں کو میں نے دیکھا ہے کہ جہاں جس جلسے اور محفل میں انھوں نے جس پیر کے مریدوں کی تعداد زیادہ دیکھی تو اُنھیں اس پیر کی تعریف و توصیف اور اُن کی شان و مرتبت، فضائل و کرامات کے علاوہ کچھ یاد نہیں آتا، پھر انھیں نہ اللہ کی یاد آتی ہے نہ اس کے رسول کی اور کہیں مقرر و شاعر صاحب کی خوش قسمتی سے پیر صاحب خود محفل میں تشریف فرما ہوں پھر تو پوچھئے مت، ولایت کا کوئی مرتبہ اُن سے بچتا نہیں، کوئی فضل و کمال ان سے ہٹتا نہیں۔ ایسوں ہی کے لئے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جب تم بہت زیادہ تعریفیں کرنے والوں کو دیکھو تو اُن کے منھ پر خاک ڈال دو۔ (مشکوۃ، باب حفظ اللسان)

آج کل جلسوں میں اللہ و رسول کا ذکر کم ہے، تیری میری، ایک دوسرے کی تعریفیں بہت زیادہ ہیں۔ یہاں یہ بھی بتا دینا ضروری ہے کہ آج کل جو کرامات بیان کی جاتی ہیں ان میں کافی وہ ہیں جو گڑھی ہوئی ہیں اور مریدوں یا اہل سلسلہ کو خوش کرنے اور خوش رکھنے کے لئے بنالی گئی ہیں اور جنھوں نے دین کو صرف دنیا کمانے کا دھندہ بنا لیا ہو اُن کی تقریروں، بیانات و شاعری یا صحبت میں خیر نہیں۔

(ذکر خدا اور امام احمد رضا ص ۳۶ تا ۳۹)

اس موقعے پر میں اپنے تمام سنی مسلمان بھائیوں سے گزارش کروں گا کہ وہ جب بھی کسی جائز کام، کسی حسن و خوبی، کمال و صلاحیت و استطاعت، حوصلے اور ہمت کی نسبت کسی بھی شخص یا چیز کی طرف کریں تو اس میں اللہ کا ذکر ضرور لائیں، مثلاً فلاں شخص کو اللہ تعالیٰ نے کتنی طاقت و ہمت دی ہے، اللہ تعالیٰ نے چاند کو کتنی خوبصورتی دی ہے، گلاب کے پھول میں کیسی خوشبو رکھی ہے، اس پہاڑ کو کتنی بلندی عطا فرمائی ہے، یہ درخت خدائے تعالیٰ کی قدرت سے کتنا تناور، کتنا ہرا بھرا کتنا خوبصورت ہے بلکہ حضرات انبیائے کرام و بزرگان دین کے کمالات و اختیارات و خصوصیات کا ذکر کیا جائے تو اس کو خدائے تعالیٰ کا نام اس کی عطا و بخشش بتا کر ذکر کیا جائے، مثلاً بجائے یہ کہنے کے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم غیب جانتے تھے، یہ کہنا زیادہ بہتر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو غیب کا علم عطا فرمایا ہے، یا بزرگان دین لوگوں کی فریادیں سنتے ہیں ان کی مرادیں پوری فرماتے ہیں، اس کے بجائے یوں کہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب و مقدس بندوں کو فریاد رسی اور حاجت برآری کی طاقت عطا فرئی ہے، یہ زیادہ اچھا ہے حالاں کہ مسلمان اگر زبان سے نہ بھی کہے پھر بھی وہ ہر شخص کی ہر خوبی اور کمال و صلاحیت کو خدا کے دینے اور عطا کرنے ہی سے سمجھتا ہے لیکن پھر بھی خدا کا نام لے لینا اُس کا ذکر کر دینا، اس کی یاد دِلا دینا بہتر ہی بہتر اور نورٌ علیٰ نور ہے۔ (ایضاً ص ۴۵)

دراصل بات یہ ہے کہ اللہ رب العزت اپنی بعض مخلوق، خاص کر اپنے محبوب بندوں میں سے کچھ کو ایسے کمالات و خوبیاں، محاسن و صلاحیتیں عطا فرماتا ہے جن کو دیکھ کر لوگ حیران رہ جاتے ہیں، اس مخلوق کی محبت و عقیدت میں اس کے گرویدہ ہو جاتے ہیں، کبھی کبھی وہ اس کے حیران کن کمالات کو دیکھ کر جوش و جذبات میں بے قابو ہو جاتے ہیں لیکن ایک مومن اور مسلمان کی کسی بھی مخلوق سے کتنی ہی محبت و عقیدت ہو، کتنا ہی پیار ہو، لگاؤ ہو، لیکن اس میں اللہ کی یاد رہنا ضروری ہے، زبان سے اظہارِ محبت میں بھی اور دل و ماغ کی عاشقانہ کیفیات میں بھی۔

یہ بھی نہیں بھولنا چاہئے کہ دنیا میں شرک و بت پرستی جب بھی پھیلی تو یہ اکثر اللہ تعالیٰ کی حیران کن مخلوق خاص کر محبوبان خدا کی محبت و عقیدت میں حد سے بڑھنے کے نتیجے میں ہوا۔ لہٰذا احتیاط اِسی میں ہے کہ جب بھی جس کسی کے جو بھی کمالات و خوبیاں بیان کیے جائیں ان میں اللہ کا نام ضرور لیا جائے۔ (ایضاً ص ۴۷) (باقی آئندہ ماہ)

☆☆☆

☆صدر المدرسین دار العلوم غریب نواز، نزد جامع مسجد منڈلہ (ایم پی)
9926714799-8319945574
Hashimuddinqadri@gmail.com

نکاح کے بعد نکاح سے متعلق دلچسپ سوالوں کے جواب

اکیسویں صدی کے کمزور جسم انتہائی حوصلہ مند دولہے کا تذکرہ جس نے نکاح وشادی کی بہت سی سنتوں کو زندہ کردیا

محمد ابو ہریرہ مصباحی★

میرے پیارے دوست مفتی فیضان سرور مصباحی ۱۵ ستمبر ۱۹۹۶ء کو بدھول، قاسمہ ضلع اورنگ آباد بہار میں پیدا ہوئے۔ دارالعلوم فردوسیہ جمشید پور میں ۲۰۰۵ء میں حفظ کی دستار بندی ہوئی، پھر جامعہ فاروقیہ بنارس آگئے وہاں دورۂ حفظِ قرآن کیا۔ ۲۰۰۹ء میں جامعہ اشرفیہ مبارک پور میں داخلہ لیا جہاں پورے گیارہ سال تک مسلسل تعلیم حاصل کرتے رہے۔ مولویت، قراءتِ حفص، عالمیت، فضیلت، تحقیق فی الحدیث، مشق افتا کا کورس مکمل کیا۔

فراغت کے بعد ۲۰۱۹ء میں دعوتِ اسلامی کے شعبۂ درس نظامی سے وابستہ ہوئے، فی الحال جامعۃ المدینہ فیضان عطار، نیپال گنج نیپال میں تدریسی خدمات انجام دے رہے ہیں اور اب اس کے ذیلی شعبہ ’’مجلسِ مضمون نگاری ہند‘‘ کی ذمہ داری بھی نبھا رہے ہیں۔ اپنے احباب کے درمیان نہایت ملنسار، با اخلاق، سادگی پسند اور اچھے قلم کار کے طور پر جانے جاتے ہیں۔ زبدۃ الفکر فی مسائل نزھۃ النظر، فیضان المناظرہ، اذن عام چند اصولی مباحث، گھروں میں نماز باجماعت کے شرعی مسائل، فیض پاشی اور دیگر قیمتی کتب ورسائل ومقالات کے ذریعے آپ کی ایک تحریری شناخت بن چکی ہے۔

ابھی ۲۰ شعبان ۱۴۴۲ھ، ۳/اپریل ۲۰۲۱ء بروز ہفتہ ان کا عقد نکاح ہوا ہے جس میں ہم بھی شریک تھے، بلکہ حسنِ اتفاق مجھے ہی نکاح پڑھانے کا موقع ملا، بہت سی باتیں بالکل نئی اور انوکھی معلوم ہوئیں۔ ہماری خواہش تھی کہ خوشگوار تحریری مکالمہ کی صورت میں وہ باتیں سامنے آجائیں، تو امید ہے کہ نمونے کی حیثیت رکھنے والا یہ نکاح بہت سے نوجوانوں کے لئے مشعل راہ ثابت ہوگا۔ اس لئے ہم نے کچھ سوالات لکھ کر بھیج دیے۔ انھوں نے ہمارے سوالوں پر جواب رقم کرنے کے لئے وقت نکالا، اس پر ہم اُن کے شکر گزار ہیں۔

مولانا فیضان کہتے ہیں کہ مذہبی نمائندوں کو راہ عزیمت اختیار کرنا چاہیے، تاکہ اُن کے متعلقین اسلام وسنیت کو سیریس لے سکیں۔ مجھے ان کے نکاح کے بہت سے معاملے میں یہ پہلو نظر آیا، کہ جہاں رخصت کی سبیل موجود تھی، وہاں بھی انہوں نے عزیمت کو ترجیح دی۔ لیجیے وہ انٹرویو حاضر ہے۔

ابو ہریرہ رضوی مصباحی: ذرا یہ بتائیں کہ جہیز کسے کہتے ہیں؟

فیضان سرور مصباحی: عربی زبان میں ایک لفظ **جَهاز** ہے جس کا معنی ہوتا ہے: وہ سامانِ سفر جو مسافر اپنے سفر کی آسانی کے لئے ساتھ لئے ہوتا ہے، زادِ راہ، توشۂ راہ۔ کبھی مسافر اپنے سفر کے لئے کچھ چیزیں ساتھ لے لیتا ہے، اسی طرح میت کے کفن دفن کے سامان جن کے ساتھ آخری رسومات ادا کی جاتی ہیں۔ کبھی دولہن اپنے شوہر کے گھر جانے لگتی ہے تو ضروری چیزیں ساتھ لے لیتی ہے۔ یہ سب **جَهاز** ہیں۔

اردو زبان کے اندر اِسی آخری معنی میں عموماً لفظ ’’جہیز‘‘ کا استعمال ہوتا ہے۔ قرآن پاک میں باب تفعیل سے ضروری سامان سفر اور زاد راہ مہیا کرنے کے معنی میں استعمال ہوا ہے:

وَلَمَّا جَهَّزَهُم بِجَهَازِهِمْ (سورۂ یوسف ۵۹)

جب حضرت یوسف علیہ السلام نے ان کا سامان انھیں مہیا کر دیا۔

علامہ راغب اصفہانی لکھتے ہیں:

الجهاز مايعد من متاع وغيره. والتجهيز حمل ذالك او بعثه. (مفردات القرآن، جہیز، ص:۲۰۹)

یعنی ’’جہاز‘‘ اس رخت سفر کو کہتے ہیں جو تیار کیا جاتا ہے اور تجہیز اس سامان کو اٹھانے، لادنے یا کہیں بھیجنے کو کہتے ہیں۔

یہ ہوا جہیز کا لغوی مفہوم، عرف عام میں وہ ساز وسامان جہیز کہلاتا ہے، جس کو دولہن کے گھر والے رنگا رنگ جین دے کر رخصت کرتے ہیں۔ اگر یہ بہت ہی مختصر شکل میں ہو تو اُسے تحفہ کی ایک شکل کہی جا سکتی

ہے جیسا کہ ام المؤمنین حضرت خدیجۃ الکبری رضی اللہ عنہا نے اپنا ایک ہار حضرت زینب بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو عطا فرمایا تھا۔

اگر ہندوؤں کے رسم ورواج کے مطابق بھاری بھرکم انداز میں سازو سامان کے ساتھ رخصت کیا جائے اور پھر وراثت سے محروم رکھا جائے؛ تو یہ ''جبری جہیز'' کی صورت ہے جو، اسلامی تہذیب وتمدن اور تعلیمات کے خلاف ہے۔

ابوہریرہ رضوی مصباحی: حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی شادی میں تو خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ضرروت کے سامان دے کر رخصتی فرمائی تھی اور یہی چیز، جہیز ہے، پھر یہ چیز ناقابلِ مسترد کیوں کر ہوسکتی ہے؟ یہاں پر جہیز اور ڈیمانڈ کے نام پر فرق کرلینا چاہیے کہ اسلام میں جہیز لینے کی ممانعت نہیں بلکہ فرمائش کر کے لینے کی ممانعت ہے۔

فیضان سرور مصباحی: سب سے پہلی بات یہ ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اور حضرت علی رضی اللہ عنہا کے درمیان ہونے والے نکاح میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے بطورِ جہیز کچھ بھی عنایت نہیں فرمایا۔ کتابوں میں جو یہ آتا ہے کہ فلاں فلاں چیزیں حضرت فاطمہ کو ملیں، تو دراصل یہ سب حضرت علی رضی اللہ عنہ کا زرہ فروخت کر کے اُس سے حاصل شدہ رقم سے خریدی گئی تھیں۔ شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

جب حضرت علی مرتضی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بارگاہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں حاضر ہو کر حضرت فاطمہ کے لئے نکاح کا پیغام دیا، تو سید عرب وعجم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے علی مرتضی سے دریافت کیا کہ تمہارے پاس کچھ ہے؟ حضرت علی نے عرض کیا کہ ایک گھوڑا اور ایک زرہ ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا گھوڑا تمہارے کام کی چیز ہے، زرہ فروخت کردو، اس کی قیمت میرے پاس لے آؤ۔ انہوں نے زرہ ۴۸۰/ درہم میں فروخت کردی اور اس کی قیمت لے کر حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضور نے اُسے بلال کو دے دیا کہ وہ عطر خرید لائیں اور باقی رقم امِ سلیم کے حوالے کی تاکہ اس سے سیدہ فاطمہ کے لئے جہیز اور امور خانہ داری کے سامان مہیا کریں۔ آپ نے اس رقم سے جن چیزوں کا انتظام کیا، ان کی فہرست یہ ہے:

(۱) چادر (۲) دو کتان کی نہالی (۳) چار بالشت کپڑا (۴) دو چاندی کے بازوبند (۵) گدا (۶) تکیہ (۷) ایک پیالہ (۸) ایک چکی (۹) ایک مشکیزہ (۱۰) کچھ مشروبات

(مدارج النبوۃ مترجم، ج:۲، ص:۷۶، ۷۷)

اِن سطور کو بار بار پڑھیں اور خود جواب نکالنے کی کوشش کریں، کیا کہیں سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنی ذاتی رقم سے اپنی بیٹی کے لئے سامانِ جہیز کا انتظام کیا ہے؟

اِس کے برعکس بلکہ یہ مزاج ملتا ہے کہ خاوند کو چاہیے کہ اپنی ذمہ داری سمجھ کر ضرورت کی حد تک امورِ خانہ کے سامان اکٹھا کرلے، مہر کی رقم بھی معجّل رکھنے کی کوشش کرے جیسا کہ زمانۂ عُسرت (تنگی) کے باوجود حضرت علی رضی اللہ عنہ کا زرہ بچوا کر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ان چیزوں کے انتظام کرنے کی ہدایت فرمائی۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے چار صاحب زادیوں کی شادیاں کیں اور کسی کو بھی جہیز نہیں دیا جیسا کہ ہمارے معاشرہ میں اس کا رواج چل پڑا ہے۔ یہ سب ہندوؤں سے میل جول اور اُن کے رسم ورواج سے متأثر ہونے کا نتیجہ ہے کہ ان کے یہاں والدین کے ترکہ میں لڑکی کا کوئی حصہ نہیں بنتا، اس لئے شادی کے موقع پر دل خوش کرنے کی نیت سے کچھ دے دِلا کر رخصت کر دیتے ہیں پھر لاعلمی میں یہ رسم مسلمانوں میں بھی آ گئی، جس کے نتیجے میں طرح طرح کی خرابیاں جنم لے رہی ہیں۔

جب یہ صورت حال ہے تو پھر جہیز اور ڈیمانڈ کے نام پر جو بعض لوگ فرق کرتے ہیں، اس میں نہ کوئی خاص معقولیت نظر آتی ہے، نہ منقولات سے اِس مروجہ جہیز کا کوئی حصہ ہے۔ یہ بس سماج کا تھوپا ہندوانہ نظریہ ہے جس کو لاشعوری طور پر ہم نے اپنے نکاح کا حصہ بنالیا ہے۔

ابوہریرہ رضوی مصباحی: اِس مہنگائی کے دور میں آپ نے سسرال والوں سے یہ کیسے کہہ دیا کہ مجھے کچھ بھی نہیں چاہیے؟

فیضان سرور مصباحی: دیکھیے بھائی! یہاں پر مہنگائی وغیرہ کے بہانے اُن لوگوں کے ہوتے ہیں جنھیں قلبی طور پر مال و دولت کی حرص ہوتی ہے۔ وہ چاہتے ہیں کہ جب مفت میں اتنا کچھ مل رہا ہے تو پھر کیوں روکا جائے مگر یہاں مال کی لالچ میں یہ بھول جاتے ہیں کہ اس سے خود اس کی اپنی صفت خودداری پر آنچ آرہی ہوتی ہے۔ دینے والے تو اپنی برتری ثابت کر چکے ہوتے ہیں، مگر اِس مقام پر پہنچ کر لینے والے کا پوزیشن درست نہیں ہوتا۔ مسند دارمی کی روایت میں بسند صحیح ہے:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: اَلْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِنَ الْيَدِ السُّفْلَى۔ قَالَ: وَ الْيَدُ الْعُلْيَا يَدُ الْمُعْطِي، وَالْيَدُ السُّفْلَى يَدُ السَّائِلِ۔

حضرت ابن عمر سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو کہتے ہوئے سنا: اوپر والا ہاتھ نچلے ہاتھ سے بہتر ہے۔ اوپر والا ہاتھ سے مراد دینے والا ہاتھ ہے، نچلا ہاتھ سے مراد منگتا اور سوالی کا ہاتھ ہوتا ہے۔

ویسے بھی یہ سب چیزیں شریعت نے مردوں کے لئے رکھی ہیں، تو پھر عورتوں پر، یا اُس کے گھر والوں پر اُس کا بوجھ لادنے کا مطلب قلب موضوع ہے۔ جبری اور سماجی جہیز کی تباہیوں سے ہر شخص آگاہ ہے۔ ایسے میں، میں بھی اُن لینے میں شریک ہوجاتا، یہ ضمیر نے گوارانہ کیا۔

دیکھیے صدر الشریعہ حضرت مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ نے اس معاملے میں شوہر کی ذمہ داریوں سے متعلق کیسی دوٹوک انداز میں بات کہی ہے۔ وہ لکھتے ہیں: ''کھانا پکانے کے تمام برتن اور سامان شوہر پر واجب ہے، مثلاً چکی، ہانڈی، توا، چمٹا، رکابی، پیالہ، چمچہ وغیرہا جن چیزوں کی ضرورت پڑتی ہے حسب حیثیت اعلیٰ، ادنیٰ متوسط۔ یوں ہی حسب حیثیت اثاث البیت دینا واجب، مثلاً چٹائی، دری، قالین، چارپائی، لحاف، توشک، تکیہ، چادر وغیرہا۔ یوں ہی کنگھا، تیل، سر دھونے کے لئے کھلی وغیرہ اور صابن یا بیسن میل دور کرنے کے لئے۔'' (بہار شریعت، ج:۲ ح:۸: ص:۲۸۴)

اب دیکھیں! کہ جو چیز شوہر کو کرنا تھا، سماج نے اُسے بیوی کے سر منڈھ دیا ہے۔ جس کی وجہ سے ہر باپ کے لئے اس کی بیٹی بوجھ سمجھی جانے لگی۔ اب یہ چیز اس قدر ضروری سمجھی جانے لگی کہ بیٹی کے باپ کے پاس کچھ نہ بھی ہو تو اُسے سودی قرض تک لے کر انتظام کرنا پڑتا ہے۔ بعض دفعہ تو بیٹی کی شادی میں جہیز دینے کے نام پر بہت لوگ گداگری پر اتر آتے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ انسان اپنی عزت وحیثیت سب کچھ گروی رکھ کر بھیک مانگنے پر مجبور ہوجائے، یہ منظور ہے مگر لڑکے والے جہیز لینے سے کسی طرح بھی پیچھے نہیں ہٹیں گے۔ **استغفر اللہ**

اب جو شادیاں اِس حد تک ضمیر فروشی تک لے جاتی ہوں تو پھر ایسے سسٹم کا کیوں کر ساتھ دیا جاسکتا ہے؟

اِس اعتبار سے بھی دیکھیے تو یہ رویہ اپنے آپ میں کس قدر ذلت آمیز ہے کہ دولہا لڑکی کو لے کر نکلتا ہے۔ دوسری جانب بڑی بڑی گاڑیاں لڑکی کے سامانِ جہیز لے کر چلنے لگتی ہیں، گویا کہ دولہا بالکل ہی مفلس وقلاش یا نکما شخص ہے کہ بیوی کے لوازمات کا انتظام جو اُس پر لازم تھا، اپنی غربت کی وجہ سے، اس لئے بیوی کو انتظام کرنا پڑا۔ یا یہ کہ شوہر کسی جنگل جھاڑ کا باشندہ ہے، اس کے پاس کچھ نہیں۔ بالکل ہی پھٹیچر ہے، حتی کہ برتن وگلاس تک کی فراہمی میں بیوی کا دست نگر ہے۔

اسلامی تہذیب کے مطابق یہ ظاہر ہے کہ ایسا بندہ تو خود نکاح کرنے کے لائق نہیں؛ چہ جائیکہ اس کے لوازمات پر گفتگو کی جائے۔

ابو ہریرہ رضوی: اب یہ کیا بات ہوئی کہ ایسا بندہ نکاح کے لائق نہیں۔

فیضان سرور مصباحی: میرے اِس جملے کو کہنے کا مطلب فقہی مفہوم ومطلب نہ نکالیں، وہ تو صاحبانِ فقہ وافتاہی بتاسکتے ہیں۔ مجھے کہنا یہ ہے کہ جو بندہ اپنے حقوقِ واجبی میں بھی کوتاہی کررہا ہو، مہر بھی دینے سے عاجز ہو، اس کو توفی الحال بہت کوشش کی ضرورت ہے اور آج کے دور میں یہی صورت حال دیکھنے کو ملتی ہے، ایک نوجوان نکاح کررہا ہوتا ہے، جب کہ اس کے پاس نہ مہر کے نام پر کوئی رقم ہوتی ہے، نہ ضروریاتِ زندگی مہیا کرنے کا کوئی انتظام۔ لے دے کر بالکل فقیرانہ انداز میں مہر اُدھار رکھتا ہے۔ جب کہ دیگر بہت سے خرافات انجام دینے کے لئے خوب پیسے ہوتے ہیں اور لڑکی کی آمد کے ساتھ جہیز کے نام پر ملنے والے ساز وسامان کی تمنا لئے خیالات میں مگن ہوتا ہے۔ دل ہی دل میں یہ سوچ رہا ہوتا ہے کہ یہ بھی مل جائے، یہ بھی مل جائے اور وہ بھی مل جائے۔

اب ایسی صورت کو دیکھ کر اور کیا کہا جاسکتا ہے کہ یہ نکاح کرنے کی پوزیشن میں نہیں۔ بخاری شریف میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

يَا مَعْشَرَ الشَّبَابِ، مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمُ الْبَاءَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ، وَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَعَلَيْهِ بِالصَّوْمِ، فَإِنَّهُ لَهُ وِجَاءٌ.

اے نوجوانوں کی جماعت! تم میں سے جو استطاعت رکھتا ہو تو اُسے چاہیے کہ نکاح کرلے اور جسے اس کی استطاعت نہ ہو اُس پر لازم ہے کہ روزہ رکھے کیوں کہ اس کے لئے، اس میں شہوت کا توڑ ہے۔

اِس حدیث پاک میں نکاح سے پہلے اس کی استطاعت کی شرط رکھی گئی ہے۔ (استطاعت میں تفصیل بھی ہے) اور غیر مستطیع کے لئے روزے کا آپشن موجود ہے۔

ابو ہریرہ: جب آپ نے اپنے گھر والوں کے سامنے یہ بات رکھی تھی کہ ''مجھے کچھ نہیں لینا ہے'' تو اس پر گھر والوں کا کیسا ردِ عمل رہا؟

فیضان سرور مصباحی: ہاں! اس معاملے میں تو کافی آزمائش کا سامنا کرنا پڑا ہے۔ ہم نے دوٹوک انداز میں اپنے گھر والوں کے سامنے بات رکھی تھی اور کہہ دیا تھا کہ وہ میرے سسرال والوں سے کہہ دیں کہ مجھے کچھ بھی نہیں لینا ہے اور کچھ بھی نہیں لینے کا مطلب یہ نہیں کہ

کسی چیز کا مطالبہ نہیں، بقیہ لڑکی کے والدین اپنی مرضی سے جتنا چاہیں دے سکتے ہیں بلکہ صاف لفظوں میں کہہ دیں کہ پلنگ، الماری، کولر، فریج، برتن وغیرہ کسی بھی قسم کا سامان دولہن کے ساتھ نہیں آئے گا۔ اس لئے ان سب چیزوں پر اپنی رقم اور توانائیاں ہر گز ضایع نہ کریں۔

رسم و رواج سے اس طرح کی بغاوت کوئی عام بات نہ تھی، آنے والے سامانِ جہیز کو بھی روکوا دینے کا مطلب یہ ہوا کہ گویا تین چار لاکھ کے ساز و سامان کو ہم نے ٹھکرا دیا، گھر کے افراد جو عمومی مزاج کے مطابق زندگی بسر کرتے ہیں، انھیں یہ اپنے آپ میں بہت بڑا اخسار انظر آیا، اس کے نتیجے میں، بندہ بھی اچھا خاصا سامانِ مذاق بن کر رہ گیا مگر اپنی کوشش ہم نے جاری رکھی اور مختلف رشتہ داروں کو موقع بموقع فون کر کے اس ''نازکی'' سے آگاہ کیا اور ان کے ذریعہ اپنے گھر والوں کی ذہن سازی کی اپیل کی۔ اب یہ پتہ نہیں کہ ان میں کتنوں نے ہمارے گھر والوں سے رابطہ کر کے میری حمایت میں کچھ حصہ لیا۔

اسی دوران ایک بار ہمارے گھر کے کسی فرد سے ایک مولانا صاحب کی گفتگو ہوئی، ہمارے سامانِ جہیز کے نہ لینے کا مزاج ان کے سامنے پیش کیا گیا بلکہ میرے خلاف توجہ چاہی گئی، مولانا صاحب نے برملا فرمایا کہ فیضان بھائی غلط ضد مچا رہے ہیں۔ جس طرح حضورِ اکرم ﷺ نے اپنی بیٹی کو کچھ سامان دے کر رخصت کیا تھا، اس طرح اگر ان کے گھر والوں کی طرف ہوتا ہے تو اس میں کیا حرج؟

اِس دلیل کے بعد گویا ڈوبتے کو تنکے سہارا نصیب ہو گیا۔ پھر ہم نے کتابوں کی ورق گردانی کے بعد یہ وضاحت کی کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو ملنے والے سامان در اصل حضرت علی رضی اللہ عنہ کی رقم سے خریدے گئے تھے، حضور اکرم ﷺ کی طرف سے ایسا کچھ نہیں ہوا ہے۔ یہ آنکھیں کھول دینے والا ایک انکشاف تھا، کیوں کہ یہی مشہور ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے جہیز دیا ہے اور اس پر خوب تقریریں کی جاتی ہیں۔ لہٰذا دلیل کا مطالبہ ہوا تو شیخ عبد الحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ کی مدارج النبوۃ کا ایک اقتباس پیش کیا پھر کیا تھا، مولانا صاحب ماشاء اللہ بڑے باذوق تھے، جلد ہی مان گئے مگر پھر بھی بعض رشتہ داروں کی طرف سے کچھ لینے کا ذہن بنایا جاتا رہا جب کہ میں اپنی ضد پر اڑا ہوا تھا۔

سسرال والوں سے بالکل بھی کوئی رابطہ نہ تھا، البتہ گھر والوں کے ذریعے پتہ چلا کہ وہ بھی میری اس سادگی پر چیں بہ جبیں تھے۔ سسرال کی جانب سے کپڑا بنوانے، جوتا موزہ اور دیگر چھوٹے سامان کی پیش کش ہوئی اس کو بھی منع کر دیا۔

یہ اس کشمکش کی تقریباً ڈیڑھ سالہ مختصر داستان ہے۔ الحمد للہ تعالیٰ! محنت رنگ لائی، اللہ تعالیٰ کا فضل، مصطفی کریم ﷺ اور بزرگوں کی عنایات سے نکاح کے بعد رخصتی اس حال میں ہوئی کہ گاڑی میں دولہن کے ساتھ ان کے ذاتی کپڑے، سنگار بکس اور مٹھائی کے سوا کوئی اور سامان نہیں تھا۔

ابو ہریرہ رضوی مصباحی: آج کل شادیوں میں پنڈال وغیرہ بنتا ہے یا میرج ہال میں شادی ہوتی ہے۔ آپ نے مسجد کو اپنے نکاح کے لئے کیوں منتخب کیا؟ یہ سوال بھی پوچھے جانے کے قابل ہے کہ جیسے ہی ہم دولہن کے پاس سے اجازت لے کر آئے، آپ نے اختصار سے کام لے کر اپنا بیان ختم کر دیا تھا۔

فیضان سرور مصباحی: ترمذی شریف میں ہے:

عَنْ عَائِشَةَ. قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَعْلِنُوا هٰذَا النِّكَاحَ، وَاجْعَلُوهُ فِي الْمَسَاجِدِ.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ آقاے کریم ﷺ نے فرمایا کہ نکاح کا اعلان کرو۔ اور۔ نکاح مسجد میں کیا کرو۔

اِس روایت کو پڑھ کر ذہن بنا کہ اِس سنت متروکہ پر عمل ہونی چاہیے۔ اس لئے شروع ہی میں اپنے سسرال والوں کو آگاہ کر دیا تھا، کہ وہاں پہنچ کر مسجد میں نکاح کی تقریب منعقد ہوگی۔ ظہر کی نماز باجماعت پڑھی گئی اور وہیں حاضرین کی موجودگی میں مسجد کے صیفی حصے میں بیٹھ گیا۔ لوگ جوق در جوق آتے رہے، اور شائستگی سے بیٹھتے رہے، اتنے میں دیکھا کہ آپ (ابو ہریرہ رضوی مصباحی) مولانا ابرار عالم امجدی (بدھول) کی معیت میں لڑکی والوں کے گھر جانے لگے۔ مجھے محسوس ہو گیا کہ آپ بحیثیت قاضی و وکیل، دولہن کے گھر اجازت لینے جا رہے ہیں۔ میں نے سوچا کہ اس دوران صرف مسجد میں بیٹھنے سے کہیں بہتر ہے کہ حاضرین کو کچھ اہم مسائل سے روشناس کروایا جائے۔ باوجودیکہ میں اس وقت دولہا بنا ہوا تھا، جس وقت شرماتے رہنا، ناز و نخرے کا اظہار، بار بار چہرہ پر رومال رکھنا ایک عام بات ہوتی ہے مگر میں بلا جھجک کھڑا ہو گیا پھر تقریباً بیس پچیس منٹ تک نکاح میں مسجد کی فضیلت اور سنت رسول ﷺ پر عمل کی برکتوں اور غلط رسم و رواج کی نحوستوں کے بارے میں سامعین کو ڈھیر ساری باتیں بتائیں۔ دوران بیان میں نے محسوس کیا کہ سامعین پر ایک عجیب کیفیت طاری تھی

۔سبھی ٹکٹکی باندھ کر ہمہ تن گوش نظر آرہے تھے۔اتنے میں آپ ادھر سے وکیل بالا جازت بن کر آگئے اور میں نے ایک منٹ کے اندر اپنی گفتگو ختم کردی کیوں کہ مجھے خود آپ کی آمد کا شدت سے انتظار تھا۔

ابو ہریرہ رضوی مصباحی: رواج یہ ہے کہ جہیز فوراً لے لیتے ہیں اور مہر اُدھار رکھتے ہیں اور پھر آگے چل کر معاف کروا لیتے ہیں مگر آپ نے اِس رواج سے بھی بغاوت کی ہے اور اک نئی راہ دِکھائی ہے۔اس پر کن کن آزمائشوں کا سامنا کرنا پڑا؟

فیضان سرور مصباحی: یہ مہر عورت کا حق ہے۔حق دار تک حق جلد پہنچ جانا چاہیے۔اس میں بلا وجہ ٹال مٹول سے کام لینا بعض صورتوں میں گناہ کی حد میں بھی داخل ہو جاتا ہے۔مدینہ شریف آمد کے بعد حضورِ اکرم ﷺ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی رخصتی میں توقف فرماتے رہے، حضرت صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ نے بارگاہِ رسالت میں حاضر ہو کر عرض کیا، یارسول اللہ! عائشہ کی رخصتی کیوں نہیں کر لیتے؟ آقا ﷺ نے فرمایا کہ میری بھی یہی خواہش ہے کہ رخصتی ہو جائے، مگر فی الحال مہر دینے کے لئے میرے پاس رقم نہیں۔

پتہ چلا کہ نقد سودا ہونا چاہیے۔اُدھار نہیں۔

میں نے دل میں سوچا کہ مہر معجّل رہنا چاہیے۔گھر والوں سے اپنی اس خواہش کا اظہار کیا تو وہ ناراض ہونے لگے، انھیں لگا کہ آنا تو کچھ ہے نہیں کہ میں نے سب کچھ منع کروا دیا تھا، البتہ مہر معجّل ہو جائے تو اچھی خاصی رقم بھی چلی جائے گی مگر کوشش جاری رہی، بالآخر گھر والے تیار ہو گئے۔سستا مہر: گیارہ ہزار سات سو چھیاسی روپے انڈین، نکاح کے وقت ہی ادا کر دیا۔اسی دن میرے چھوٹے بھائی کا بھی نکاح ہونا تھا۔ والد گرامی نے ان کا مہر بھی معجّل رکھ کر فوراً ادا کر دیا۔دو دن کے بعد بہن کا نکاح ہوا تو میں نے لڑکوں والوں کا مہر معجّل کے لئے ذہن بنایا۔ تھوڑی کوشش کے بعد وہ بھی تیار ہو گئے۔اس طرح جس علاقے میں مہر معجّل کا بالکل بھی رواج نہیں، وہاں مسلسل تین تین نکاح میں مہر معجّل قرار پایا۔فالحمد للہ علی ذلک

ابو ہریرہ رضوی مصباحی: بارات جانے والی گاڑیوں میں سے جس میں ہم اور آپ سوار تھے۔اس میں اویس قادری صاحب کی نعت سن رہے تھے مگر اچانک آپ نے دیگر تمام گاڑی ڈرائیور کو فون کروا کے کیا کہلوایا تھا؟

فیضان سرور مصباحی: گاڑی والے کچھ نہ کچھ بجاتے ہی رہتے ہیں اور یہ بجنا گاڑی میں موجود لوگوں کے ذوق کے مطابق ہوتا ہے۔فوراً خیال آیا کہ کہیں ایسا تو نہیں کہ ہماری گاڑی میں تو نعت خوانی، مگر دیگر گاڑیوں میں گانا بج رہا ہو، اس لئے سبھی کو فون کر کے تنبیہ کرائی تھی کہ گانا ہرگز نہ بجائیں۔گانے باجے دلوں میں نفاق پیدا کرتے ہیں، نوجوانوں کو اس سے دور رہنا چاہیے۔اللہ کا شکر ہے کہ مجھے گانے باجے سے بچپن سے ہی سخت نفرت ہے۔قوالی سننے سے بھی دوری ہی رہی۔

ہزار ممانعت کے باوجود بہن کی شادی میں لڑکے والے ڈھول باجے کے ساتھ بارات لے کر آگئے۔ یہ دیکھ کر میرے آنسو رواں ہو گئے تھے۔ڈھول باجے والی شادی کا نکاح، میں نہیں پڑھاتا۔اب تک دو ایسے نکاح پڑھانے کو منع کر چکا ہوں، جس میں ڈھول باجے بھی ساتھ تھے۔اسی طرح ہم نے اپنی بہن کی شادی میں نکاح پڑھانے سے منع کر دیا۔اصول ہر جگہ یکساں رہنے چاہئیں۔

ابو ہریرہ رضوی مصباحی: آپ کی بارات میں علما کی تعداد نظر نہیں آئی؟ حالاں کہ علاقائی علمائے کرام سے آپ کے روابط اچھے ہیں۔

فیضان سرور مصباحی: علاقائی علما، وحفاظ اور ائمۂ مساجد کو نکاح کی دعوت نہیں دی تھی، بلکہ ولیمہ میں تشریف لانے کے لئے عرض کیا تھا۔اس لئے نکاح میں وہ نظر نہیں آرہے تھے۔نکاح سے ایک دن قبل علاقے کے ایک نامی گرامی مولانا صاحب کا فون آیا کہ آپ نے شادی کی ابھی تک دعوت نہیں دی؟ میں نے عرض کیا کہ آپ کو دعوتِ سنت (ولیمہ) میں مدعو تو کیا ہی گیا ہے۔کہنے لگے کہ ہم آپ کے نکاح کا منظر اپنی آنکھوں سے دیکھنا چاہتے ہیں۔میں نے عرض کیا کہ اچھے لوگوں کو دعوتِ بدعت (بارات) سے دور رہنا چاہیے۔آپ میری دعوتِ سنت (ولیمہ) میں تشریف لائیں گے۔اس طرح میں نے جان بوجھ کر بہتوں کو نکاح کی دعوت نہیں دی تھی۔ہاں جہاں تک ہو سکا، ولیمہ کی تقریب میں شرکت کی گزارش کی تھی۔اس میں بھی سادگی کا ارادہ تھا۔ایک حد تک کامیابی بھی ملی۔

دراصل اِس قدر بھیڑ بھاڑ کے ساتھ بارات لے کر جانا، لڑکی والوں پر بوجھ بن جانا مجھے بالکل بھی پسند نہیں ہے۔یہ سراسر ظلم ہے۔ ابتدا میں میرا خیال تھا کہ ۱۲، افراد سے زیادہ بارات میں نہ ہوں مگر گاؤں والے کس قدر بارات جانے کے رسیا ہوتے ہیں، یہ ڈھکی چھپی بات نہیں۔مسلسل تین ماہ اس کے لئے کوشش کرتا رہا، مگر پورے طور پر کامیاب نہ ہو سکا، البتہ کچھ عقل مند لوگ بارات جانے سے رک گئے۔

اس کوشش کا ثمرہ یہ نکلا کہ دیگر شادیوں میں جہاں ۳۰۰ کے آس پاس بارات جاتے تھے، میرے نکاح میں فقط ۱۰۰ ؍لوگ تھے مگر اس کمی کے باوجود یہ بھیڑ بار بار مجھے کھٹکتی تھی۔

ابو ہریرہ رضوی مصباحی: شادی سے قبل مہندی اور ہلدی کی رسم سے بھی آپ کو گزرنا پڑا؟ یہ تو بتانا بہت ضروری ہے۔

فیضان سرور مصباحی: ہمارے علاقے میں بغیر مہندی کے شادی کا تصور نہیں۔ دولہا دولہن دونوں کو مہندی لگانا پڑتا ہے۔ شادی سے ایک دن قبل ایک رشتے دار عورت آئی اور مہندی لگانے کے لئے ضد مچانے لگی۔ میں نے انھیں کافی سمجھایا، مگر وہ اپنی ضد پر اڑی رہی، جب دیکھا کہ دال نہیں گلنے والی، تو بالآخر وہ ناراض ہوکر یہ کہتے ہوئے چلی گئی کہ جب یہ سب رسم کروانا ہی نہیں تھا، تو اپنے رشتے دار عورتوں کو بلوایا ہی کیوں تھا؟

ہمارے علاقے میں دولہا کو ہلدی لگانے والی عورتیں عموماً غیر محرم، بھابھی وغیرہ ہوتی ہیں۔ اس لئے شروع میں، میں نے گھر والوں سے کہہ دیا تھا کہ مجھے ہلدی نہیں لگوانا ہے، مگر پھر جب اصرار بڑھا تو میں نے اس شرط کے ساتھ اجازت دی کہ مجھے یا تو امی ہلدی لگائیں گی یا پھوپھی، اس کے سوا کوئی اور نہیں۔ چناں چہ تین بار ناف سے لے کر گھٹنوں کے نیچے تک (جن کا ستر واجب ہے) کو چھوڑ کر، بقیہ حصے پر ہلدی لگی اور تینوں بار پھوپھی کے ہاتھوں سے۔

ابو ہریرہ رضوی مصباحی: کیا اِس مفہوم کی کوئی روایت بھی آئی ہے کہ نکاح آسان و سادہ ہونا چاہیے؟

فیضان سرور مصباحی: جی، ہاں، مسند احمد بن حنبل میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی سند سے یہ روایت موجود ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: إِنَّ أَعْظَمَ النِّكَاحِ بَرَكَةً أَيْسَرُهُ مَئُونَةً۔ (مسند أحمد، مُسْنَدُ الصِّدِّيقَةِ عَائِشَةَ، ج:۴۱، ص:۷۵)

یعنی: بڑی بابرکت نکاح ہے، وہ نکاح جو کم خرچ پر ہو۔

یہ روایت السنن الکبری للنسائی (۹۲۲۹)، مصنف ابن أبي شيبة (۱۶۳۸۴) المستدرك للحاكم (۲۷۳۲)، حلية الأولياء للأصفهاني (۱۸۶/۳) میں بھی موجود ہے۔ ان کے علاوہ بعض کتب میں روایت کے الفاظ یہ ملتے ہیں:

عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: أَعْظَمُ النِّسَاءِ بَرَكَةً أَيْسَرُهُنَّ مَئُونَةً۔

وہ عورتیں بڑی بابرکت ہیں جو کم خرچ کرتی ہیں۔

اِس حدیث پاک سے ہمیں درس ملتا ہے کہ نکاح اور اس سے متعلق جائز کاموں میں ہمیں آسانی اور سادگی اختیار کرنا چاہیے۔ رہی بات ناجائز اور ممانعت پر مشتمل امور تو اُن کی کسی بھی حالت میں اجازت نہیں، اس میں سادگی اور آسانی اپنانے کا کیا سوال۔

ابو ہریرہ رضوی مصباحی: نکاح کو سادہ اور آسان بنانے کے لئے کن کن چیزوں کا خیال رکھا جانا چاہیے؟

فیضان سرور مصباحی: حضورِ اکرم ﷺ کے کلام مبارک کی ایک خصوصیت یہ بھی ہوتی ہے کہ مختصر الفاظ کے پیچھے متعدد و مختلف معانی کا سمندر موجزن ہوتا ہے۔ اوپر ذکر کی جانے والی روایت ہی کو لے لیجیے کہ کم لفظوں میں کتنی زیادہ باتیں جمع ہیں۔

غور کیجیے تو اِس میں ابتداءِ نکاح سے لے کر انجامِ نکاح تک ہر معاملے سادگی اور آسانی کا درس موجود ہے۔ مثلاً:

مہر کم رکھے جائیں، تاکہ فوری طور پر ادائیگی میں دشواری کا سامنا نہ ہو۔ سنن ابی داؤد میں اور مستدرک حاکم میں بسند صحیح یہ حدیث موجود ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: خَيْرُ الصَّدَاقِ أَيْسَرُهُ۔ سب سے بہتر مہر وہ ہے جس کا دینا مرد کے لئے آسان ہو۔

یہاں برصغیر میں افسوس ناک حال یہ ہے کہ اپنی ناک اونچی رکھنے کے لئے بعض جگہ لاکھ دو لاکھ مہر رکھ دیتے ہیں۔ چوں کہ اتنی موٹی رقم فوراً تو دینے کی اوقات ہوتی نہیں، اس لئے حامی بھی بھر لی جاتی ہے پھر چالاک شوہر اپنا مہر معاف کروالیتا ہے۔ اس طرح حق، حقوق، خودداری اور بے نیازی سب کا جنازہ نکل جاتا ہے۔ پہلے ہی سے مہر معاف کرانے کی نیت ذہنی پسماندگی کی علامت ہے۔ نان ونفقہ میں سہولت وآسانی کا خیال رکھا جائے، ہر شخص اپنی اپنی وسعت کے حساب سے خرچ کرے، اس سے زندگی کی گاڑی آسانی سے چلتی رہتی ہے اور آپسی جھگڑے کم سے کم ہوتے ہیں۔

نکاح کے بارے میں ایک آسانی یہ ہے کہ بیوی شوہر کی حیثیت کو دیکھتے ہوئے کسی بھی چیز کا مطالبہ کرے۔ بخاری شریف میں مطلقاً یہ درس موجود ہے کہ آقائے کریم ﷺ فرماتے ہیں: يَسِّرُوا وَلَا تُعَسِّرُوا۔ آسانیاں پیدا کرو، دشواری اور تنگی میں نہ ڈالو۔

مسند اُحمد کی یہ حدیث بھی پیشِ نظر رکھنی چاہیے: عَنْ عَائِشَةَ

عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قَالَ: أَعْظَمُ النِّسَاءِ بَرَكَةً أَيْسَرُهُنَّ مَئُونَةً. وہ عورتوں بڑی بابرکت ہیں جو کم خرچ کرتی ہیں۔

پیغامِ نکاح دینے اور رشتہ طے کرنے کے معاملے میں آسانی کا خیال رہے، یہ نہ ہو کہ باراتی سے پہلے ہی دیکھنے اور منگنی کی رسم ادا کرنے کے نام پر جانبین ایک دوسرے کے پاس مجمع لے کر پہنچ جائیں۔ جیسا کہ بعض علاقوں میں ایسا دیکھا جاتا ہے۔ نیپال گنج (نیپال) کے خطے میں؛ جہاں ہم ابھی رہتے ہیں، وہاں ایک گھر میں شادی سے قبل منگنی کے نام پر مہنگی دعوت کی گئی، جس میں تقریباً ۳/لاکھ کا خرچ آیا پھر لڑکی والوں کو ۱۰ دس لاکھ روپے انڈین کرنسی کے حساب سے جہیز دینا طے ہوا۔ اب سنا جارہا ہے کہ لڑکے والوں کی طرف سے پھر بھی ٹال مٹول کی صورت بن رہی ہے۔ یہ تو ابتدا ہے، آگے کیا ہوگا؛ خدا بہتر جانے، اس طرح کی مہنگی شادیاں واقعی سراسر زحمت ہوا کرتی ہیں۔

اس سلسلے میں مسند احمد بن حنبل کی اس حدیث سے بھی رہنمائی ملتی ہے جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: إِنَّ مِنْ يُمْنِ الْمَرْأَةِ: تَيْسِيرَ خِطْبَتِهَا، وَتَيْسِيرَ صَدَاقِهَا، وَتَيْسِيرَ رَحِمِهَا۔

عورت کی خوش بختی میں سے یہ بھی ہے کہ پیغامِ نکاح دینا/ رشتہ طے کرنا آسان ہو، مہر آسان ہو اور شوہر کا اُس سے جماع آسان ہو۔

وما توفيقي إلا بالله عليه توكلت وإليه أنيب۔

☆☆☆

☆امام وخطیب نوری مسجد، رام گڑھ، ڈائریکٹر جامعہ غوثیہ (نسواں) ہزاری باغ (جھارکھنڈ) 9889283697

مولانا غلام مصطفیٰ نعیمی کی دو تازہ ترین کتابیں ہم نے دیکھ لی ہیں

ہمارے عہد کا بھارت: بھارتی مسلمانوں کی سیاسی سماجی صورت حال اور تعلیمی حالات پر مشتمل تحریری دستاویز۔ صفحات: 376 قیمت: 280

منزلوں کے نشاں: فکر کو بلندی اور شعور وآگہی کو پختگی عطا کرنے والی کتاب اور قلمی دوراندیشی کی نمائندہ تحریروں کا مجموعہ۔ صفحات: 350 قیمت 320

پہلی کتاب ''ہمارے عہد کا بھارت'' کو دیکھ کر ہم نے ماہ نامہ کنز الایمان دہلی میں بطورِ خاص مولانا غلام مصطفیٰ نعیمی صاحب کے لئے ایک مستقل کالم ''ہمارا بھارت'' شروع کیا ہے جس میں وہ مستقل لکھنے لگے ہیں لیکن حافظ قرآن بھی ہیں، اس لئے محراب سنانے کی مصروفیت کے سبب ماہ رواں میں غیر حاضر ہیں جو بہر حال ایک قابل معافی تلافی جرم ہے۔ یہ معلوماتی کتاب طباعت کے وقت ہی نظر سے گزری تھی لیکن نعیمی صاحب کی مہربانی سے اب تکیہ کے قریب پہنچی ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ زیر نظر ہے۔ اِس میں کل سات ابواب ہیں جن کے تحت کل 70 مضامین شامل کتاب ہیں۔ باب اول: جدید بھارت کا سیاسی منظر نامہ، باب 2: اقلیت مخالف قوانین، باب 3: کشمیر کے احوال، باب 4: سیاست یا نفرت، باب 5: ملی مسائل، باب 6: گرد وپیش، باب 7: سانحہ بابری مسجد۔

انتساب حضرت صدر الافاضل کے نام سے ہے جس کے نیچے ایک لکیر لکھی ہے جو نعیمی صاحب کی قلمی زندگی کی فکری لکیر ہے جس کی صداقت کا ہم مشاہدے کی بنیاد پر اعتراف کرتے ہیں ''جن کی بصیرت افروز دوراندیشانہ تحریروں کی بدولت معاملات کی سمجھ اور لکھنے کی سد بد حاصل ہوئی'' بالکل سچی لکیر ہے۔ مزید معلومات کے لئے آپ بھی کتاب کا مطالعہ کریں۔ فی الحال ہم محب گرامی مولانا غلام مصطفیٰ نعیمی کے حوالے سے مولانا امجد رضا امجد قادری کا یہ جملہ ادھار لیتے ہیں کہ ''نعیمی صاحب کی انفرادیت سیاسی مضامین سے ہیں کہ یہی گوشہ ہم عصروں میں اُنھیں ممتاز کرتا ہے''

دوسری کتاب ''منزلوں کے نشاں'' مضامین کا مجموعہ ہے جس میں کل پانچ ابواب کے تحت 58 مضامین شامل کتاب ہیں۔ زیادہ تر اصلاحی دینی فلاحی اور تحریکی تعارفی نوعیت کے مضامین ہیں جن کو سرخیوں سے محسوس کیا جاسکتا ہے۔ باب اول: دور حاضر اور اسلامی فکر، باب 2: شخصیات اسلام، باب 3: عالمی منظر نامہ، باب 4: نقد ونظر، باب 5: سوشلستان۔

مولانا غلام مصطفیٰ نعیمی کی تحریروں کو پڑھنا فکری اور نظریاتی طور پر ''روشن مستقبل'' کی ضمانت ہے جو بجا طور پر جامعہ نعیمیہ مرادآباد مغربی اتر پردیش کے قابل کار، شان دار، جان دار، وفا شعار، باکردار قلم کار فارغ التحصیل عالم دین، مفتی مولوی اور حافظ قرآن ہیں جن سے ہماری اچھی خاصی نوک جھونک ہوتی رہتی ہے۔ ایسے دوست ہمیں بہت اچھے لگتے ہیں جو کچھ بھی انفٹ دیکھتے ہیں تو فوراً ٹوک دیتے اور خیر خواہی کا دینی مظاہرہ کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو صحت وعافیت کے ساتھ سلامت رکھے اور دین وسنیت کی خدمت کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین یارب العالمین

محمد ظفر الدین برکاتی، ۱۱ رمضان المبارک ۱۴۴۳ھ/ ۱۳، اپریل ۲۰۲۲ء بروز بدھ

شخصیات اسلام

سید العارفین حضرت شیخ سری سقطی کا مختصر تعارف

سید شرف الدین وامق قادری★

بحق شہ سقطی با صفا مدارج حقیقت کی کر تو عطا

نام: سرالدین۔ **ولادت**: ۱۵۵ھ۔ بغداد شریف، عراق

کنیت: ابوالحسن۔ **مشہور**: سری سقطی

والد: شیخ مغلس (صبح کی نماز کو رات کے اندھیرے میں ادا کرنے والا) **سقطی**: سقطی کا مطلب ہے پرچون فروش۔

آپ کی بغداد میں پرچون کی دوکان تھی۔

آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے محلہ کے مکتب سے حاصل کی۔ رجوع الی التصوف کے بعد مختلف شیوخ سے علمی و روحانی استفادہ فرمایا بالخصوص حضرت معروف کرخی، حضرت فضیل بن عیاض، حضرت خواجہ حبیب راعی (مصاحب خاص حضرت سلمان فارسی) سے اکتساب فرمایا اور درجۂ کمال پر فائز ہوئے۔ اس اعتبار سے آپ تبع تابعی ہیں۔

دنیا سے بے رغبتی: شیخ سری سقطی کی دنیا سے بے رغبتی اور زہد و ورع کی زندگی کا آغاز ایک واقعہ سے ہوتا ہے۔ خطیب بغدادی اور ذہبی نے لکھا ہے کہ سری سقطی نے ایک لڑکی کو دیکھا کہ اس کا مٹکا ٹوٹ گیا۔ انھوں نے اپنی دکان میں سے ایک برتن اس لڑکی کو دے دیا۔ یہ واقعہ شیخ معروف کرخی دیکھ رہے تھے، انھوں نے دعا دی کہ اللہ تعالیٰ تیرے دل میں دنیا سے نفرت پیدا کر دے۔

ابونعیم اصفہانی نے لکھا ہے کہ ایک دفعہ سری سقطی عید کی نماز پڑھ کر واپس ہوئے تو اُن کی دکان پر معروف کرخی ایک بچے کو لے کر آئے جس کے بال الجھے تھے۔ آپ نے پوچھا یہ کون ہے؟ شیخ معروف کرخی نے بتایا کہ ایک جگہ بچے کھیل رہے تھے لیکن یہ بچہ ایک طرف کھڑا ہوا تھا، میں نے پوچھا تم کیوں نہیں کھیل رہے ہو؟ اس نے جواب دیا میں یتیم ہوں۔ میں نے کہا، کیا چاہیے، اس نے کپڑے مانگے۔ یہ کہہ کر معروف کرخی نے وہ بچہ سری سقطی کے حوالہ کر دیا کہ تم اس کی مدد کرو، اللہ تمھیں دولت دنیا سے بے نیاز کر دے۔

یہ واقعہ جزوی اختلاف کے ساتھ الرسالہ القشیریہ میں بھی مذکور ہے۔ ممکن ہے کہ یہ دونوں الگ الگ واقعات ہوں یا ایسے اور بھی واقعات پیش آئے ہوں، چنانچہ **کشف المحجوب** میں اس سے ملتا جلتا واقعہ موجود ہے لیکن اس کی نسبت معروف کرخی کی جگہ حبیب عجمی کی طرف کی گئی ہے۔

تصوف کی طرف رجحان: آپ ابتدا میں بغداد شریف کے بازار میں پرچون کی دوکان پر بیٹھ کر تجارت کرتے۔ ایک دن خواجہ حبیب راعی رحمہ اللہ آپ کی دکان کی طرف سے گذرے، آپ نے کچھ چیزیں ان کو پیش کیں تاکہ فقراء میں تقسیم کر دیں۔ انہوں نے فرمایا خیراک اللہ اسی روز سے آپ کے دل سے دنیا کی محبت محو ہو گئی۔

شیخ معروف کرخی اور حبیب عجمی کی صحبت سے سری سقطی میں بتدریج دنیا سے بے زاری اور زہد کا رجحان بڑھتا گیا۔ آخر کار دکان چھوڑ دی اور ہمہ وقت عبادت و ریاضت میں مصروف رہنے لگے۔ خود کو گھر تک محدود کر لیا۔ زیادہ وقت عبادت میں بسر کرتے اور جماعت کی نماز اور جمعہ کے علاوہ بہت کم گھر سے نکلتے۔

مشہور خلفا: سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی، شیخ ابوالحسن نوری، شیخ فتح الموصلی، شیخ عبداللہ احرار، شیخ سعید ابرار رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔

سیرت و خصائص: نفس کشتۂ مجاہدہ، دل زندۂ مشاہدہ، سالک حضرت ملکوت، مشاہد عزت و جبروت، نقطہ دائرہ لایقطی حضرت شیخ وقت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ۔ آپ سلسلہ عالیہ قادریہ رزاقیہ محمدیہ کے دسویں امام اور شیخ طریقت ہیں۔

تصوف میں مقام و مرتبہ: آپ اہل تصوف کے امام اور تمام اصنافِ علوم میں کمال رکھتے تھے۔ علم و ثبات کے پہاڑ اور مروت و شفقت میں یکتائے زمانہ اور رموز و اشارات میں یگانۂ روزگار تھے۔

آپ اپنے عہد کے زبردست صوفی اور بلند پایہ عابد و زاہد تھے، ان کے معاصرین اور بعد کے تذکرہ نگاروں نے ان کا ذکر تعریف و

تحسین کے الفاظ میں کیا ہے۔امام احمد بن حنبل کے اُن سے روابط تھے اور اندازہ ہوتا ہے کہ قریبی روابط ہوں گے، جیسا کہ ذکر آچکا ہے کہ شیخ سری کی بہن نے آپ کی شکایت امام احمد سے کی تھی۔

حلیۃ الاولیاء میں ہے کہ جب سری سقطی سرحدی علاقے سے واپس بغداد آئے تو ابوعلی حسن البزاز نے امام احمد سے ان کے بارے میں سوال کیا۔امام احمد نے پوچھا، وہی شیخ جو غذا کی پاکی کے لئے مشہور ہیں انھوں نے کہا جی ہاں۔امام احمد نے فرمایا وہ یہاں سے جانے سے قبل بھی اسی انداز سے رہتے تھے۔اس واقعہ پر تبصرہ کرتے ہوئے ابونعیم نے لکھا ہے کہ پاکی غذا، صفائی قلب اور شدتِ ورع کے لئے شیخ سری مشہور تھے۔حضرت حسن بزاز علیہ الرحمہ شیخ سری کے بڑے عقیدت مند تھے۔انھوں نے ایک مرتبہ فرمایا کہ احمد بن حنبل اور بشر بن حارث جب تک زندہ رہے ہم دعا کرتے کہ اللہ تعالیٰ ان کے ذریعے ہماری حفاظت فرمائے پھر اُن دونوں کا انتقال ہوگیا تو ہم دعا کرنے لگے کہ اللہ تعالیٰ سری سقطی کے ذریعہ ہماری حفاظت فرمائے۔

مشائخ بغداد فرماتے ہیں سب سے پہلے جس نے حقائق و معرفت کو بغداد میں عام کیا وہ آپ ہی ہیں اور عراق کے بہت سے مشائخ آپ کے سلسلہ اردات سے منسلک تھے۔آپ سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی علیہ الرحمہ کے ماموں اور شیخ طریقت ہیں۔حضرت جنید بغدادی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے شیخ طریقت جیسا کامل کسی کو بھی نہیں دیکھا۔حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں آپ کے سوا کسی سے سوال نہ کرتا کیونکہ میں آپ کے زہد و تقویٰ سے واقف تھا اور جانتا تھا کہ جب آپ کے دست مبارک سے کوئی چیز باہر جاتی ہے تو آپ خوش ہوتے ہیں۔

سید الطائفہ شیخ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

میں نے کسی کو عبادت میں سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ سے زیادہ کامل نہیں پایا۔۷۰ رسال کامل گزر گئے لیکن سوائے بیماری اور مرض الموت کے زمین پر پہلو تک نہیں رکھا۔

آپ کے برابر کسی نے ریاضت و مجاہدہ نہیں کیا، آپ فرماتے کہ ۴۰ ربرس سے میرا نفس شہد کا آرزومند ہے مگر میں نے اس کو نہیں دیا۔

خلوت: آپ نے دکان پر پردہ ڈال رکھا تھا وہاں ہر روز ایک ہزار رکعت نمازِ نفل پڑھا کرتے۔ایک روز ایک شخص آیا اور پردہ اٹھا کر آپ کو سلام کیا اور کہا فلاں بزرگ نے کوہ لبنان سے آپ کو سلام بھیجا ہے۔فرمایا وہ پہاڑ میں قیام پذیر ہوئے ہیں اس میں تو کوئی عمدگی نہیں، مرد وہ ہے کہ درمیان بازار کے بیٹھ کر خدا سے مشغول رہے اور ایک دم اُس سے غائب نہ ہو۔

حج کی دعا: شیخ علی بن عبدالحمید الغضائیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آپ نے میرے لئے دعا فرمائی اس کی برکت سے حق تعالیٰ نے مجھے ۴۰ حج پاپیادہ روزی کیے جو میں حلب سے جا کر کرتا رہا۔

تواضع: آپ فرماتے کہ میں دن میں چند بار آئینہ دیکھتا ہوں کہ کہیں شامت اعمال سے میرا چہرہ سیاہ تو نہیں ہوگیا۔

آثار: شیخ سری کے کئی خطوط ارشادات تھے جو ضائع ہو گئے مگر ایک خط مذکور ہے جو یہ ہے کہ میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ تم اس خدا کے عذاب سے ڈرو جو اپنے اطاعت گذار بندوں کو سعادت مند بناتا ہے اور جو اس کی نافرمانی کرتا ہے خدا اُس سے اس کی نافرمانی کا انتقام لیتا ہے، لہٰذا تمہاری اطاعت گذاری اللہ کے عذاب سے بے خوف ہوجانے کا سبب نہ بنے اور نہ تمہاری نافرمانی اس بات کا باعث بنے کہ تم اس کی رحمت ہی سے مایوس ہوجاؤ، خدا ہمیں بھی اور تمھیں بھی ان لوگوں میں شامل کرے جو تقوی اختیار کرتے ہیں بغیر اس کے کہ اس سے مایوس ہوں اور اسی سے امید لگاتے ہیں بغیر اس کے کہ دھوکہ میں مبتلا رہیں۔

ایک مرتبہ آپ صبر کے موضوع پر تقریر فرمانے لگے، دورانِ تقریر ایک بچھو آپ کے پاؤں میں ڈنک مارنے لگا تو لوگوں نے کہا حضور اِس کو مار کر ہٹا دیجئے۔اس پر آپ نے ارشاد فرمایا کہ مجھے شرم آتی ہے کہ میں جس موضوع پر تقریر کر رہا ہوں، اس کے خلاف کام کروں۔ یعنی بچھو کے ڈنک کے مارنے پر بے صبری کا اظہار کروں۔

مشہور کرامت: آپ نے ایک مرتبہ ایک شرابی کو دیکھا جو نشے کی حالت میں مدہوش زمین پر گرا ہوا تھا اور اُسی نشے کی حالت میں اللہ اللہ کہہ رہا تھا۔آپ نے اس کا منہ پانی سے صاف کیا اور فرمایا کہ اس بے خبر کو کیا خبر کہ ناپاک منہ سے کس ذات کا نام لے رہا ہے۔ آپ کے جانے کے بعد جب شرابی ہوش میں آیا تو لوگوں نے اسے بتایا کہ تمہاری بے ہوشی کی حالت میں تمہارے پاس حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے تھے اور تمہارا منہ دھو کر چلے گئے ہیں۔

شرابی یہ سن کر بہت ہی شرمندہ ہوا۔شرم و ندامت سے رونے لگا

پھر نفس کو ملامت کرتے ہوئے کہنے لگا: اے بے شرم اب تو حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ بھی تمہیں اس حالت میں دیکھ کر چلے گئے ہیں خدا سے ڈر اور آئندہ کے لئے توبہ کر۔ رات کو حضرت سری سقطی نے ایک ندائے غیبی سنی کہ اے سری سقطی! تم نے ہمارے لئے شرابی کا منہ دھویا ہے ہم نے تمہاری خاطر اس کا دل دھو دیا۔ جب حضرت نماز تہجد کے لئے مسجد میں گئے تو اس شرابی کو تہجد کی نماز پڑھتے ہوئے پایا۔ آپ نے اس سے دریافت فرمایا کہ تمہارے اندر یہ انقلاب کیسے آ گیا تو اس نے جواب دیا کہ آپ مجھ سے کیوں دریافت فرما رہے ہیں جب کہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے اس پر آگاہ فرما دیا ہے۔

وصال: ۱۳، رمضان المبارک ۲۵۳ھ/ ۱۳ ستمبر ۸۶۷ء بروز منگل صبح صادق کے وقت واصل باللہ ہوئے۔ آپ کا مزار شریف بغداد میں مقام شونیزیہ میں ہے۔ تواریخ میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے نمازِ جنازہ میں شرکت کرنے والے تمام افراد کی مغفرت فرما دی۔

اللہ تعالیٰ کے کرم سے مجھے شیخ سری سقطی علیہ الرحمہ کی بارگاہ بیکس پناہ میں حاضری و شجرہ خوانی کا موقع میسر ہوا ہے۔ اللہ عزوجل آپ کے صدقے تمام کی پریشانیوں کو دور کرے، عشرہ مغفرت میں ہماری مغفرت فرمائے اور دوبارہ درِ سید العارفین پر حاضری کا شرف عطا فرمائے۔ آمین

حوالہ جات:

تذکرہ مشائخ قادریہ رضویہ، ص ۱۸۳۳، نفحات الانس
شریف التواریخ، ج ا، ص ۴۹۹ تا ۵۰۱۔ ایضاً ص ۵۰۴
الروض الفائق، ص ۲۴۴۔ تاریخ ابن کثیر، حلیۃ الاولیاء
ذہبی تاریخ الاسلام، دار الکتاب العربی، ج ۱۸، ص ۱۵۱
خطیب بغدادی: تاریخ بغداد، ص ۱۸۸
ج ۱۸، ص ۱۵۱ امام قشیری

☆☆☆

☆ خانقاہ قادریہ رزاقیہ حمادیہ، داؤدنگر شریف، بہار، بھارت

خانوادۂ حضرت کمال الدین اور اُن کی اولاد امجاد کی علمی خدمات

سید عاطف حسین کاظمی چشتی★

ہندوستان جو صوفیوں کا مرکز ہے جس میں حضرت خواجہ معین الدین چشتی کا نام سرفہرست ہے انہیں تذکروں میں نائب الرسول فی الہند اور سلطان الہند کے القاب سے یاد کیا گیا ہے۔ خواجہ غریب نواز ۱۱۹۲ء میں اجمیر تشریف لائے آپ کی آمد سے ہندوستان میں سلسلۂ چشتیہ کا آغاز ہوا۔ یہ آغاز صرف سلسلۂ چشتیہ کا ہی آغاز نہیں تھا بلکہ یہ اسلامیہ کی نشر و اشاعت کے آغاز کا دور تھا اور اس روحانی سلسلے نے ہندوستان میں ایک عظیم انقلاب برپا کیا۔ مشائخ چشت نے اسلام کی تعلیمات کو ایسے عام کیا جس سے عوام الناس کو اُن تعلیمات کے سمجھنے میں آسانی پیدا ہوئی۔ اسی وجہ سے میر غلام علی آزاد بلگرامی نے تحریر کیا ہے کہ 'بزرگان چشت عنبر سرشت راحقی است قدیم بر رقبۂ ولایت ہند' (اس میں کوئی شک نہیں کہ بزرگانِ سلسلۂ چشت کا ہندوستان پر حق قدیم ہے) ہندوستان ایک ایسی سرزمین تھی جہاں پر بے شمار خداؤں کی پرستش اور انسانی معاشرہ میں بے پناہ تضاد موجود تھا جس کی وجہ سے مشائخ چشت نے تبلیغ اسلام کے لئے کچھ ایسے خاص طریقۂ کار منتخب کیے جن سے معاشرتی توازن پیدا ہونے کے ساتھ ساتھ تبلیغ اسلام کا بھی کام انجام پاتا رہا یہ خاص طریقۂ کار سلسلے کے بنیادی اصول وضوابط میں شمار ہوئے۔ اور پھر انہی اصول وضوابط کے ذریعہ سے یہ سلسلہ اپنی تمام تر مقبولیت کے ساتھ پورے برصغیر میں عام ہوا۔

گجرات کی سرزمین پر سلسلۂ چشتیہ کے بزرگ حضرت خواجہ ابو محمد بن ابی احمد چشتی سومنات کی جنگ کے دوران تشریف لائے تھے لیکن مقیم نہ ہوئے، اس لئے اس روحانی سلسلہ کا آغاز برصغیر ہند و پاک میں خواجۂ اعظم حضرت خواجہ معین الدین حسن چشتی سے ہوا۔ آپ کے ہی جانشین اور خلیفۂ خاص حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کے خلفاء و مریدین میں سے سرزمین گجرات کے قدیم شہر پیران پٹن (پاٹن) جس کو آنھل واڑ اور نہروالا کے نام سے بھی موسوم کیا جاتا تھا، اس مقام پر مقیم ہوئے۔

شیخ حامد الدین احمد نہروالہ جو گجرات کے نامور عالم دین تھے جب انہوں نے حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کی رہنمائی کا شہرہ سنا تو دہلی کا عزم کیا۔ وہاں جا کر قطب صاحب کے مرید و خلیفہ بنے۔ بعد ازاں شیخ محمود نہروالا جو قطب صاحب کے مرید اور خادم تھے، شیخ کے وصال کے بعد گجرات کی سرزمین میں نہروالا کو اپنا مسکن بنایا جہاں ان کا وصال ہوا۔ اس سے معلوم ہوا کہ سب سے پہلے سلسلۂ چشتیہ کے بزرگ جنہوں نے گجرات میں سکونت اختیار کی وہ شیخ محمود نہروالہ ہیں۔

سلطان التارکین صوفی حمید الدین ناگوری کے نبیرگان میں سے شیخ کبیر عرف شیخ کبیر الدین بلند مرتبہ کے بزرگ تھے۔ آپ نے ناگور سے ہجرت کر کے گجرات، احمد آباد میں مقیم ہو کر مستقل سکونت اختیار کی۔

حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر کی اولاد سے حضرت شیخ رکن الدین مودود کان شکر ہیں، آپ کا شجرۂ نسب اس طرح ہے: شیخ رکن الدین مودود کان شکر بن خواجہ علم الدین محمد بن خواجہ علاؤ الدین یوسف بن خواجہ بدر الدین سلیمان بن بابا فرید الدین گنج شکر۔

آپ شیخ محمد زاہد کے خلیفہ ہیں اور اُن کا شجرۂ طریقت خواجہ مودود چشتی سے متصل ہوتا ہے، آپ نے چشتی مودودی سلسلہ کو گجرات پیران پٹن میں آرائش بخشی۔ آپ کی بزرگی کی بنا پر حضرت خواجہ بندہ نواز گیسو دراز بھی آپ سے ملاقات کے لئے آپ کی خانقاہ میں تشریف لائے۔

خاتمہ مرآت احمدی جو گجرات کی تاریخ کا ایک اہم ماخذ ہے، اس کے مطالعہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ سلطان المشائخ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء کے کچھ مریدین و خلفاء بھی سرزمین گجرات پر تشریف لائے ہیں۔

صاحب گلزار ابرار رقم طراز ہیں کہ سلطان جی نے سید حسین نہروالا کو باشندگان گجرات کی ہدایت کے واسطے آپ اور آپ کی ہمشیرہ کو ہمراہ کر نہروالا میں مقیم ہونے کا حکم دیا بعلاوہ ان دونوں کے سلطان جی کے ممتاز خلفاء میں سے شیخ کمال الدین یعقوب نہروالہ اور مولانا حسام الدین ملتانی پیران پٹن میں جلوہ افروز ہوئے تھے۔

حضرت خواجہ رشید الدین مودود لالا چشتی اپنی تصنیف لطیف

مرآت الاولیاء میں فرماتے ہیں کہ شہر احمد آباد میں ۱۲ اشخاص جن کو وہاں بابا حضرات میں شامل کیا جاتا تھا اُن میں سے بیشتر اشخاص سلطان المشائخ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء سے مرید وخلیفہ تحریر کیا ہے جن کے نام حسب ذیل ہیں:

(۱) حضرت بابا خواجہ عرف خوجو (۲) حضرت بابالار
(۳) حضرت بابا کرامت (۴) حضرت بابا محمود
(۵) حضرت بابا توکل (۶) حضرت بابالدھا
(۷) حضرت بابا بارک اللہ چشتی (۸) حضرت بابا احمد گوجر
(۹) حضرت شیخ محمود عرف باباڈوکل چشتی
(۱۰) حضرت ابولولوالمعروف بابالولوی

اِن اشخاص کے علاوہ حضرت موسیٰ سہاگ جو مدفون ہیں شاہی باغ میں ان کو سلطان المشائخ کا مرید وخلیفہ تحریر فرمایا ہے، ان کا وضع مستور الحال تھا۔ یہ معلومات صرف حضرت رشید الدین مودود لالا چشتی اور صاحب مفتاح الکرامت نے اپنے تذکروں میں پیش کیے ہیں جو دیگر عمومی تذکروں میں موجود نہیں۔

حضرت خواجہ نصیر الدین چراغ دہلی (متوفی ۱۸ رمضان المبارک ۷۵۷ھ) کے خواہر زادہ اور ممتاز خلیفہ حضرت خواجہ کمال الدین علامہ (متوفی ۲۷ ذیقعدہ ۷۵۶ھ) بڑے صاحب کمال بزرگ تھے۔ ان کا مزار پر انوار بھی خواجہ نصیر الدین چراغ دہلوی کی درگاہ میں واقع ہے۔ حضرت خواجہ کمال الدین علامہ کے پسر خرد حضرت خواجہ سراج الدین چشتی جو اپنے والد بزرگوار کے مرید وخلیفہ تھے جو سرزمین گجرات میں اقامت پزیر ہوئے پھر ان کی اولاد امجاد نے سلسلۂ چشتیہ کی تعلیمات سے لوگوں کو آگاہ کیا، اس خانودہ کے بزرگان نے پیران پٹن کو مرکز بنایا۔ بعد از اں شاہپور اور شاہی باغ سے سلسلۂ چشتیہ کی خدمات انجام پزیر ہوئی اور آج بھی ان کے جانشین یہ عظیم خدمت انجام دے رہے ہیں۔

ان کے خانوادہ کے بزرگان کے نام مندرجہ ذیل ہیں:

(۱) حضرت سراج الدین چشتی (متوفی ۲۱ جمادی الاول ۸۱۷ھ)
(۲) حضرت خواجہ علم الدین چشتی
(۳) حضرت شیخ محمود راجن چشتی (متوفی ۹۰۰ھ)
(۴) حضرت خواجہ جمال الدین جمن چشتی (متوفی ۹۴۰ھ)
(۵) حضرت خواجہ شیخ حسن محمد چشتی (متوفی ۹۸۲ھ)
(۶) حضرت خواجہ شیخ محمد چشتی (متوفی ۱۰۴۰ھ)
(۷) حضرت شیخ یحییٰ مدنی چشتی (متوفی ۱۱۰۱ھ)
(۸) حضرت خواجہ رکن الدین چشتی (متوفی ۱۱۱۵ھ)
(۹) حضرت خواجہ جمال الدین جمن چشتی ثانی (متوفی ۱۱۲۴ھ)
(۱۰) حضرت خواجہ حسام الدین فرح صوفی چشتی (متوفی ۱۱۷۵ھ)
(۱۱) حضرت خواجہ رکن الدین ثانی چشتی (متوفی ۱۱۹۸ھ)
(۱۲) حضرت رشید الدین مودود لالا چشتی (متوفی ۱۱۴۲ھ)
(۱۳) حضرت خواجہ حسام الدین خوب میاں چشتی (متوفی ۱۲۵۷ھ)
(۱۴) حضرت شیخ محمود میاں چشتی (متوفی ۱۳۰۹ھ)
(۱۵) حضرت خواجہ فرید میاں چشتی (متوفی ۱۳۳۵ھ)
(۱۶) حضرت خواجہ نصیر الدین روشن چراغ عرف نصیر میاں چشتی متوفی ۱۴۰۰ھ
(۱۷) حضرت خواجہ معین الدین ثانی چشتی (متوفی ۱۴۱۴ھ)
(۱۸) حضرت شاہ رکن الدین محمد فرخ میاں چشتی مدظلہ العالی (موجود)

اِن دنوں حضرت شاہ رکن الدین محمد فرخ میاں چشتی مدظلہ العالی اس گدی کو آرایش بخش ہیں اور سلسلۂ چشتیہ کی تعلیمات سے لوگوں کو روشناس کر رہے ہیں۔ مغلیہ دور کے آخری عہد میں یہ عظیم سلسلہ دوبارہ دہلی میں بذریعہ حضرت شاہ کلیم اللہ جہاں آبادی پہنچا پھر اس سلسلہ کی روشنی ہندو پاک کے مختلف علاقوں میں پھیل گئی۔

الٰہی تا بود خورشید و ماہی — چراغ چشتیاں را روشنائی

نوٹ: کتب خانہ درگاہ عالیہ چشتیہ احمد آباد میں جو قلمی کتابیں موجود ہیں ان میں سے جن کتابوں کے عکس حاصل کیے ہیں ان کی فہرست مرکز بین الملی میکروفیلیم نور کے ڈائریکٹر نے ویب سائٹ پر اپلوڈ کری ہے۔ مقالہ ہذا میں قارئین کرام کی سہولیت کے لئے اس کو بزرگان کے لحاظ سے ترتیب دیا ہے تاکہ ان کو مزید معلومات حاصل ہو سکے۔

تصنیف شیخ جمال الدین جمن چشتی

(۱) دیوان شیخ جمن چشتی (انتخاب)
نام مولف: شیخ جمال الدین جمن چشتی
نام کاتب: حسام الدین محمد فرخ چشتی
نوع خط: نستعلیق برگ: ۹ ۳سطر: مختلف زبان: فارسی
آغاز: کیست تا گیرد حساب از دفتر احسان ما عالمی سیراب گشت از ریزش باران ما..... توضیحات: مشتمل است بر ۹۲ بیت صوفیانہ و اخلاقی

درقالب غزل

(شمارہ میکروفیلم:۱۱۰،موضوع:منظومہ۔شمارہ کتاب:۱۳۳)

تصنیفات شیخ حسن محمد چشتی:

(۱) حاشیہ برنزہت الارواح۔

نام مولف: شیخ حسن محمد چشتی محشی۔ نام کاتب: جمال الدین محمد

نوع خط: نسخ ونستعلیق برگ:۱۳ سطر:۲۱ زبان: فارسی

آغاز: بتوفیقش چو دیدم روشن آواز

سخن را ہم بنامش کردم آغاز در ینجا معنی دیدم بمعنی دانستم است۔

توضیحات: متن اصلی از حسین بن عالم معروف بہ امیر حسینی ہروی (متوفی ۷۱۹ھ۔۱۳۲۰ء) است کہ شیخ حسن محمد چشتی بر آن شرح و حاشیہ مبسوطی نگاشتہ است و اصطلاحات صوفیان را بیان نمودہ است و در ضمن آیہ ہای قرآنی واحادیث نبوی (ص) را نیز درمتن گنجانیدہ است۔

(شمارہ میکروفیلم:۱۱۹۔موضوع:تصوّف)

شمارہ کتاب:۱۴۲۔(۲) تفسیر محمدی

نام مولّف: شیخ محمد معروف بہ حسن محمّد بن احمد بن نصیر

نوع خط: نسخ برگ:۱۷۴ سطر:۲۶ زبان: عربی

آغاز: **الحمدللہ الذی انزل علی عبدہ الکتاب معجزا** بعد فیقول العبد الفقیر من اقل الشیخ محمد عرف بہ حسن محمد ...

توضیحات: دارای حاشیہ، موریانہ خوردہ، انجام افتادہ است. از سورۃ الفاتحہ تا سورۃ القمر (شمارہ میکروفیلم:۷۳۔موضوع:تفسیر۔شمارہ کتاب:۴۱)

تصنیفات شیخ محمد چشتی بن شیخ حسن چشتی:

(۱) ملفوظات شیخ حسن محمّد (رسالہ تقسیم الاوراد)۔ نام مولّف: شیخ حسن محمّد بن شیخ احمد معروف بہ میاں جیو) متوفی ۹۸۲ھ۔۱۵۷۵ء

نوع خط: نستعلیق ونسخ برگ:۸ سطر:۱۵ زبان: عربی

آغاز: **حامدا للہ العلی العظیم امابعد فقد قال و الدی استاذی مرشدی جامع الفروع.** توضیحات: این رسالہ دربارہ اشغال و اوراد بہ اعتبار ساعت ہای شب و روز نگاشتہ شدہ و نیز انسان ہا را براساس احوالی کہ بر آنہا غلبہ می کند، در شش قسم بہ شرح زیر تقسیم بندی نمودہ است۔

(۱) عابد مجرّد (۲) عالم (۳) متعلّم (۴) والی (۵) محترف (۶) موحد مستغرق بالواحد الصمد عن غیرہ

(شمارہ میکروفیلم:۱۵۳/۱۔موضوع:تصوّف۔شمارہ کتاب:۶۹)

نوٹ: اس کتاب کا نام ملفوظات شیخ حسن محمد چشتی نور میکروفلم والوں نے تحریر کیا ہے لیکن اس کتاب کا اصل نام 'تقسیم الاوراد' جو حضرت شیخ محمد چشتی (متوفی ۱۰۴۰ھ) کا تصنیف کردہ رسالہ ہے جس میں ساعت ہا کے اعتبار سے اوراد و وظائف ہیں۔ اس رسالہ کا فارسی متن مولانا غلام حیدر سکھانی تونسوی نے تقسیم الاوقات کے نام سے کیا ہے جو اُن کی کتاب ملفوظات حضرت خواجہ سلیمان تونسوی میں شامل ہے، اسی رسالہ کی شرح وار دو ترجمہ مولوی یٰسین علی نظامی نے 'دوائے دل' کے نام سے بھی کیا ہے۔

(۲) ملفوظات شیخ حسن محمد چشتی (رسالہ تقسیم الاوراد)

نام مولف: شیخ حسن محمد بن شیخ احمد معروف بہ میاں جیو (متوفی ۹۸۲ھ/۱۵۷۵ء)

نام کاتب: محمد فرخ بن شیخ رکن الدین تاریخ۔ کتابت:۱۱۶۰ھ

نوع خط: نستعلیق برگ:۳۰ سطر:۱۳ زبان: فارسی

آغاز: مراوراابد ہی بعد از آن رسول علیہ السلام اوّل از امیر المومنین ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سوال کرد......

توضیحات: آغاز افتادہ، ملفوظات شیخ مذکور است باسر بند ہای المجلس وبعدہ دربارہ اشغال واوراد بہ اعتبار ساعت ہای شب وروز

(شمارہ میکروفیلم:۱۰۷۔موضوع: ملفوظات۔شمارہ کتاب:۱۲۹)

نوٹ: اس کتاب کا نام ملفوظات شیخ حسن محمد چشتی، نور میکروفلم والوں نے تحریر کیا ہے لیکن اس کتاب کا اصل نام تقسیم الاوراد ہے اور اس میں ساعت ہا کے اعتبار سے اوراد و وظائف ہیں۔ (بقیہ تفصیل بالا گزرچکی ہے)

(۳) چہار برادران = شکارنامہ

نام مولّف: شیخ حسن محمّد بن شیخ احمد معروف بہ میاں جیو

نوع خط: نستعلیق برگ:۴ سطر:۱۵ زبان: فارسی

آغاز: **الحمدللہ ربّ العالمین والعاقبۃ للمتقین، امابعد فلما رأی والدی و استاذی و مرشدی جامع الفروع والاصول ممھّد المنقول والمعقول۔**

توضیحات: داستانی است تمثیلی عرفانی باعبارت «ماچہار برادر بودیم» آغاز می شود وبہ «چہار برادران» و «شکارنامہ» نیز شہرت دارد۔

(شمارہ میکروفیلم: ۵۳/ ۲۔موضوع: تصوّف)

شمارہ کتاب: ۰۷۔(۴)الجہادالاصغر

نام مولف: محمّد بن احمد بن نصیر معروف بہ شیخ حسن محمد متوفی ۹۸۲ھ۔ ۱۵۷۴ء۔نوع خط: نسخ برگ: ۴ سطر: ۱۷ زبان: فارسی

آغاز: الحمد...امابعد فیقول العبد النحیف الضعیف الحقیر الفقیر محمّد بن قطب الاولیاء شیخ الاتقیاء....محمد بن احمد ابن نصیر المعروف شیخ حسن محمد بن شیخ میان جیو بن شیخ نصیر الدین بن شیخ مجد الدین بن شیخ سراج الدین بن شیخ کمال الدین العلامہ الچشتی...توضیحات: در فواید جہاد اصغر جہاد علیہ مخالفین اسلام نگاشتہ شدہ باحادیث وروایات از پیامبر (ص)

(شمارہ میکروفیلم: ۹۰/ ۱۔موضوع: تصوّف)

(شمارہ کتاب: ۱۰۹۔(۵)رسالہ فوایدالوصول)

نام مولف: محمد بن احمد بن نصیر معروف بہ شیخ حسن محمّد

نوع خط: نسخ برگ: ۷ سطر: ۱۷ زبان: فارسی

آغاز: الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ و السلام علی رسولہ محمّد... امابعد فقد نقل عن الشیخ قطب الاولیاء.....محمد ابن احمد ابن نصیر المعروف شیخ حسن محمد ابن شیخ میان جیو بن شیخ نصیر الدین بن شیخ مجد الدین بن شیخ سراج الدین بن شیخ کمال الدین العلامہ الچشتی..نصیر الحق والدین محمود الاودی چراغ دہلی

توضیحات: در مسایل عرفانی نگاشتہ شدہ وخود مولّف می گوید: فواید چندین بہ جہت وصول باری عزّ وجل است وآن شش چیز است

(۱) دوام وضو(۲) صوم صوری و وصوم معنوی (۳) سلوک (۴) دوام خلوت (۵) نفی خواطر (۶) ذکر بار بط پیر

(شمارہ میکروفیلم: ۹۰/ ۲۔موضوع: تصوّف)

شمارہ کتاب: ۱۱۰۔(۶) رفیق الطلاب

نام مولّف: شیخ محمد بن شیخ حسن محمّد چشتی احمد آبادی گجراتی) متوفی ۹۸۲ھ۔ ۱۵۷۴م۔نام کاتب: برہان الدین چشتی تاریخ ومحلّ کتابت: ۱۲۷۹ء حیدرآباد، دکن

نوع خط: نستعلیق برگ: ۹ سطر: ۱۵ زبان: فارسی

آغاز: حمد مر خالقی را کہ محمود فی نفس الامر اوست وثنای کل مخلوق راجع بہ اوست ودرود نامعدود مر محبوبی را کہ اکمل مظاہر اوست۔

توضیحات: در سیر وسلوک در پنج «فصل» نگاشتہ است کہ شامل موضوعاتی مانند: توبہ، محاسبہ نفس، کم خوردن، حبّ عرفان، رضای حق، ترک حرص، تلاش برای مرشد، صلاۃ، روزہ، سخاوت، صیقلہ قلب، مراقبت، ذکر، سماع و مانند آنہا می باشد

(شمارہ میکروفیلم: ۱۲۰۔موضوع: تصوّف۔شمارہ کتاب: ۱۴۳)

(۷) الہامات = الہامات اربعین

نام مولف: شیخ محمد چشتی بن شیخ حسن محمّد چشتی احمد آبادی گجراتی

نوع خط: نستعلیق برگ: ۵ سطر: ۱۵ زبان: فارسی

آغاز: حمد بیحد وثنای بی عدد مر خدا یرا کہ بہ ہمہ حال وددوداست و درود نامحدود بہ آن محبوب کہ بہ ہمہ زبان محمود.......

توضیحات: در چہل «الہام» نگاشتہ شدہ است:

(۱) پاکی از غیر حق (۲) فرقہ از دل دور کردن (۳) معیت حق (۴) بریدن از غیر حق (۵) نفی خواطر (۶) اخفای مشاہدات (۷) حصول توحید (۸) رہایی از ہوای نفس (۹) از یاد حق لذت یافتن (۱۰) حقیقت ہستی راشناختن (۱۱) شناختن وجود حق (۱۲) کاینات را مظہر حق دانستن (۱۳) الفت مظاہر حق (۱۴) غنای حق (۱۵) حق را پاک دانستن (۱۶) دوری از اتحاد وحلول (۱۷) ویرا از تغیر پاک دانستن (۱۸) ظہور حق بہ عالم (۱۹) نیاز ہمہ بہ حق (۲۰) ہموارہ در طلب حق بودن (۲۱) ظہور علم حق (۲۲) ظہور حق در نیک و بد (۲۳) ظہور عین حق نبودن (۲۴) پاکی حق از اضافات (۲۵) نور حق اصل ہمہ (۲۶) ہر چیز ساعت بہ ساعت فنا دارد (۲۷) دانستن ذات خود (۲۸) مظہر و ظاہر یکی نیستند (۲۹) قدرت وفعل صادر شدن بہ ارادہ حق (۳۰) علم وعلم ارباب مشاہدہ (۳۱) تصوّر وحی (۳۲) تصوّر علیم (۳۳) تصور قادر (۳۴) تصوّر سمیع (۳۵) تصوّر بصیر (۳۶) تصوّر مرید (۳۷) تصوّر سرایت (۳۸) صفات حق نہ عین ذات (۳۹) نہ غیر ذات است (۴۰) فہمیدن این رسالہ بامداد شیخ۔

(شمارہ میکروفیلم: ۱۲۱۔موضوع: تصوّف)

شمارہ کتاب: ۱۴۴۔(۸) ھدایت المشیخہ

نام مولف: شیخ محمد چشتی بن شیخ حسن محمد احمد آبادی گجراتی

نوع خط: نستعلیق برگ: ۱۴ سطر: ۱۳ زبان: فارسی

آغاز: الحمد للہ رب العالمین و العاقبۃ للمتقین...

امابعد فیقول العبد الحقیر الفقیر الی رحمۃ اللہ الصمد الشیخ محمد۔توضیحات: نثر آمیختہ بہ نظم است کہ در شرایط پیر و مرشد بودن در بیست و ہفت «ہدایت» نگاشتہ شدہ است عشق تا کہ از جانب معشوق نباشد کوشش عاشق بیچارہ بجایی نرسد، ۵ مرشد باید در تبدیل اوصاف حمیدہ کوشش کند، ۱۰ مرتبہ تعین و مرتبہ لاتعیین، ۱۵ عشق جز و عرش دلست، ۲۰ مرشد باید در طلب حق تعالی کوشان باشد، ۲۵ مرشد آن باشد کہ در ہیچ مصیبت نعرہ نزند و ترش روی نباشد و در شریعت، طریقت و حقیقت، تمام باشد و صاحب تمکین باشد و شراب تجلّیات بی تکلف نوشد و ہر بار ھل من مزید گوید، ۲۷ ترک مادیات و عدم دل بستگی بہ آن۔

(شمارہ میکروفیلم: ۱۲۲، موضوع: تصوّف)

شمارہ کتاب: ۱۴۵۔۵ (۹) مجموعہ رسائل

نام مولف: شیخ محمد بن شیخ حسن محمد چشتی احمد آبادی گجراتی

نوع خط: نستعلیق برگ: ۴۱ سطر: ۱۵ زبان: فارسی

توضیحات: شامل سہ (۳) رسالہ عرفانی بہ شرح زیری باشد:

(۱) رسالۃ التوحید، برگ (۱۲)

آغاز: الحمد للہ ربّ العالمین ... پس میگوید ضعیف نحیف فقیر حقیر محمد بن قطب الاولیاء شیخ الاتقیاء۔

(۲) رسالۃ لذات المنتھین، برگ (۱۵)

آغاز: الحمد لولیّہ و الصلوۃ و السلام علی نبیہ محمد... فیقول العبد۔

(۳) رسالۃ راحۃ المریدین، برگ (۲۴)

آغاز: الحمد للہ و الصلوۃ والسلام علی نبیہ محمّد و آلہ اجمعین اما بعد فیقول العبد الفقیر الحقیر النحیف الضعیف۔ (شمارہ میکروفیلم: ۱۲۳، موضوع: تصوّف۔ شمارہ کتاب: ۱۴۶)

(۱۰) مجموعہ رسائل

نام مولف: شیخ محمد بن شیخ حسن محمد چشتی احمد آبادی گجراتی

نام کاتب: شیخ برہان الدین تاریخ و محل کتابت: ۱۲۷۹ھ حیدر آباد۔ نوع خط: نستعلیق و شکستہ برگ: ۱۲۴ سطر: مختلف زبان: فارسی و عربی۔ توضیحات: این مجموعہ دارای نو (۹) رسالہ عرفانی بہ شرح زیری باشد

(۱) **رسالۃ الصبر فی الشدّۃ موجب الرفعتہ**

آغاز: الحمد للہ ربّ العالمین والعاقبتہ للمتقین والصلوۃ والسلام علی رسولہ محمّد و آلہ اجمعین ھذہ رسالۃ شریفۃ اسمھا الصبر فی الشدّۃ موجب الرفعتہ

(۲) رسالہ چہار برادران

آغاز: الحمد للہ ربّ العالمین... امابعد فلما رای والدی و مرشدی و استاذی جامع الفروع۔

(۳) **مجالس حسنیہ**۔ آغاز: الحمد للہ الذی ھدانا لھذا... امابعد... چون سعادت قدمبوس حاصل شد..

(۴) **رسالۃ السفر و الاقامۃ**۔ آغاز: الحمد للہ ربّ العالمین... فیقول العبد الفقیر ... ہذہ رسالۃ السفر والاقامۃ

(۵) **رسالۃ الایمان**۔ آغاز: الحمد للہ رب العالمین و العاقبۃ للمتقین و الصلوۃ و السلام علی رسولہ محمّد و آلہ اجمعین۔

(۶) **رسالۃ النیّۃ**۔ آغاز: بعد الحمد... امابعد فیقول....

(۷) **رسالۃ الاذکار والمراقبات**

آغاز: بعد الحمد... امابعد فیقول العبد الفقیر

(۸) **رسالۃ فی بیان الروح**

آغاز: الحمد للہ الخالق الودود والصلوۃ والسلام

(۹) **آداب الطالبین**

آغاز: الحمد للہ ربّ العالمین... بدان اسعدک اللہ تعالی فی الدارین ھذہ الرسالۃ آداب الطالبین۔

(شمارہ میکروفیلم: ۱۲۴، موضوع: تصوّف)

شمارہ کتاب: ۱۴۷

حضرت شیخ محمد چشتی کی کچھ کتابیں شیخ حسن محمد چشتی کے زمرہ میں نور میکروفلم والوں نے شامل کردی ہیں حالانکہ وہ کتابیں دراصل بعنوان چہل و دو رسائل حضرت شیخ محمد چشتی ہیں حضرت کا شجرۂ نسب اس طرح ہے: شیخ محمد چشتی بن شیخ حسن محمد چشتی بن شیخ احمد بن شیخ نصیر الدین ثانی بن شیخ مجد الدین بن شیخ سراج الدین چشتی بن شیخ کمال الدین علامہ چشتی کی ہیں اور جو کل رسائل کے نام دستیاب ہوئے ہیں وہ مندرجہ ذیل ہیں:

(۱) رسالہ تقسیم الاوراد، عربی (۲) رسالہ چہار برادران، فارسی (۳) المجالس الحسنیہ، فارسی (۴) رسالہ آداب الطالبین، فارسی (۵) رسالہ رفیق الطلاب، فارسی (۶) رسالہ الہامات فی بیان فارسی (۷)

رسالہ ہدایۃ المشیخہ، فارسی (۸) رسالہ توحید، فارسی (۹) رسالہ طالب الجلال عربی (۱۰) رسالہ لذات المنتہین، فارسی (۱۱) رسالہ راحت المریدین، فارسی (۱۲) رسالہ الصوفی الشدۃ موجب المراقبۃ، عربی (۱۳) رسالہ المفلس فی امان اللہ، عربی (۱۴) رسالہ الجمع بین الدنیا والعقبہ، عربی (۱۵) رسالہ مراجبین العشاق من الجر الاشراق، عربی (۱۶) رسالہ تحفۃ السلوک، عربی (۱۷) رسالہ الحیر ۃ فی ذات اللہ، عربی (۱۸) رسالہ الناس باللباس، فارسی (۱۹) رسالہ السفر والاقامۃ، فاسی (۲۰) رسالہ نکات الاخوان، عربی (۲۱) رسالہ نیّت، فارسی (۲۲) رسالہ ایمان، فارسی (۲۳) رسالہ اذکار و مراقبات، فارسی (۲۴) رسالہ نفس ناطقہ، فارسی (۲۵) رسالہ جواہر العلوم، عربی (۲۶) رسالہ الجہاد اصغر، فارسی (۲۷) رسالہ فوائد الوصول، فارسی (۲۸) شرح قصہ زن گل فردش، فارسی (۲۹) شرح قصہ جماعت مسافران، فارسی (۳۰) رسالہ الجہاد اکبر، عربی (۳۱) رسالہ انسان دیوانہ، فارسی (۳۲) رسالہ شرح دریائے شہادت، فارسی (۳۳) رسالہ فضل الکسب، فارسی (۳۴) رسالہ طلب الجلال، فارسی (۳۵) رسالہ مسائلہ فی المعاملہ، فارسی (۳۶) رسالہ عجوبۃ العشق، فارسی (۳۷) رسالہ الخلوۃ والجلوق، فارسی (۳۸) رسالہ المسجد والکعبہ، فارسی (۳۹) رسالہ علم الرحمن، عربی (۴۰) رسالہ القرآن، فارسی (۴۱) رسالہ النہایۃ ہوالرجوع الی البدایت، فارسی (۴۲) رسالہ من عرف اللہ، عربی

نوٹ: اِن رسائل کی فہرست فقیر کو محمد رمضان معینی توسوی صاحب نے فراہم کی ہے اور یہ تمام رسائل ان کے پاس موجود ہیں۔

(۱۱) رسالہ محمّدیہ۔

نام مولف: شیخ محمّد بن شیخ حسن محمد چشتی متوفی ۹۸۲ھ/ ۱۵۷۴م

نوع خط: نسخ برگ: ۱۴۴ سطر: ۱۵ زبان: فارسی وعربی

آغاز: **الحمد للہ الذی ہو احد لامثل لہ واحد فرد ،صفت عظمت اوست۔** توضیحات: انجام افتادہ۔ درتجلیات وذات وصفات الٰہی ونور محمدی ومقامات عرفانی وسلک وسلوک در چند» لمعہ «بہ شرح زیر نگاشتہ شدہ است

(۱) انسان کامل خود آئینہ جمال محبوب حق شود،

(۲) در بیان اقسام آئینہ وظہور آثار او،

(۳) در بیان محبوب حقیقی ومحب خلق،

(۴) در بیان محب ومحبوب کہ آئینہ یکدیگر اند وصفت محبوب در آئینہ محب و مانند آنہا (شمارہ میکروفیلم: ۳۶ موضوع: تصوّف)

شمارہ کتاب: ۴۰

(۱۲) استفاضہ الفضیلہ بنہج الوسیلہ = شرح استقامۃ الشریعہ بطریقہ الحقیقہ۔ نام موئلف: شیخ محمد بن شیخ حسن محمد احمد آبادی گجراتی (متوفی ۹۸۲ھ/ ۱۵۷۴م

نوع خط: نسخ برگ: ۱۱۲ سطر: ۱۵ زبان: عربی وفارسی

آغاز: **فی بیان قول النّبی صلّی اللہ علیہ و سلّم من عرف نفسہ فقد عرف ربّہ الحمد للہ الذی لہ..... یکن۔**

آغاز متن: **حامدا للہ الذی جعل الشمس ضیاءً... انّ الشیخ محمد صاحب الزمان و المکان و الحال.......**

توضیحات: در توحید، ذات وصفات وتجلیات خداوندی وسبب استکمال ظہور او ہمراہ با براہین ودلایل عقلی ونقلی وبا استناد بہ آیہ ہای قرآنی و احادیث نبوی (شمارہ میکروفیلم: ۰۷ موضوع: مناقب)

شمارہ کتاب: ۸۸

(۱۳) بحر الاسرار والانوار = بحر الاسرار الحسنیہ

نام مولف: شیخ محمد فرزند شیخ حسن محمد احمد آبادی گجراتی) متوفی ۹۸۲ھ۔ تاریخ کتابت: ۱۱۵۲ھ

نوع خط: نستعلیق برگ: ۲۸۲ سطر: ۲۷ زبان: فارسی

آغاز: الحمد للہ الذی نوّر قلوب الطالبین بانوارہ والصلوۃ والسلام علی رسولہ الذی......امابعد فیقول العبد الفقیر الی مراد اللہ الصمد.....

توضیحات: این اثر در مسایل عرفانی نگاشتہ شدہ و مشتمل است بر سہ «قسم» کہ ہر قسم بہ «سرّ» منقسم گردیدہ۔ این کتاب قسم اوّل از سہ قسم بہ شرح زیری باشد۔ السرّ الاوّل: فی ذکر سورۃ الفاتحۃ، ۔۵ فی ذکر التوبہ، ۔۱۲ فی ذکر التفر قہ وجمع الجمع والجمعیۃ والنصداع الجمع واحدیۃ الجمع، ۔۲۰ فی ذکر الطلب، ۔۳۰ فی ذکر الراجعین، ۔۴۵ فی ذکر حضرت سلیمان (ع)، ۔۵۲ فی ذکر توجہ الخلق، ۔۶۰ فی ذکر حضرت حوا، ۔۷۰ فی ذکر امام جعفر (ع)، ۔۸۲ فی ذکر البحار، ۹۰ فی ذکر الارث، ۔۱۰۰ فی ذکر الحرام والشبہۃ، ۔۱۱۰ فی ذکر حضرت ادریس، ۔۱۲۰ ای ذکر السالک والمجذوب والواقف

(شمارہ میکروفیلم: ۲۷ موضوع: تصوّف) (باقی آئندہ ماہ)

☆ موروثی خادم وگدی نشین درگاہ حضرت خواجہ غریب نواز، اجمیر شریف
8285554750

یادِ رفتگاں

مفتی آل مصطفےٰ مصباحی اشرفی - حیات وخدمات

محمد شہروز رضوی مصباحی★

سیمانچلی فقہا کی تثلیث میں مجمع البحرین حضرت مفتی محمد عبید الرحمٰن رشیدی مصباحی مدظلہ، فقیہ النفس، مناظر اہل سنت حضرت مفتی مطیع الرحمٰن مضطر رضوی پورنوی مدظلہ کے ساتھ فقیہ اہل سنت حضرت مفتی محمد آل مصطفےٰ مصباحی اشرفی نور اللہ تعالیٰ مرقدہ کا نام آتا تھا۔ مفتی آل مصطفےٰ مصباحی عمر، علم اور تجربہ میں بھلے ہی دونوں سے بہت چھوٹے تھے، مگر اپنی علمی خدمات کی وجہ سے دونوں کے ہم پلہ ہی معلوم ہوتے تھے، حضرت مفتی صاحب علیہ الرحمۃ کبھی دونوں پر سبقت بھی لے جاسکتے ہیں، یہ کسی کے وہم وگمان میں نہیں تھا، مگر ۱۰ جنوری ۲۰۲۲ء کی شب کو مرضی مولی سے لقائے محبوب کی ریس میں دونوں کو پیچھے چھوڑ کر آگے نکل گئے۔

پیدائش وسکونت: صوبہ بہار، ضلع کٹیہار، بلاک کدوا، میں بھینس بندھا نامی ایک گاؤں اپنے علاقے میں مشہور ہے، خصوصاً عصری تعلم میں یہ گاؤں آس پاس کے لئے آئیڈیل کا درجہ رکھتا ہے۔ حضرت مفتی صاحب کا آبائی گاؤں یہی تھا۔ اعظم نگر بلاک ضلع کٹیہار میں شہجنہ نامی گاؤں کی شہرت بھی علاقے میں کم نہیں۔ مفتی صاحب کے نانا حضرت مولانا قاضی ثمیر الدین رشیدی اسی شہجنہ کے ذی ثروت عالم دین تھے۔ حضرت فقیہ اہل سنت کے والد مستقل سکونت سسرال (شہجنہ) میں کرلی تھی اس لئے حضرت مفتی آل مصطفےٰ مصباحی قدس سرہ کی پیدائش ۱۹۷۱ء میں اسی گاؤں شہجنہ میں ہوئی۔

والد: حضرت مولانا محمد شہاب الدین لطیفی اشرفی قدس سرہ آپ کے والد تھے، مدرسہ لطیفیہ رحمن پور، دار العلوم مصطفائیہ چمنی بازار، پورنیہ، مدرسہ فیض الغرباء آرا بہار، مدرسہ نیازیہ اسلامیہ خیر آباد جیسے مدارس میں تعلیم حاصل کرنے کے بعد جامعہ نعیمیہ مرادآباد پہنچے۔ تفسیر مدارک کی جماعت میں تھے کہ ملک العلماء علامہ ظفر الدین بہاری قدس سرہ کے بحر العلوم کٹیہار میں تشریف لانے کی مژدہ جاں فزا ملی۔ جامعہ نعیمیہ کے اساتذہ سے اجازت لے کر مدرسہ لطیفیہ بحر العلوم کٹیہار پہنچے، دو سال تک ملک العلماء سے پڑھے، ملک العلماء کی آپ پر بڑی شفقتیں رہیں، شعبہ عالیہ میں بحیثیت استاد بحر العلوم ہی میں ان کی تقرری بھی فرمائی۔ تقریباً پانچ سال تک آپ یہاں مدرس رہے، ملک العلماء کے بعد یہاں سے مستعفی ہوگئے، پھر مدرسہ مختار العلوم کھسکی ٹولہ، دار العلوم حنفیہ کھگڑا کشن گنج میں خدمات انجام دیئے۔ آخر میں مدرسہ اشرفیہ اظہار العلوم سونا پور، بارسوئی، کٹیہار میں صدر مدرس کے عہدے پر فائز ہوئے اور یہیں کے ہوکر رہ گئے، یہاں تک کہ واصل بحق ہوگئے۔

نانا: حضرت مولانا قاضی ثمیر الدین رشیدی ایک ذی ثروت عالم دین تھے۔ جس زمانہ میں علما کی قحط رجال تھی، لوگ مذہبی رسومات منشی جی اور صوفی صاحبان وغیرہ سے ادا کرواتے تھے، ایسے زمانہ میں مدرسہ حنفیہ جون پور جا کر آپ نے تعلیم حاصل کی۔ حضرت علامہ ہدایت اللہ خان رامپوری ثم جون پوری آپ کے اساتذہ میں سے تھے۔

دادا: سرجاپوری علاقے میں منشی جی اس شخص کو کہا جاتا تھا جنہیں فارسی زبان پر مہارت حاصل ہو، اس وقت ''منشی جی'' ایک وقار مند لقب مانا جاتا تھا۔ مفتی صاحب علیہ الرحمہ کے دادا جناب نجابت حسین مرحوم اپنے زمانے کے منشی جی تھے، منشی نجابت سے مشہور تھے۔

تعلیم: ابجد خوانی گاؤں کے مکتب میں فرمائی، پھر اپنے والد کی نگرانی میں مدرسہ اشرفیہ اظہار العلوم حورا حجرا، سونا پور ضلع کٹیہار بہار میں آئے۔ یہاں آپ کے والد گرامی صدمدرس کے عہدے پر فائز تھے۔ درجہ اولی تک کی کتابیں یہاں پڑھیں، ایک سال مدرسہ عربیہ فیض العلوم محمد آباد گوہنہ مئو، یوپی میں درجہ ثانیہ میں رہے، یہاں کے مایہ ناز اساتذہ میں حضرت مولانا نصر اللہ رضوی مصباحی علیہ الرحمۃ والرضوان، حضرت مولانا عارف اللہ فیضی مصباحی، حضرت مولانا امجد علی صاحب، حضرت علامہ محمد احمد مصباحی (جو اُس وقت یہاں پرنسپل تھے) قابل صد افتخار ہیں۔

الادارۃ الاسلامیہ دار العلوم حنفیہ کشن گنج میں ثالثہ ورابعہ کی تعلیم حاصل کی، اس وقت یہ ادارہ علم وفضل کی بلندی پر پہنچا ہوا تھا۔ فقیہ النفس حضرت مفتی مطیع الرحمن مضطر رضوی پورنوی، حضرت مولانا ناظر اشرف

بہادر گنجوی ثم ناگپوری، حضرت مولانا مظفر حسین کسیاری، حضرت مولانا احمد حسین صاحب مالن گاؤں دیناج پور جیسے ذوی العلم والاحترام اساتذہ یہاں اپنا فیض لٹا رہے تھے، حضرت مفتی صاحب قبلہ علیہ الرحمہ نے یہاں سے اپنا بھر پور حصہ لے کر ملک کی عظیم درس گاہ، الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور، اعظم گڑھ یوپی کا رخ فرمایا۔ درجہ خامسہ سے دورہ حدیث تک ومشق افتا، قرات حفص کی تکمیل یہیں رہ کر فرمائی۔

شارح بخاری، نائب مفتی اعظم ہند حضرت مفتی محمد شریف الحق امجدی رضوی برکاتی قدس سرہ، محدث جلیل حضرت علامہ عبدالشکور مصباحی (دادائے اشرفیہ) محدث کبیر حضرت علامہ ضیاء المصطفیٰ قادری، صدر العلماء حضرت علامہ محمد احمد مصباحی، محقق مسائل جدیدہ سراج الفقہاء حضرت مفتی محمد نظام الدین رضوی مصباحی، نصیر ملت حضرت علامہ محمد نصیر الدین عزیزی مصباحی، حضرت علامہ شمس الہدیٰ رضوی مصباحی، حضرت مولانا عبدالحق رضوی مصباحی، حضرت مولانا اعجاز احمد مصباحی، حضرت مولانا اسرار احمد مصباحی استاذ القراء قاری ابوالحسن مصباحی، قاری مقری جلال الدین صاحب دامت برکاتھم، یہ وہ اسمائے گرامی ہیں جن کے سامنے آپ نے زانوئے تلمذ طے کیا، ان سے اپنی علمی پیاس بجھائی، ان کے شمع سے لو لگا کر اپنی جہان کو روشن کیا۔ حافظ ملت کی بارگاہ سے روحانی فیض بٹورے، یہاں تک کہ ۱۹۹۰ء میں فضیلت، مشق افتا و قرات کی دستار حاصل فرمائی۔ جن کے اساتذہ جلالت علم میں اپنی مثال آپ ہوں پھر سبھوں کی بے پناہ شفقتیں رہی ہوں، بھلا اُن کے خوان علم سے خوشہ چینی کرنے والے کی عظمت شان کیوں قابل رشک نا ہوگی۔ خدا داد ذہانت، اساتذہ کی عنایت اور اپنی محنت واکتساب سے علم وفضل کے ایسے ذروۂ کمال کو پہنچے کہ فقیہ اہل سنت، فقیہ عصر، محقق عصر، جیسے القابات سے متعارف زمانہ ہوئے۔

تدریس: حضرت مفتی صاحب کی تدریسی زندگی بھی منفرد و بے مثال گزری۔ زمانہ طالب علمی ہی سے ذہانت، محنت اور اخلاق و کردار میں عمدگی کے باعث جامعہ اشرفیہ مبارک پور کے شیخ الحدیث محدث کبیر علامہ ضیاء المصطفیٰ قادری کے منظور نظر تھے۔ ایک مقام پر مفتی آل مصطفیٰ مصباحی صاحب خود فرماتے ہیں ''سب سے زیادہ شفقت اور علمی استفادہ کا موقع مجھے محدث کبیر سیدی وسندی علامہ ضیاء المصطفیٰ قادری مدظلہ العالی سے ملا۔'' (اسباب ستہ کی توضیح وتنقیح ص ۱۳۳)

فراغت کے معاً بعد حضرت محدث کبیر نے اپنے قائم کردہ ادارہ جامعہ امجدیہ رضویہ گھوسی مئو میں تدریس وافتا کے لئے آپ کا انتخاب فرمایا۔ ازآں دم تا ایں دم اسی ادارے سے منسلک رہے، اپنی پوری زندگی اسی ادارے میں علمی فیضان لٹانے میں لگادی، یہاں تک کہ مالک حقیقی سے جا ملے۔ اس خصوص میں آپ اپنے اقران میں ممتاز نظر آتے ہیں۔

تدریس کے تئیں آپ کا نظریہ نہ صرف پڑھنے بلکہ عمل کرنے کے قابل ہے۔ آپ فرماتے ہیں ''فقیر اسی اخلاص سے تدریسی وتربیتی امور انجام دے رہا ہے، حصول زر کو کبھی بنیاد نہیں بنایا۔ دوسرے اداروں سے اچھی تنخواہ پر ہمیشہ مدعو کیا گیا مگر درس وتدریس کے لئے اسی ادارے کو ترجیح دی۔ دعا ہے مولی تعالیٰ یہ جذبہ باقی رکھے، اور اس سے بھی زیادہ دین کے تئیں اخلاص عطا فرمائے۔'' (اسباب ستہ، ص ۱۳۵)

تلامذہ: فراغت کے بعد سے ہی اہل سنت وجماعت کی مشہور و معتمد درس گاہ جامعہ امجدیہ رضویہ گھوسی سے تا حیات منسلک رہے۔ اس بتیس سالہ زمانہ تدریس میں ہزاروں تلامذہ کو مقصد حیات عطا کیے ہوں گے، ان تمام تلامذہ کی فہرست سازی جامعہ امجدیہ کے داخلہ رجسٹر سے ہی ممکن ہے مگر جن مایہ ناز تلامذہ کے ناموں تک میری رسائی ہوسکی یہ ہے:

مولانا ڈاکٹر محمد خوشتر نورانی (امریکہ) (۲) مولانا افروز قادری چریا کوٹی (ساؤتھ افریقہ) (۳) مولانا نور عالم صاحب پورنوی (دارالعلوم شاہ عالم گجرات) (۴) مولانا مفتی محمد مبشر رضا ازہر مصباحی پورنوی (بھیونڈی) (۵) مولانا عبدالمبین بہرائچی (جامعہ امجدیہ رضویہ گھوسی) (۶) حضرت مولانا قاضی خطیب عالم مصباحی کٹیہاری (دارالعلوم وارثیہ لکھنؤ) (۷) مولانا عتیق مصباحی ازہری (جلکی بارسوئی) (۸) مولانا محمد عارف القادری (جامعہ امجدیہ رضویہ گھوسی) (۹) مولانا عرفان المصطفیٰ قادری (جامعہ امجدیہ رضویہ گھوسی) (۱۰) مفتی محبوب عالم اشرفی علیمی (دھن گاواں، کٹیہار) (۱۱) مولانا سید شہباز اصدق مصباحی (ساؤتھ افریقہ) (۱۲) مفتی عسجد رضا مصباحی پورنوری (جامعہ طیبہ معینیہ بنارس) (۱۳)) مولانا ابو بکر احمد مصباحی بھدرک اڑیسہ (۱۴) مولانا عبدالمجید مصباحی (سیتامڑھی) (۱۵) مولانا فیضان الہدیٰ گیاوی (۱۶) مولانا ثاقب القادری پورنوی (جامعہ طیبہ معینیہ بنارس) (۱۷) مولانا حبیب اللہ بیگ ازہری مصباحی (جامعہ اشرفیہ مبارک پور (۱۸) مفتی محمد شاہد رضا مصباحی (مرکزی دارالقرات جمشید پور) (۱۹) مولانا ارشاد عالم نعمانی مصباحی

سیتا مڑھی (جامعہ قادریہ بدایوں) (۲۰) محمد حسن رضا پورنوی (۲۱) مولانا کاشف رشید مصباحی (بحر العلوم کٹیہار) (۲۲) مولانا واصف رشید مصباحی (مدرسہ حمیدیہ بالوگنج کٹیہار) (۲۳) مولانا محمد غازی ارمان مصباحی (مدرسہ رکن دین عیدگاہ پیپل گاچھی) (۲۴) مفتی محمد مشتاق احمد امجدی کٹیہاری (از ہری دارالافتاء ناسک (۲۵) مولانا غالب حیدر سعدی کٹیہاری (انٹر کالج کشن گنج) (۲۶) مولانا نفیس القادری امجدی مرادآباد (۲۷) مفتی رحمت علی امجدی نیپال (۲۸) مولانا ناصر رضا امجدی ناسک (۲۹) مولانا آصف جمیل امجدی (گونڈہ) (۳۰) مفتی محمد شاکر رضا امجدی (نادویڑ) (۳۱) مفتی محمد مقصود اختر امجدی (ممبئی) (۳۲) مولانا نوید اختر قادری امجدی سری لنکا (۳۳) مفتی امیر حسن امجدی بلرام پور (۳۴) مفتی محمد احمد امجدی گھوسی (۳۵) مفتی حسان المصطفیٰ امجدی گھوسی (۳۶) مفتی طیب حسن امجدی (سیتامڑھی) (۳۷) مفتی خورشید عالم برکاتی بلرام پوری (جامعہ امجدیہ رضویہ گھوسی) (۳۸) مفتی محمد شمیم اویسی گھوسی (۳۹) مفتی محمد عبدالرحیم گریڈیہہ جھارکھنڈ (۴۰) مفتی محمد اسلم امجدی کشمیر (۴۱) مفتی عبدالرؤف امجدی کشمیر۔ (۴۲) مولانا بدرالحق سلطانی (پورنیہ) وغیرہ

تصنیف وتالیف: حضرت مفتی صاحب قبلہ کی پوری زندگی تدریس کے ساتھ تصنیف و تالیف سے عبارت تھی۔ جہاں آپ نے سیکڑوں با کمال شاگرد پیدا کیے جن کے نور علم سے اسلامی دنیا جگ مگا رہی ہے۔ وہیں درجنوں کتابیں سیکڑوں مضامین، مقالات، تقادیم، تقاریظ، تاثرات ملی وسیاسی تحریرات بھی چھوڑے جن کے اندر علم وہنر کے دُرہائے بیش بہا مکنون ہیں، چند تصانیف یہ ہیں:

(۱) اسباب ستہ کی توضیح و تنقیح (۲) مختصر سوانح صدر الشریعہ علیہ الرحمہ (۳) بیمہ زندگی کی شرعی حیثیت (۴) کنزالایمان پر اعتراضات کا تحقیقی جائزہ (۵) منصب رسالت کا ادب واحترام (۶) حاشیہ فتاوی امجدیہ چہارم (یہ حاشیہ بہت ہی وقیع ہے) (۷) حاشیہ توضیح عربی: درجہ سابعہ میں اصول فقہ کی داخل نصاب کتاب توضیح کا عربی حاشیہ رقم فرمایا جو پہلے پہل مجلس برکات جامعہ اشرفیہ مبارکپور سے شائع ہوکر داد وتحسین حاصل کر چکا ہے۔ ابھی حال ہی میں اس کی دوسری اشاعت بیروت لبنان سے ہو چکی ہے۔ (۸) روداد مناظرہ بنگال (۹) بچوں اور بچیوں کی تعلیم و تربیت کے اصول (۱۰) نقشہ دائمی اوقات صلوٰۃ برائے گھوسی (۱۱) نقشہ دائمی اوقات صلوٰۃ برائے بارسوئی بازار و مضافات (۱۲) ترجمہ و تقدیم مواہب ارواح القدس لکشف حکم العرس (مصنفہ ملک العلماء علامہ ظفر الدین بہاری) (۱۳) ترجمہ وتقدیم فقہ شہنشاہ بان القلوب بید المحبوب بعطا اللہ المعروف بہ شہنشاہ کون؟ (از امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ)

ان تصانیف کے علاوہ مضامین ومقالات کی تعداد تقریبا دو سو سے زائد ہے جو ملک و بیرون ملک کے رسائل و جرائد میں شائع ہوتے رہے، جن رسائل میں آپ کے مضامین کو نمایاں جگہ ملتی ان میں سے چند یہ ہیں:

ماہنامہ اشرفیہ مبارک پور، ماہنامہ کنزالایمان دہلی، ماہنامہ سنی آواز ناگپور، ماہنامہ تجلیات رضا بریلی شریف، ماہنامہ سنی دنیا بریلی شریف، ماہنامہ اعلیٰ حضرت بریلی شریف، ماہنامہ معارف رضا کراچی پاکستان، ماہنامہ نور مصطفیٰ پٹنہ، ماہنامہ استقامت کانپور، ماہنامہ نوائے حبیب کلکتہ، ماہنامہ قاری دہلی، سہ ماہی الحبیب دھام نگر اڑیسہ، سہ ماہی جام حضوری سریاں، اعظم گڑھ، ماہنامہ مظہر حق بدایوں، سہ ماہی غوث العالم کچھوچھ شریف، سہ ماہی الکوثر سہسرام، ماہنامہ جام نور دہلی، روزنامہ آواز ملک وارانسی، سہ ماہی احساسات سکھٹی، مبارکپور، سالنامہ اہل سنت کی آواز مارہرہ مطہرہ، افکار رضا ممبئی، روزنامہ راشٹریہ سہارا لکھنؤ، روزنامہ قومی آواز پٹنہ، سہ ماہی رفاقت پٹنہ۔ وغیرہ

فتوی نویسی: اسلامیات کے جملہ فنون میں فقہ سب سے کٹھن فن ہے۔ اجتہادانہ صلاحیت جو دماغ کے کمال کی سب سے اونچی سیڑھی ہے، ایسی صلاحیت کے بغیر فقہ میں مہارت ممکن نہیں، منطق وفلسفہ کی پر پیچ وادیاں بھی فقہ کی پیچیدگیوں کے سامنے اپنی مسافت ناپنے میں مجبور ہو جاتی ہیں، مفتی آل مصطفی مصباحی کا خصوصی میدان علم فقہ ہی تھا۔ نئے مسائل کی کھوج اور اُن کے حل کی صلاحیت مفتی صاحب قبلہ کے اندر بدرجہ اتم موجود تھیں، ان کے فقہی مقالات اس پر شاہد عدل ہیں۔

جامعہ امجدیہ رضویہ گھوسی میں نہ صرف تدریس کے فرائض نبھاتے، شعبہ تخصص فی الفقہ کی نگرانی اصول افتا کی تدریس، فن افتا کی مشق وترتیب کے علاوہ فتوی نویسی کی ذمہ داری بھی آپ کے دوش توانا پر تھی۔ ہزاروں فتاوے ہیں جو آپ کے نوک قلم سے صادر ہوئے، سیکڑوں فتاوی تو ایسے تھے جن پر شارح بخاری مفتی شریف الحق امجدی قدس سرہ کی تصدیق وتائید تھی، جو کہ گردش ایام سے خرد برد ہو گئے۔ آپ کے فتاوی قدر کی نگاہ سے دیکھے جاتے، چوٹی کے فتاوی میں آپ کے

فتاوے بھی شامل تھے، کئی سال تک ماہنامہ جام نور دہلی کے مستقل کالم ''شرعی عدالت'' میں آپ کے فتاوے شائع ہوتے رہے۔

مجلس شرعی: مجلس شرعی اشرفیہ مبارکپور کے آپ ایک باوقار اور مستقل رکن تھے، یہاں کے تقریباً تمام فقہی سمیناروں میں آپ کی باوزن شرکت رہتی، سوال نامہ کی ترتیب، خلاصہ جوابات کی ذمہ داری بھی آپ کے سپرد کی جاتی۔ ناچیز (محمد شہروز کٹیہاری) کی کئی سیمناروں میں شرکت رہی، قضا وحدود قضا، تقلید غیر کب جائز، بیع استصناع کا شرعی حکم جیسے موضوعات پر باضابطہ مقالے بھی شامل رہے، کئی بار ایسا ہوا کہ مفتی آل مصطفی مصباحی اپنی کوئی رائے رکھتے، علما کی گرما گرم بحث کے دوران آپ کی پست آواز ناقابل شنید ہو جاتی تو محقق مسائل جدیدہ مفتی محمد نظام الدین رضوی مصباحی مائک تھام کر فرماتے کہ آپ حضرات خاموش ہو جائیں، مفتی آل مصطفےٰ مصباحی صاحب کچھ فرما رہے ہیں، ان کی باتوں کو غور سے سنیں۔ گویا آپ کی رائے کی قدر کی جاتی۔

مجمع الفقہ الاسلامی دھلی: اس مجمع کے تین سیمیناروں میں اہل سنت وجماعت کی نمائندگی کے طور پر آپ نے شرکت فرمائی۔ آپ کے کئی مقالے مجلہ فقہ اسلامی میں بھی شائع ہو چکے ہیں، چند موضوعات یہ ہیں (۱) ضرورت وحاجت کی توضیح وتنقیح (۲) اسلام کا نظریہ عشر وخراج اور اراضی ہند و پاک کی شرعی حیثیت (۳) مشینی ذبیحہ کا شرعی حکم (۴) نکاح بالشرط کا حکم (۵) رف وعادت کی اہمیت اور ان کے معتبر ہونے کے اصول وشرائط۔ وغیرہ

فقہ اسلامی کے سیمنار میں آپ کی شریت محض رسمی نہیں ہوتی بلکہ بہت حد تک موثرانہ رہتی۔ مسلم یونی ورسٹی علی گڑھ میں جب فقہ اسلامی کا سیمنار منعقد تھا، اس میں آپ کا رول کیا تھا خود اُن کے قلم سے پڑھیے، فرماتے ہیں۔ ''جمع شدہ مقالوں کے ایک خاص محور (مرض کی تعریف وتحقیق) پر تلخیص اور اپنی تحقیقی رائے کے اظہار کی مجھ سے فرمائش کی گئی تھی، مقالوں کی تلخیص اور میری رائے کو شرکائے سیمنار نے بہت پسند کیا اور میری رائے جو اکثر لوگوں کی رائے سے مختلف تھی کی تائید کی، خصوصا دمشق سے آئے عالم وفقیہ علامہ وھبہ زہیلی حنفی مصنف،، الفقہ الاسلامی و ادلہ،، نے میری رائے کی بھرپور تائید کی اور ملاقات کے دوران عربی زبان میں تحسین وتبریک کے کلمات کہے۔ یہ سنی عالم دین ہیں، فقہ اور اصول فقہ میں گہری نظر رکھتے ہیں۔ ان تینوں سیمناروں میں زیر بحث مسائل کے آخری حل کے لئے اہم اور بالغ نظر مندوبین کی جو خصوصی ٹیم بنائی گئی، اس میں مجھے بھی ضرور شامل رکھا۔'' (اسباب ستہ ص ۱۴۳)

شرعی کونسل بریلی شریف: تاج الشریعہ حضرت علامہ اختر خان ازہری میاں قدس سرہ کی زیر نگرانی شرعی کونسل بریلی شریف کے پہلے سیمنار میں، مقالات کے ساتھ شریک ہوئے، جس میں چلتی ٹرین پر نماز کا حکم، نماز میں لاوڈ اسپیکر کا استعمال اور تراویح میں اجرت جیسے موضوعات شامل بحث تھے۔

فقھی سمینار بورڈ دھلی: اس کے پانچوں سیمیناروں میں آپ کی شرکت رہی، تقریباً ایک درجن سے زائد مسائل زیر بحث آئے۔

مجلس شرعی فیصل بورڈ: اس فیصل بورڈ کی نشست مرکزی دارالافتا بریلی شریف میں رکھی گئی تھی۔ ۲۰۰۱ء میں یہ بیٹھک رکھی گئی تھی، تاج الشریعہ علامہ اختر رضا خان ازہری میاں قدس سرہ میزبانی کے فرائض انجام دے رہے تھے، حضرت مفتی آل مصطفےٰ نور اللہ مرقدہ بھی اس میں مدعو تھے۔

تاج الفحول سیمینار: خانقاہ قادریہ بدایوں کے زیر انتظام یہ سیمینار منعقد ہوا تھا۔ اس میں آپ بھی شریک تھے۔ حضرت تاج الفحول کی زندگی کے چند گوشے، آپ کے مقالہ کا عنوان تھا۔

تذکرہ اسلاف سیمینار: ادارہ افکار حق بائسی کے زیر اہتمام یہ سیمینار منعقد ہوا تھا، اس سیمینار کے بنیاد کاروں میں خود آپ بھی شامل تھے، محدث اعظم ہند کی علمی وفکری کارناموں پر آپ نے خامہ فرسائی کی تھی، یہ مقالہ بہت پسند کیا گیا تھا۔

اصلاح معاشرہ سیمینار: ۔الجامعۃ الاشرفیہ سکھٹی مبارکپور کی جانب سے یہ سیمینار رکھا گیا تھا، اس سیمینار میں بھی آپ مقالہ کے ساتھ شریک ہوئے تھے۔ ''اصلاح معاشرہ کے چند بنیادی اصول'' آپ کا عنوان تھا۔

صدر الشریعہ سیمینار: صدر الشریعہ علیہ الرحمہ مصنف بہار شریعت کے پچاسویں عرس کے موقع پر گولڈن جبلی کا انعقاد کیا گیا۔ اس میں صدر الشریعہ علیہ الرحمہ کی حیات وخدمات پر سیمینار ہونا طے پایا۔ اس سیمینار کے مقالات کی تہذیب وترتیب میں آپ کی وافر خدمات شامل تھی، جملہ مقالات کو ''صدر الشریعہ۔ حیات وخدمات'' کے نام سے شائع بھی کیا گیا۔

سون بھدر سیمینار: جامعہ قادریہ دودھی ضلع سون بھدر میں نصیر ملت حضرت علامہ نصیر الدین عزیزی مصباحی استاذ جامعہ اشرفیہ مبارک پور کی سرپرستی میں یہ سیمینار منعقد ہوا تھا، قضا ومتعلقات قضا پر بحث ہوئی تھی، اس میں آپ نے طویل مقالہ پیش فرمایا تھا۔

وعظ وتقریر: خطابت کی طرف آپ کی توجہ نہیں تھی مگر ضرورت پڑنے پر گریز بھی نہیں فرماتے تھے، خاص کر جب کوئی بد مذہب اپنی تقریر سے بد مذہبی پھیلانے کی کوشش کرتا، آپ اپنی جوابی تقریر سے اس کی سرکوبی ضرور فرماتے۔ گھوسی، محمد آباد، اعظم نگر کٹیہار وغیرہ میں مولوی طاہر گیاوی اور مولوی عبد المالک بھوجپوری وغیرہ کی تردید میں آپ نے گھنٹوں خطاب فرمایا ہے، جس کا ذکر خود آپ نے ایک انٹر یو میں فرمایا۔ ناچیز محمد شہروز کٹیہاری کو حضرت کے تین خطاب سننے کا موقع ملا۔ مولانا غازی ارمان ریان پوری کے گھر میں دستارِ فضیلت پر خوشی کی محفل سجائی گئی تھی۔ اس میں آپ کا خصوصی خطاب ہوا تھا، حضرت کے خطاب سے قبل ۲۰ بیس منٹ کی تقریر ناچیز کی بھی ہوئی تھی۔ سیمانچل میں جوشیلی اور مزاحیہ تقریر سننے کا مزاج ہے اس لئے مفتی صاحب کی تقریر کو وہ اہمیت (پذیرائی) نہیں ملی، جو ملنی چاہئے تھی، جبکہ اس طرح کی تقریریں مشکل سے سننے کو ملتی ہیں۔

دوسری تقریر مراد آباد میں سننے کا موقع ملا۔ قائد اہل سنت حضرت علامہ سید محمود اشرفی جیلانی کی قیادت میں علما و مشائخ بورڈ کی جانب سے مراد آباد میں عظیم الشان سنی کانفرنس منعقد ہوا تھا، کھلے پنڈال میں لاکھوں سامعین تھے، تو طویل عریض اسٹیج پر سیکڑوں علما و مشائخ بیٹھے تھے۔ ناچیز اس وقت مدرسہ اجمل العلوم سنبھل مراد آباد میں تدریسی فرائض کی انجام دہی پر مامور تھا۔ اس لئے اسٹیج پر مجھے بھی جگہ مل گئی، ورنہ مجھ جیسوں کے لئے اسٹیج میں گنجائش نہیں تھی، بہر کیف مفتی آل مصطفی مصباحی قدس سرہ کو علم کی فضیلت کا عنوان متعین کر کے ۲۰ منٹ کا وقت بھی متعین فرما دیا گیا۔ حضرت کی تقریر کے دوران سبھی علما اپنا رخ مفتی صاحب کی طرف کیے ہوئے تھے، اور خاموشی سے تقریر سماعت فرما رہے تھے، اسٹیج پر سناٹا تھا، ہر طرف سکوت ہی سکوت کا ماحول تھا، جوں ہی مفتی صاحب نے **وما علینا الا البلاغ** پر اپنی گفتگو ختم کی، پورے اسٹیج سے سبحان اللہ، ماشاء اللہ کا شور بلند ہو گیا۔

تیسری اور آخری بار ابھی حال ہی میں رمضان المبارک کی پہلی جمعہ تھی، بارسوئی میں مصطفی جامع مسجد معروف بہ چھوٹی مسجد میں نماز جمعہ کے لئے حاضر ہوا تو حضرت خطاب فرما رہے تھے، ۲۵ منٹ گفتگو روزہ کی فضیلت پر فرمائی تھی، اخیر میں فرمایا تھا کہ ”کچھ کریں نا کریں پر اپنی اپنی استطاعت کے مطابق کم از کم ایک افطار کا انتظام دوسروں کے لئے ضرور کریں“ مجھے یہ جملہ تقریباً من وعن یاد ہے، کیونکہ میں اس جملہ سے بہت متاثر تھا۔ دوسری جمعہ میں بھی خطاب کے لئے گھر سے بارسوئی آنے کا وعدہ فرمایا تھا مگر تب تک کرونا کی وجہ سے لاک ڈاؤن لگ چکا تھا۔

اللہ تعالیٰ کروٹ کروٹ حضرت کو جنت نصیب فرمائے آمین بجاہ النبی الکریم

☆☆☆

☆موہنا، چوکی، کدوا، کٹیہار، بہار

نماز پڑھیں جس میں ذکر الٰہی، ذکر رسول، دعائے مغفرت اور تلاوت قرآن سب کچھ ہے

قادری مسجد دار القلم میں منعقد شب برات کی سالانہ نورانی محفل میں مفتی محمد نظام الدین رضوی مصباحی اور مولانا فیضان احمد نعیمی کا خطاب

ہوشیار منگتا وہی ہوتا ہے جو دینے والے کی شان کو پہچانتا ہو، وہی کرے اور وہی بولے جو دینے والے کو پسند ہو۔ خدا کا شکر ہے کہ ہم میں سے اکثر جانتے ہیں کہ ہمارا رب کیا پسند کرتا ہے اور کیا نہیں پسند فرماتا ہے اور یہ بھی جانتے ہیں کہ وہ اپنے ذکر سے زیادہ اپنے حبیب اور محبوب کے ذکر کو پسند فرماتا ہے، اس لئے امام الانبیاء حبیب ومحبوب رب العالمین پر ہمیں خوب صلوۃ وسلام پیش کرنا چاہیے۔ شب برات کی عرفانی روحانی نورانی محفل میں قادری مسجد دار القلم دہلی کے نمازیوں اور شب بیداروں سے خطاب کرتے ہوئے مفتی محمد نظام الدین رضوی مصباحی نے یہ کلمات فرمائے اور کہا کہ نمازوں کی پابندی کریں اور آج قضا نمازوں کو ادا کریں کیونکہ نماز میں ذکر الٰہی، ذکر حبیب، دعائے مغفرت اور تلاوت قرآن سب کچھ ہے۔ قادری مسجد کے مؤذن قاری نوید رضا نے تلاوت کی، مولانا امجد رضا علیمی نے نعت خوانی کی اور قادری مسجد کے امام وخطیب مولانا فیضان احمد نعیمی نے تفصیلی خطاب میں بتایا کہ شب قدر، شب برات، شب عیدین، شب عید میلاد النبی اور شب معراج وغیرہ میں کس کو فائدہ ہوتا ہے اور کون لوگ نقصان ہی میں رہتے ہیں، اسی لئے اچھوں کے ساتھ رہنے اور سچوں کے نقش قدم پر چلنے کی دعائیں کرتے رہنا چاہیے۔ حافظ فرحان رضا برکاتی نے صلوۃ وسلام پڑھا پھر مفتی صاحب کی دعاؤں پر محفل ختم ہوئی۔

رپورٹ: حافظ غلام معین الدین امجدی، کشی نگری

پس منظر

تکثیری معاشرے میں بقائے باہم کا مسئلہ

محمد مظفر حسین★

لفظ تکثیریت کی لغوی تعریف واصطلاحی معنی ومفہوم:

تکثیریت کثرت سے ماخوذ ہے جس کے معنی زیادتی، بہتات اور فراوانی کے ہوتے ہیں اور جدید اصطلاحی معنوں میں مختلف ثقافتوں، تہذیبوں، عادت واتوار اور رویوں کا ایک وحدت میں ضم ہونے کو تکثیریت کہا جاتا ہے۔ گویا تکثیریت ایک ایسا نظریہ اور ذہنی رویہ ہے جو کسی حقیقت کی ایک سے زیادہ تشریحات کے امکانات پر زور دیتا ہے۔

یہ بذات خود ایک وسیع اصطلاح ہے جو ہر شعبہ زندگی میں اس کے معنی ومفہوم کو بیان کرنے کی کوشش کی گئی ہے کیوں کہ تنوع اور انفرادیت اللہ تعالی کی تخلیق کی ایک اہم خصوصیت رہی ہے یہی وجہ رہی ہے کہ ہر انسان کی شکل وصورت مختلف ہونے کے ساتھ ساتھ اس کی طبیعت میں نرمی اور سختی کے آثار بھی نمایاں ہوتے ہیں۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ انسانوں کے درمیان گونا گوں اختلافات پائے جاتے ہیں۔ رنگ، نسل، زبان، علاقہ، تہذیب وتمدن، معاشرت، عقیدہ، مذہب، کسی معاملے میں وہ یکساں نہیں ہیں بلکہ ان سب پہلوؤں سے ان میں نمایاں فرق پایا جاتا ہے۔ ان اختلافات کو نظر انداز کرنے، انھیں گوارا کرنے اور ان کے باوجود مل جل کر رہنے اور پُر امن طریقے سے زندگی گزارنے کو موجودہ دور کی ایک اہم قدر قرار دیا جارہا ہے۔ اس کے لئے ایک اصطلاح ''PLURALISM'' کی وضع کی گئی ہے۔ اردو میں اس کا ترجمہ 'کثرتیت' یا 'تکثیریت' کیا جاتا ہے۔ ریفرنس آکسفورڈ ڈکشنری میں PLURALISM کا یہ مفہوم بیان کیا گیا ہے:

The existence or toleration in society of a number of groups that belong to different races or have different political or religious belief.

تکثیریت سے مراد ہے کسی سماج میں ایسے متعدد گروہوں کی موجودگی اور ان کے درمیان رواداری جو مختلف نسلوں سے تعلق رکھتے ہوں یا مختلف سیاسی تصورات یا مذہبی عقائد کے حامل ہوں۔

برٹانیکا ریفرنس انسائیکلوپیڈیا میں اس کی یہ تشریح کی گئی ہے:

Pluralism assumes that diversity is beneficial to society and that the disparate functional or cultural groups of which society is composed including religious, trade unions, professional organisations and ethnic minorities should be autonomous".

تکثیریت کا مفروضہ یہ ہے کہ تنوع سماج کے لئے مفید ہے۔ چنانچہ سماج کے مختلف طبقات یا تہذیبی اکائیوں کو جن میں مذہبی گروہ، ٹریڈ یونینس، پیشہ ورانہ انجمنیں اور نسلی اقلیتیں شامل ہیں۔ حق خود اختیاری حاصل ہونا چاہیے۔

تعارف: اللہ تبارک وتعالیٰ نے جس طرح سے اس کائنات کو خوبصورت اور رنگا رنگ بنایا ہے اسی طریقے سے انسانی اذہان اور انسانی معاشرے کو بھی بہت رنگا رنگ بنایا ہے، رنگ کے اعتبار سے نسل کے اعتبار سے الگ الگ گروہ وجود میں آئے ہیں اور اگر اس طرح کے کئی گروپ ایک ساتھ جمع ہو جائے تو اس کو تکثیری معاشرہ یا پلورلسٹک سوسائٹی کہتے ہیں اس وقت دنیا بھر میں انسانی معاشرہ جو ہے وہ اسی طرح کا ملا جلا معاشرہ ہے۔ مختلف رنگوں، نسلوں، مذہبوں کے لوگ ایک ساتھ رہتے ہیں اور جب مختلف مذہب، ثقافت ونسل کے لوگ ایک ساتھ رہتے ہیں تو اُن میں کئی مرتبہ آپس میں اختلاف بھی ہوتے ہیں، تناو، کشمکش ہوتا ہے اسی لئے عمرانیات کے ماہرین نے معاشرہ کی اِس کیفیت پر گفتگو کی اور اس اختلاف وکشاکش کو کم کرنے کے لئے بہت سی تجاویز دی ہیں۔

پلورلسٹک سوسائٹی یا تکثیری معاشرے کا وجود میں آنا یہ فطری بات ہے لیکن یہ معاشرہ کیسے پر امن بنا رہے، لوگوں میں خلفشار نہ ہو، کیسے سب کے حقوق محفوظ رہیں اس کے لئے بڑی تدابیر کی گئی ہیں پچھلے زمانے کا ماحول تدابیر سے خالی ہے۔ ایک کہاوت مطابق ''جس کی لاٹھی

اس کی بھینس‘‘، جو طاقت ور ہوتا اُسی کی چلتی تھی، لیکن یہ مختلف تہذیبوں اور نسلوں کے ساتھ لوگ بھی زندہ رہیں اور یہ رنگا رنگی سماج بھی باقی رہے۔ اس کے لئے تمام نئے پرانے تجربات کی روشنی میں دو اہم نقشہ کھینچا گیا ہے کہ اس طرح کا معاشرہ بہتر طریقے سے چل سکتا ہے۔ اس تکثیری معاشرہ کے بقائے باہم کے لئے دو اہم نظریے پائے جاتے ہیں ایک نظریہ جسے پگھلنے کے برتن (ملٹنگ پوٹ) کا نظریہ کہا جاتا ہے اور دوسرا نظریہ وہ ہے جسے سلاد کے برتن (سلاد باؤل) کا نظریہ کہا جاتا ہے۔

ایک طبقے کا کہنا ہے کہ معاشرہ تو مختلف عناصر سے مل کر بنتا ہے انہوں نے اس کو شربت کے برتن سے تشبیہ دی ہے کہ جس میں مختلف جڑی بوٹیاں ومختلف عناصر ہوتے ہیں لیکن وہ سب مکس ہو کر ایک رنگ ہو جاتے ہیں۔ ان میں تمام عناصر کی لذت وخوشبو تو پائی جاتی ہے لیکن ان کا ایک وجود ہوتا ہے۔ ایسا معاشرہ ہونا چاہیے تب بقائے باہم ہوگا تب آپس میں اختلاف وتناؤ نہیں ہوگا، گویا کہ ایک تہذیب کا غلبہ ہو جائے تو ایک نئی تہذیب بن جائے گی۔ یہ جدید مفکرین کی رائے ہیں اور صرف مفکرین وفلاسفر کی رائے نہیں بلکہ کئی ممالک اس طریقے پر چل رہے ہیں۔ فرانس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ اس کو اپنی تہذیب بہت عزیز ہے وہ دوسرے لوگوں کو اپنے یہاں خیر مقدم تو کہتا ہے لیکن ان کا کہنا ہے کہ جب کوئی ہمارے یہاں آئے تو وہ ہماری تہذیب میں ضم ہو جائے، ہماری اقدار کو اختیار کرے ہمارے یہاں جو یک رنگی تہذیب ہے اس میں ڈھل جائے۔ اس لئے اس ’’تکثیری معاشرہ‘‘ کے لئے ان فلاسفروں کی رائے زیادہ سوٹ کر رہی ہے اسے ایک رنگ میں رنگنا چاہیے اور اُس کے لئے کوششیں بھی کی جا رہی ہیں۔ (۱)

دوسرا طبقہ کہتا ہے کہ معاشرہ ایک سلاد کی پلیٹ کی طرح ہونا چاہیے پلیٹ ایک ہو لیکن اس میں کھیرا، ٹماٹر، گاجر، زیتون وغیرہ جو بھی ہو اُن سب کی اپنی شناخت باقی ہو اُن کا رنگ پہچانا جائے اور ان کی لذت پہچانی جائے، آدمی کو یہ اختیار ہو کہ اس میں کیا چوز کرے اور کیا نہ کرے ایسا ہونا چاہیے۔ اس رائے کے زیادہ لوگ قائل ہیں اور وہ زیادہ تر جمہوری ممالک میں اس بات کا دعوی کیا جاتا ہے کہ اس طرح کا معاشرہ ہونا چاہیے جس میں ہر اکائی کا تحفظ باقی رہے، ہر اکائی کی پہچان باقی رہے۔ (۲)

بقائے باہم کے تعلق سے اسلام کا نظریہ:

تکثیری معاشرہ کے اس سلسلے کے بارے میں اسلام کا موقف کیا ہے اس کا جاننا بے حد ضروری ہے، اس وقت دنیا میں تہائی آبادی مسلمانوں کی ہے اور زیادہ تر ممالک میں مسلمان اقلیت کی زندگی بسر کر رہے ہیں اسلام کا ایسے ’’تکثیری معاشرہ‘‘ میں جینے کا رہنے کا کیا نظریہ ہے کیا موقف ہے وہ بالکل واضح ہے کسی سے پوشیدہ نہیں۔ مذہب اسلام کا آغاز جب اور جہاں کہیں بھی ہوا پہلے تو یہ اقلیت میں ہی تھا جتنے بھی انبیائے کرام آئے، سب نے اپنے دین کا تعارف کروایا تو وہاں پہلے سے کوئی تہذیب تھی پہلے سے کوئی دین تھا۔ ان کو بتایا کہ حق یہ ہے اور اللہ کی مرضی یہ ہے۔ تمام انبیائے کرام نے دعوت کا آغاز ایسے ہی حالات میں کیا۔

اللہ کے نبی ﷺ نے مکہ معظمہ میں جب دین کی دعوت پیش کی تو ایک نئی تہذیب کا تعارف ہوا اُس اقلیت کے ساتھ وہاں کے لوگوں نے جو سلوک کیا اُس سے ہم سب بخوبی واقف ہیں اللہ کے نبی نے دیکھا کہ جب ان کے اصحاب کے ساتھ ظلم ہو رہا ہے تو آپ نے حبشہ کی طرف ہجرت کا حکم دیا وہاں عیسائی مذہب کا غلبہ تھا، وہاں اسلام اور عیسائیت کا تعارف ہوا، ایک ساتھ مل کر رہے اللہ کے نبی نے جب مکہ سے مدینہ آئے تو مدینہ میں آپ نے اسلامی اسٹیٹ قائم کیا مدینہ میں بھی الگ الگ مذاہب وثقافت وتہذیبوں کے لوگ رہتے تھے اللہ کے نبی ﷺ نے اس عظیم وتکثیری معاشرہ کی بقائے باہم کے لئے سب لوگوں کے عزت وتحفظ کے لئے باقاعدہ ایک مثالی معاشرہ کی بنیاد ڈالی۔ میثاق مدینہ کے نام سے اللہ کے نبی ﷺ نے تمام قبائل کے لوگوں کو جمع کیا، کہا کہ اسلام یہ ہے اور اس کا مقصد یہ ہے لیکن اگر آپ اپنے مذہب میں رہنا چاہتے ہیں تو آپ کو اپنے مذہب میں رہنے کی پوری آزادی ہے، آپ کے جان ومال اور حقوق کا تحفظ کیا جائے گا۔ اللہ کے نبی کے بعد اسلام تیزی کے ساتھ پھیلتا رہا، خلفائے راشدین اور بعد کے ادوار میں اسلام کو اور بھی وسعت ملی لیکن ان ادوار کا مطالعہ کریں تو اندازہ ہوگا کہ اسلام کو بہت سے تہذیبوں سے واسطہ پڑا یہ تہذیبیں اسلام کے دائرے میں آئیں انہوں نے اپنے آپ کو بہت محفوظ جانا۔ یہودی مؤرخین ومصنفین اپنی تاریخ کا جب وہ مطالعہ کرتے ہیں مختلف حکمرانوں کے زیر نگیں وہ لوگ رہے ہیں ان مؤرخین کا کہنا ہے کہ وہ اپنے آپ کو سب سے زیادہ محفوظ مسلمانوں کے درمیان پاتے ہیں۔ اسلام کا موقف اس تکثیری معاشرہ کے سلسلے میں بہت واضح ہے وہ

موقف واضح اس طرح ہے کہ وہ جس چیز کا نام اسلامی عقیدہ ہے، اسلامی عبادت ہے، اسلامی فرائض ہیں، اسلامی شعائر ہیں جس نے ان کو مان لیا اب پورے اخلاص کے ساتھ اس کی تابعداری کریں اس میں کوئی کمپرومائز نہیں کوئی سمجھوتا نہیں لیکن جس جغرافیائی بودوباش میں بندہ رہتا ہے وہاں کا رہن سہن کیا ہے، کھان پان کیا ہے، لباس کیا ہے، شادی بیاہ کے رسومات کیا ہیں، اس میں اسلام نے بہت اطمینان کے ساتھ آزادی دی ہے۔ اگر اس میں دینی احکام کے بارے میں کوئی خلاف ورزی نہیں ہے تو وہ اس کے ساتھ مل کر رہ سکتے ہیں سماج میں تنوع اور انفرادیت اللہ تعالی کی تخلیق کی ایک اہم خصوصیت رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

ومن آیاته خلق السموت والأرض واختلاف ألسنتكم وألوانكم إن في ذلك لآيات للعالمين۔ (روم:۲۲)

ترجمہ: اس کی نشانیوں میں سے آسمان وزمین کی تخلیق، تمہاری بولیوں اور رنگوں کا اختلاف ہے، یقیناً اُس میں جاننے والوں کے لئے نشانیاں ہیں۔ دوسری آیت میں ارشاد فرمایا: ولو شاء الله لجعلكم أمة واحدة ولكن يضل من يشاء ويهدي من يشاء، و لتسئلن عما كنتم تعملون۔ (یونس:۹۹) ترجمہ: اگر اللہ تعالی چاہتا تو تم لوگوں کو ایک ملت بنادیتا؛ لیکن جس کو چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے گمراہ کردیتا ہے اور جو کچھ تم کرتے ہو اُس کے بارے میں تم سے ضرور پوچھا جائے گا۔ ایک اور آیت میں فرمایا: لكل جعلنا منكم شرعة ومنهاجا ،ولو شاء الله لجعلكم أمة واحدة و لكن ليبلوكم في ما آتاكم ،فاستبقوا الخيرات۔ (مائدہ:۴۸)

ترجمہ: تم میں سے ہر ایک کے لئے ایک دستور اور طریقہ بنایا اور اگر اللہ چاہتا تو تم کو ایک قوم بنادیتا؛ لیکن (اس نے ایسا نہیں کیا) تاکہ وہ تم کو آزمائے اس میں جو تم کو عطا کیا، لہٰذا خیر کے کاموں میں سبقت کرو۔ مذکورہ بالا آیات مسلمانوں کو تعلیم دیتی ہیں کہ وہ دوسرے مذاہب کے ماننے والوں کے ساتھ امن وسلامتی سے زندگی بسر کریں۔

خلاصہ:

قبائل میں رنگوں، علاقوں نسلوں وغیرہ کا فرق ہونا یہ ایک فطری بات ہے۔ اسلام اس بات کی پوری آزادی دیتا ہے کہ بندہ جس خطے یا علاقے میں رہتا ہے وہاں کے جو بودوباش ہے اس کو اختیار کرسکتا ہے۔ اسلام اس شربت والے نظریہ کا قائل نہیں کہ تمام تہذیبوں، مذہبوں کو ایک ہی رنگ میں ضم کردیے جائیں اس نظریے کو نہ وہ اپنے لئے پسند کرتا ہے اور نا ہی دوسروں کے لئے پسند کرتا ہے۔ اسلامی تعلیمات میں سب لوگوں کو یہ آزادی ملی ہوئی ہے کہ انسان جہاں کہیں بھی رہے ایک ہوکر رہے، ایک دوسرے سے استفادہ کرے۔ مسلمانوں نے بے شمار علوم غیر مسلموں سے سیکھے ہیں اس تکثیری معاشرہ اور غیر مسلموں سے میل جول کی وجہ سے سیکھے ہیں۔ اسلامی حکومتوں میں بہت سے علوم کی کتابیں جو غیروں کے ہیں ترجمے کیے گئے ان کی کتابوں سے استفادہ کیے گئے۔ بقائے باہم کے لئے اسلام کا نظریہ بالکل واضح ہے لیکن مسلمان بحیثیت امت مسلمہ جہاں کہیں بھی ہو وہ غالب ہو یا مغلوب، اکثریت ہو یا اقلیت میں اس سلسلے میں اسلام نے اس کے کیا کردار چاہا ہے اور وہ کردار بہت واضح ہے۔ اسلام نے یہاں مسلمانوں کو مخاطب کر کے یا ایہا الناس نہیں کہا ہے بلکہ یہاں مخاطب کر کے کہا كنتم خير امت کہ اللہ نے تم کو تمام انسانوں میں خیر امت کی حیثیت سے منتخب کر لیا ہے۔ تمہاری حیثیت اسلام کے نمائندہ کی ہے، عام آدمی کی طرح تم نہیں ہو تم نے ایک خاص دین کو، خاص رسول کو ایک خاص اطاعت کو مانا ہے اس کی جو چاہت ہے تمہارے رویوں سے اس کی اطاعت ہونی چاہیے تمہارا رویہ اس میں یہ اپیل ہونی چاہیے کہ دوسروں کے لئے اس میں کشش ہو۔

اقلیتی معاشرہ میں دین کی حفاظت اس طریقے سے کی جائے گی کہ انفرادی طور پر اپنے دین پر قائم رہے اس کی مساجد محفوظ رہے اس کے پرسنل لا محفوظ رہے اس کو تعلیم کا دعوت کا تبلیغ کا حق حاصل ہو ممالک کے آئین میں جو حقوق دیے گئے ہیں وہ حقوق برقرار رہیں اور اگر ایسے حالات پیدا ہو جائے کہ اس کو دیے گئے حقوق بھی سلب کرنے کی کوشش ہو رہی ہو تو اسلام اس وقت نصرت چاہتا ہے امت مسلمہ سے مدد کی امید کرتا ہے کہ وہ ان معاشروں کی بحالی کے لئے کوشش کریں وہ ان حقوق کو حاصل کرنے کی کوشش کرے جو حقوق سلب کر لئے گئے ہیں جو راستے ان کے لئے ہموار تھے نہ ہموار کر دیے گئے ہیں اس کی ہمواری کی کوشش کرے اسلام نے اپنے ماننے والوں کو جہاں یہ حکم دیا ہے وہیں عام لوگوں کو مخاطب کر کے کہا کہ لا اکراہ فی الدین تمام لوگوں کے لئے اسلام میں یہ جبر نہیں کہ وہ لازمی طور پر دین اسلام میں داخل ہو اگر کوئی آدمی اپنے مرضی پر اپنے دین میں رہنا چاہتا ہو تو وہ رہ سکتا ہے

اور یہ اختیار قرآن مجید میں ہے۔

ایک اہم بات جب بھی ہم اس آیت کا حوالہ پیش کرتے ہیں تو اتنا ہی کر کے چھوڑ دیتے ہیں کہ دین میں کوئی جبر نہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے حق اور باطل کو بالکل واضح کر دیا ہے۔حق اور باطل کے واضح ہو جانے کے بعد جس نے اللہ کے راستے کو اختیار کیا، اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑا، اب وہ اللہ کی امان میں ہے، اللہ اس کو دیکھ رہا ہے اللہ اس کو سن رہا ہے۔ حق و ناحق یہ دونوں چیزیں ہیں اگر کوئی آدمی جان بوجھ کر باطل کو اختیار کر رہا ہے تو حق کے امین کو حق کے امانت دار کی یہ ذمہ داری ہے کہ اس حق کو ان تک پہنچائے۔خیر امت کا ٹائٹل اس لئے دیا گیا ہے کہ معروف کو پا کر صرف سینے میں سمٹ کر نہیں رکھنا ہے بلکہ معروف کی دعوت دینی ہے۔منکر سے صرف نفرت نہیں کرنا ہے بلکہ برائی کو بتانا ہے اور لوگوں کو برائی سے روکنا ہے۔ یہ ایک الگ سے کردار ہے امت مسلمہ کا، اس میں کوئی شک نہیں کہ ایک تکثیری معاشرہ میں ہمارا قانون یا آئین، ملک کی تہذیبوں، ثقافتوں، حقوق وغیرہ کی ضمانت دیتا ہے۔اس کے باوجود اب واضح طور پر محسوس ہو رہا ہے کہ یہاں کی طاقتیں یک رنگی کی طرف لے جا رہی ہے۔ ایسے حالات میں امت مسلمہ کی ذمہ داری ہے خاص طور سے پڑھے لکھے لوگوں کی ذمہ داری بہت بڑھ جاتی ہے کہ اللہ کے طرف سے دیے گئے ٹائٹل خیر امت کا، اللہ کی عطا کردہ دین کی امانت کا ہم صحیح معنوں میں خیال کریں اور اس کا حق ادا کرنے کی کوشش کریں حالات بدلنا اللہ کی طرف سے ہے لیکن پڑھا لکھا دانشور طبقہ جو نہ صلاحیتوں، دل و دماغ اور نا ہی تعداد میں کم ہیں اللہ کی عطیہ میں کوئی ناانصافی نہیں ذمہ داری کا احساس کرنے کی ضرورت ہے جو نعمتیں اللہ نے ہمیں عطا کی ہے ان کی قدر پہچاننے کی ضرورت ہے۔ہم جہاں کہیں بھی ہوں اپنے دین کی حفاظت کرنے والے بنیں اور دین کو پہچاننے والے بنے اللہ نے ہمیں اس تکثیری معاشرہ میں پیدا کیا ہے اور مدعو قومیں عطا کی ہے تو ہمارے پاس زیادہ مواقع ہیں کہ ہم اپنے دین کا کام کریں۔ اللہ ہمیں دین کا صحیح فہم عطا فرمائے اور دین اسلام کو شعوری طور پر اختیار کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین یارب العالمین۔

References:

(1) Agarwal, S, S. Chomsisengphetet, and C. Liu (2011":(Consumer bankruptcy and default: The role of individual social capital",Journal of Economic Psychology, 32,632-650.

(2)Agarwal, S. H.-S. Choi, J. He, and T.F. Sing (2018":(Ethnic Matching and Ethnic Social Network in Public Housing Market in Singapore", Review of Financial Studies, forthcoming. international diversification by institutional investors",Journal of Banking and Finance, 35,916-

وضاحت: یہ مقالہ دوروزہ بین الاقوامی آن لائن سیمینار بعنوان ''اسلام اور تکثیریت: ہندوستانی تناظر میں'' زیر اہتمام: شعبہ علوم اسلامی، جامعہ ہمدرد، نئی دہلی ۶۲ کے تحت پیش کیا گیا۔

☆☆☆

☆ ریسرچ اسکالر شعبہ علوم اسلامی، جامعہ ہمدرد، نئی دہلی۔ ۶۲

muzaffarjh@gmail.com

منظر نامہ

مجوزہ قانون ’کریمنل پروسیجر بل ۲۰۲۲ء‘

صفی اختر (صحافی)★

جدید دنیا طاقت اور سرمایہ کی تشکیلات پر ڈھالی گئی ہے، لہٰذا طاقت کا ارتکاز ہر قیامیہ (Ruling Establishment) کا مقصد اولین ہے جیسا کہ ہم جانتے ہیں منابع طاقت (Sources of power) مغرب ہے۔ پچھلی چند دہائیوں میں ہم سب کا مشاہدہ رہا ہے کہ فرد کی آزادی کو کاٹنے چھانٹنے کی ہوڑ لگی ہوئی ہے۔ یہ طریق کار پہلی دنیا سے چلتا ہوا تیسری دنیا تک جاری وساری ہے۔ مقننہ ہو یا منتظمہ، یہ سب اسی سلسلے کی کڑیوں سے عبارت ہے۔

فرد کی آزادی کی چھٹنی Curtailment کا سب سے مؤثر ذریعہ پولیسیا نظام کو مزید طاقت بخشنا ہے، عین ممکن ہے کہ اوپر کی گئی باتیں مجرد معلوم ہوں لیکن جب ہم حال میں وطن عزیز کی پارلیمنٹ سے پاس ہوئے کریمنل پروسیجر (شناخت) بل ۲۰۲۲ء پر نگاہ ڈال لیں تو، یہ شکوہ رفع ہوگا۔

۸ مارچ ۲۰۲۲ء کو حکومت ہند نے لوک سبھا میں فوجداری طریق کار (شناخت) بل متعارف کرایا، جس میں قیدیوں کی شناخت کے ایک ’نوآبادیاتی قانون‘ ۱۹۲۰ء کو تبدیل کرنے کی کوشش کی گئی ہے، جہاں مقصود بس اتنا ہے کہ پولس کس کس طریقے سے سزا یافتہ یا مشتبہ مجرموں کے ڈیٹا اکٹھا کر سکتی ہے۔ حال میں بنے قوانین کی طرح یہ بل بھی ابہامات سے پُر ہے اور حفاظتی تدابیر سے پرے۔ یہ شہریوں کی ذاتی زندگیوں میں مداخلت کرتے ہوئے حکومت کی طاقت کو بڑھانے کی خواہش بھی ظاہر کرتی ہے۔ خدشہ ہے کہ بل میں ذکر کردہ الفاظ حیاتیاتی نمونے اور ان کا تجزیہ، تجزیہ اور دماغ کی نقشہ سازی حد درجہ ضرر رساں ہو سکتے ہیں۔

یہ بل ۴، اپریل ۲۰۲۲ء کو لوک سبھا میں منظور کیا گیا پھر ۷ اپریل ۲۰۲۲ء کو راجیہ سبھا سے بھی منظور کرالیا گیا، جو تفتیشی افسران کو قیدیوں کی بایومیٹرک تفصیلات جمع کرنے کے قابل بناتا ہے، یہ بل کلیتاً یہ حق دیتا ہے کہ ریاستی افسران، فرد کے ذاتی ڈیٹا پر دسترس حاصل کر سکیں، گوکہ اس سے پہلے ایسا قانون بن چکا تھا جس میں فرد کی پرائیویسی پر شب خون مارا جا چکا تھا، یہ قانون اس سے بھی دو ہاتھ آگے نکل کر انسانی رویوں، آنکھ کی پتلیوں اور جینیاتی وحیاتیاتی نمونوں کو اپنے ادارہ جاتی سیاہ چشمی میں رکھنا چاہتی ہے۔ اس مجوزہ قانون کو لانے کا مقصد یہ بتایا گیا کہ نوآبادیاتی دور میں بنے Identification of Prisoners Act, ۱۹۲۰ء کی معنویت زدِ سوال تھی، لہٰذا جدید دور اور اس کے تقاضے خصوصاً ٹکنالوجی کی آمد کے بعد جرائم کی نوعیتیں بھی تبدیل ہوئی ہیں، اس لئے مجرمین وملزمین کو پکڑنا روایتی قوانین کے ذریعہ ممکن نہ تھا۔ بظاہر تو یہ دلیل معقول معلوم ہوتی ہے لیکن درونِ قانون ہم جائیں تو معلوم ہوگا کہ موجودہ قانون بہ نسبت دورِ افرنگی میں بنے قانون کے زیادہ سنگین، سفاک اور ہولناک ہے۔ حالاں کہ اس دلیل کا حل ۲۰۰۹ء میں ماہر قانون وسابق وزیر داخلہ پی چدمبرم کی معیت میں نئی تبدیلی لا کر قانون The Crime and Criminal Tracking Networks and System project کے ذریعے پاس کرادیا گیا تھا۔ سوال یہ بنتا ہے کہ پھر ۱۳ سال بعد کیا ضرورت آن پڑی کہ مزید ایک ایسا ہی قانون جو مادۂ چنگیزیت سے معمور ہے، لے آیا گیا۔ اس قانون کے دوسرے رخ کو دیکھیں، یعنی فرد اور ریاست کے مابین تعلق کی ڈور کو سمجھیں تو معلوم ہوگا کہ اب ریاست کی نظر میں ہر شہری مشکوک ہے اور یہ شک دراصل فرد کے مکمل وجودی ہالے کو ایک ایسے سانچے میں ڈھالتا ہے جو اپنی بنیاد میں بڑا ہی غیر مستحکم ہے۔

خیر اب آیئے بل کے مندرجات پر جہاں محض مجرم ہی نہیں بلکہ اداروں کو یہ معلوم ہو کہ کوئی شہری جرم کا مستقبل میں بھی ارتکاب کر سکتا ہے، تو اس شخص کا ذاتی ڈیٹا حاصل کرنے کا جواز، اب قانونی ہو جائے گا۔ یہ بل آرٹیکل ۲۰ کے ذیلی شق (۳) کے تحت کسی ملزم کو خود ساختہ جرم کے خلاف استثناء فراہم کرتا ہے، یعنی کسی بھی فرد کو کسی جرم کا ملزم اپنے خلاف گواہ بننے پر مجبور نہیں کرے گا، یعنی کوئی بھی آدمی اپنے خلاف گواہ بننے کا پابند نہیں، جسے ہم Self-incrimination کے طور پر جانتے

ہیں۔ یہ تو ہوئی آئین کی بات، لیکن جو آئین شب وروز ہے تو یہاں بعد المشرقین کا فرق ہے۔ اب جبکہ راجیہ سبھا میں بھی صوتی ووٹوں سے مجوزہ قانون پاس ہو ہی گیا ہے تو ہمارے پاس یہی چارہ ہے کہ پارلیمان مزید ایسے قانون بنائے جو اُس کے زہر کا خاتمہ (De_toxify) کرے مثلاً بنیادی حقوق اور آزادی کو سر دست بحال (Restore) کرے۔

اِس مجوزہ قانون کے منظور ہو جانے کے بعد پولس کی جانب سے جمع کیے گئے ڈیٹا کی قسم، ڈرامائی طور پر فنگر پرنٹ اور قدموں کے نشانات سے لے کر دیگر نمونوں کی ایک رینج میں تبدیل ہو جائے گی، آنکھ کی پتلیوں سے لے کر ریٹنیا کی تصویر کشی تک، اس سے آگے حیاتیاتی نمونے بھی۔ اس قانون کے بن جانے کے بعد نیشنل کرائم ریکارڈس بیورو (NCRB) کو یہ حق حاصل ہوگا کہ جو مجرم (Convicted) ہوں گے ان کا ڈیٹا وہ ۷۵ سال تک فرد کے جمع کردہ ڈیٹا کو اپنے پاس رکھ سکے۔ ساتھ ہی یہ ریاستی حکومتوں سے نکل کر اُس کے اطلاقات، مرکزی بھی ہو جائیں گے اور اس سے جڑے افسران کے لئے عملاً ممکن ہو گا کہ وہ فرد کی ذاتیات تک بآسانی رسائی حاصل کر سکے۔ اگرچہ موجودہ قانون کی دفعات صرف مجرمین پر لاگو ہوتی ہیں، ان لوگوں پر جو ضمانت پر ہیں یا سنگین جرائم میں گرفتار ہیں۔ یہ بل نہ صرف تمام مجرموں تک بلکہ ہر اُس شخص پر بھی جو گرفتار یا حراست میں ہے اور یہاں تک کہ لوگوں تک بھی ڈیٹا کے اس بے دریغ استعمال کو توسیع دے گا جن پر جرم کرنے کا محض ''اشتباہ'' ہے، یا ایسا کرنے کا ''امکان'' سمجھا جاتا ہے۔

سپریم کورٹ کے ۲۰۱۷ء کے فیصلے کے بعد ریاست نے رازداری کے تحفظ کے قانون پر غور کرنے کے لئے جسٹس بی این سری کرشنا کی سربراہی میں ایک کمیٹی تشکیل دی تھی۔ جولائی ۲۰۱۸ء میں جسٹس سری کرشنا کمیشن نے اپنی رپورٹ شائع کی اور پہلا پرسنل ڈیٹا پروٹیکشن بل (PDPB) تیار کیا، تاہم جو ورژن بعد میں ایک ایڈہاک کمیٹی کے ذریعہ تیار کیا گیا تھا، وہ کمیشن کے کام کی بہت حد تک بے قدری پر مبنی تھا کہ جسٹس سری کرشنا نے گزشتہ سال دسمبر میں اعلان کیا تھا کہ اس نے رازداری کے بنیادی حق کے لئے ''خطرہ'' کو بڑھا دیا ہے اور بل کے نئے نام میں اب ''قومی سلامتی'' کو اس کے مقاصد میں سے ایک کے طور پر شامل کیا گیا ہے، لہٰذا یہی ایک وجہ ہے کہ مسئلہ رازداری کمزور ہو چکا ہے۔

پی چدمبرم، رکن راجیہ سبھا نے ایوان میں پیش تعزیری عمل (شناخت) بل ۲۰۲۲ء پر بحث کے دوران کہا تھا کہ اس مجوزہ قانون سے حق رازداری کی خلاف ورزی ہو رہی ہے، جس کے نتائج خطرناک ہوں گے۔ یہ آئین کی خلاف ورزی تو ہے ہی، پرائیویسی کے حق پر سپریم کورٹ کے دو تاریخی فیصلوں کے خلاف بھی ہے۔ انھوں نے کہا تھا کہ بل لانے سے حکومت نے صورت حال اور اس بابت دیئے گئے سپریم کورٹ کے فیصلوں کا مطالعہ نہیں کیا ہے۔ بل میں متعلقہ شخص کے ٹسٹ کے نمونے پولس افسر یا جیل افسر لے گا اور اس کے لئے مجسٹریٹ حکم دے گا، لیکن سپریم کورٹ نے اپنے فیصلوں میں کہا تھا کہ نارکو ٹسٹ، پالی گرافی ٹسٹ اور بیپ ٹسٹ متعلقہ شخص کی مرضی سے ہوگا۔ اس بنیاد پر یہ بل سپریم کورٹ میں خارج کر دیا جائے گا۔ مسٹر چدمبرم نے کہا ہے کہ بل حق رازداری کی خلاف ورزی کرتا ہے اور غیر آئینی ہے۔ یہ ایک چھلاوہ ہے جس کے دور رس نتائج ہوں گے، اسے پارلیمنٹ کی کمیٹیوں کے پاس بھیجا جانا چاہیے۔ اس بل کو سپریم کورٹ کی جانچ پرکھ (اسکروٹنی) سے گزرنا ہوگا، اس لئے تفصیلی تحقیقات کے لئے پارلیمنٹ کی کمیٹیوں/سلیکٹ کمیٹی وغیرہ کے پاس بھیجا جانا چاہیے۔ قانون میں اصلاح کے لئے ۱۰۲ دن تک انتظار کیا جا سکتا ہے تو مزید کچھ دن انتظار کر لینا چاہیے۔

چدمبرم نے کہا تھا کہ بیرون ملک میں کی گئی اسٹڈیز کے مطابق انگلیوں کے نشانات سے تفتیش چھ فیصد معاملوں میں ناکام ثابت ہوئی ہے۔ اسی طرح سے آئرس اور ڈی این اے کی تفتیش کے نتائج بھی صد فی صد نہیں رہے ہیں۔ قبل ازیں مرکزی وزیر داخلہ امت شاہ نے ایوان میں یہ بل بحث کے لئے پیش کیا اور کہا کہ اِس سے جرم ثابت کرنے میں مدد ملے گی، متعلقہ قانون ۱۹۲۰ء میں بنایا گیا تھا اور اُسے اب صورت حال کے مطابق ڈھالنا ضروری ہے۔ اس میں ٹکنالوجی کا استعمال کرنے کے لئے ترمیمات کی جا رہی ہیں۔ انھوں نے کہا کہ پولس مجرمین کو پکڑ کر عدالت میں لاتی ہے، لیکن ثبوت کی کمی کے سبب انھیں سزا نہیں ہو پاتی ہے۔ اس بل کے پاس ہونے کے بعد پولس کو ثبوت اکٹھا کرنے میں مدد ملے گی اور اثبات جرم بڑھے گا۔ انھوں نے یہ بھی کہا کہ اگر اثبات جرم نہیں ہو تو مجرموں کو سزا نہیں ملتی، حکومت اور انتظامیہ میں سماج کا اعتماد کم ہونے لگتا ہے۔ لاء کمیشن کی ۷۲ ویں رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ ثبوت اکٹھا کرنے کے نظام کو مضبوط کیا جانا چاہیے اور نمونوں کا دائرہ بڑھایا جانا

چاہیے۔ کئی ریاستوں نے ثبوت اور نمونے اکٹھے کرنے کا دائرہ بڑھانے کی کوشش کی ہے، ان میں کرناٹک، مدھیہ پردیش، مہاراشٹر اور گجرات وغیرہ اہم ہیں، لیکن یہ ابھی آدھے ادھورے ہیں اور اپنے مقاصد کے حصول میں ناکام ہیں۔

بہر حال لوک سبھا اور راجیہ سبھا میں حزب اختلاف کی جانب سے اٹھائے گئے حقیقی خدشات کا جواب دیئے بغیر اس بل کا پاس کیا جانا، بی جے پی حکومت کی تاناشاہی فطرت کا پتا دیتا ہے۔ یہ بل آئینی دفعات میں رکاوٹ پیدا کرتا ہے اور ایک جمہوری ملک کو ایک نگرانی والی ریاست میں تبدیل کرتا ہے۔ حکمراں جماعتیں، اس بل کو قانونی طریقے سے مخالفت کی آواز کو خموش کرنے کے موقعے کے طور پر استعمال کرسکتی ہیں۔ یہ بل دستور کے معیار پر پورا نہیں اترتا، شہریوں کو چاہیے کہ وہ اس غیر دستوری وغیر انسانی بل کے جلد بازی میں پاس کیے جانے کے خلاف احتجاج کے لئے آگے آئیں۔

ایک بات سمجھنے کی ہے کہ ٹکنالوجی کی آمد نے سیاسی، سماجی اور جملہ امورِ زندگی کے سبھی ابعاد پر تبدیلی کی ہے، لہٰذا اُس کے اثرات، ریاست اور ریاستی اداروں پر کیوں نہ ہوں۔ ہر حکمراں یہ چاہتا ہے کہ اس کے اقتدار کو ہمیشگی کا پروانہ ملے، لہٰذا وہ ٹکنالوجی کے ذریعہ ملنے والی "سہولتیں" کیوں نہ بروئے کار لائے۔ یہ قانون بھی اسی سمت کی ایک کڑی ہے۔ ٹکنالوجی دراصل ایک جبر (Determinism) ہے، اس کے اسے ردّ وقبول پر فیصل ہونا فرد کیا، جدید ریاست کے لئے بھی ممکن نہیں رہتا۔ اس لئے ہمیں جدید قومی ریاستوں کی ناصبوری پر حیرانی نہیں ہوتی، بلکہ افسوس ہوتا ہے۔ اگر دونوں پہلو نگاہوں کے سامنے ہوں تو بطور فرد اور بطورِ شہری ہم صحیح پوزیشن لے سکتے ہیں، ورنہ فکری افتراق اور ذہنی تشتّت کا بازار یونہی گرم رہے گا اور بلا وجہ کی ذہنی ورزش کرتے رہیں گے۔

بات یہ ہے کہ یہ عشق دو جہتی ہے، ایک طرف ٹکنالوجی کا اژدہا منھ پھاڑے کھڑا ہے تو دوسری طرف حکمراں، طاقت کے نشے میں دھُت عام انسانوں کو مزید مُقفّل ومقید کرنے پر مصر ہے۔ عین ممکن ہے کہ درجہ بالا سطور میں آپ کو کوئی ربط معلوم نہ ہو لیکن اگر ایک ہوشمندانہ نگاہ، طاقت کی حرکیات پر ڈال لی جائے تو نفسِ مضمون آپ کی سرکار میں بامراد ہو جائے۔

اس موجودہ قانون کا جو Content ہے، اس کے تحت اگر ایک ہیڈ کانسٹبل چاہے تو وہ آپ کو پورا پروفائل کرسکتا ہے۔ مان لیں کہ اگر پولس افسر آپ کے پاس انکوائری کے لئے آتے ہیں، ہر چیز کی پہچان کریں گے اور اگر آپ نے انکار کر دیا تو ایک اور مقدمہ آپ پر درج ہو جائے گا۔ سچ تو یہ ہے کہ پارلیمنٹ کی سلیکٹ کمیٹی کو اُسے بھیجا جانا چاہیے تھا، تاکہ اس پر نظر ثانی ہوسکے۔ اسے جلد بازی میں لایا گیا قانون کہا جائے گا۔ محض پارلیمنٹ میں اکثریت کے زعم میں کوئی ایسا قانون بنانا صحیح نہیں مگر امت شاہ نے ببانگ دہل کہہ دیا کہ مخالفت کرنے کے باوجود یہ قانون بنے گا، کیوں کہ ہمارے پاس اکثریت ہے۔ بہر کیف عوامی جذبات اور احساسات کی پروا کیے بغیر مجوزہ قانون کا پاس کرایا جانا قرین انصاف نہیں، اس لئے بعض ماہرین قانون کی گفتگو کے حوالے سے یہ بات کہی جارہی ہے کہ مجوزہ قانون غیر قانونی (Illegal)، غیر دستوری (Unconstitutional) او رخطرناک ہے۔ کیا اِس تناظر میں حالیہ پارلیمنٹ سے پاس شدہ فوجداری طریق عمل (شناخت) بل ۲۰۲۲ء کے تعلق سے پارلیمنٹ میں حکومت کو سوچنے کی ضرورت نہیں تھی کہ ارکان کے مفید، مثبت اور ٹھوس مشوروں وتجاویز کو اہمیت دیتے ہوئے آگے کا اقدام کیا جائے؟

☆☆☆

☆مضمون نگار سینئر صحافی و کالم نویس ہیں

فکرامروز

صرف مسجد کے محراب ومنبر میں بیٹھ کر لمبی لمبی دعائیں کرنے سے سب کچھ نہیں ہوتا

سنا ہے ڈوب گئے بے حسی کے دریا میں

مشتاق احمد نوری★

یہ وقت کا وہ ٹرننگ پوائنٹ ہے جس میں ہمارا سب کچھ داو پر لگا ہوا ہے جان بھی، مال بھی، آبرو بھی۔ اِن سب کی سلامتی کی ذمہ داری بھی ہمارے ہی سر ہے۔ سر دھڑ، مال و متاع اور عزت و آبرو کا تحفظ کسی کو بھی سستے میں نہیں ملتا۔ اس کے لئے طویل جدو جہد اور فکر و تدبیر سے لیس حل تلاشنے کے لئے سر جوڑ کر بیٹھنا ہوتا ہے۔ حکمت و مصلحت بھرے اقدامات کی ضرورت ہوتی ہے۔ صرف مسجد کے منبر و محراب میں بیٹھ کر اخلاص و تضرع سے خالی، لمبی لمبی دعائیں کرنے سے قوم و ملت محفوظ نہیں رہ سکتی۔ ائمہ مساجد سے فلاں فلاں فساد زدہ علاقوں کا نام لے کر دعا کی گزارش کرنے سے وہ علاقے محفوظ و مامون نہیں ہو جائیں گے۔ ایسے عمل کی حیثیت بس اتنی ہی ہے کہ دل کے بہلانے کو غالب یہ خیال اچھا ہے۔

ہم نے پہلے برما کے خونیں مناظر دیکھے ہیں۔ برما میں بچوں کے کٹے پھٹے سر، روہنگیا عورتوں کے بے لباس بدن دیکھے ہیں مگر ہم نے برما کے حالات کو یکسر نظر انداز کیا، اس سے سبق نہیں لیا۔ یہ ملک اتنی جلدی برما جیسا بنا دیا جائے گا یہ تو سوچا ہی نہیں تھا۔ آج ملک میں جو لوگ اُن دنگوں کے شکار ہوں اُن سے پوچھئے کہ ان پر کتنے خون آشام برما بتا گئے۔ انہیں کن اذیت ناک انجام سے دو چار ہونا پڑا۔ پر ہمیں کیا فرق پڑتا ہے۔ روزے سے ہیں ۔ حافظ صاحب کے پیچھے فاسٹ تراویح بھی پڑھ رہے ہیں۔ قسم قسم کے لذیذ پکوانوں سے بھری افطاری کا انتظام بھی ہمارے پاس ہے۔ ہمارے مسند نشینوں کی مجلسیں بھی نارمل ہیں۔ بعض یوٹیوب پر ویڈیوز دیکھ کر دل بہلا رہے ہیں۔ ہم نے ٹھان رکھی ہے کہ ہمارے مرے شعور میں روح پھونکنے، سرد پڑے احساسات میں حرارت بھرنے کے لئے کوئی فرشتہ ہی اترے، جس کا امکان صفر ہے۔ بقول شخصے

سنا ہے ڈوب گئی بے حسی کے دریا میں　　　وہ قوم جس کو جہاں کا امیر ہونا تھا

حالات اپنی خوفناک تبدیلی کا الارم پہلے بجا دیتے ہیں بس اسے سمجھنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ اقلیت پر قابو پانے کے لئے ہزاروں غیر قانونی حربے زیر عمل لائے گئے۔ اب کشمیر فائلس کو پردے پہ لا کر ہندو سماج کو تشدد پر اکسایا گیا۔ اس میں اس طرح کی حیوانیت دِکھائی گئی ہے کہ ایک شانت مزاج آدمی بھی آگ بگولہ ہو اٹھے گا۔ وہ اپنی جھوٹی مظلومیت اور ہمیں درندگی بھرا کردار میں دنیا کے سامنے پیش کر کے ہمیں انسانیت دشمن، امن مخالف ویلن ثابت کرنے میں کامیاب رہے۔ ہم ہاتھ پہ ہاتھ دھرے بیٹھے رہے۔ یہ کوئی اچانک نہیں ہوا۔ یہ اسکرپٹ عزرائل سے لیا گیا ہے۔ جس طرح عزرائل نے اپنی جھوٹی مظلومیت کا رونا رو کر فلسطین کی زمین ہتھیا لی اور آج وہی محلے کا رنگ دار بنا بیٹھا ہے۔ اسی طرح پنڈتوں کی جھوٹی تاراجی و نسل کشی کا کارڈ کھیل کر کشمیری مسلم کو دوسرے درجے پہ پھینک دیا جائے گا اور وہاں دنیا بھر کی ہمدردیاں بٹور کر یہ چند پنڈت من مانا راج کریں گے۔ وہ فلم ساز یہیں پر نہیں رکے کیوں کہ اُسے اپنے ایجنڈے کی تکمیل کرنی ہے۔ دلی فائلس کا اناؤنس کر کے اس کی تیاری میں جٹ گئے ہیں۔ اس دلی فائلس میں بھی ہم ہی ویلن ہوں گے۔ قتل بھی ہمارا ہوا، قاتل بھی ہمیں بنایا گیا۔

اسی فلم کا منفی اثر ہے کہ سیتاپور یوپی کا ایک اپاہج پنڈا مسجد کے سامنے لاؤڈ اسپیکر پر کھلے عام مسلم خواتین کی آبرو ریزی کی دھمکی دیتا ہے۔ آخر یہ جسارت کہاں سے آئی اور ہم اتنے بے حس ٹھہرے کہ اس کے خلاف قرارِ واقعی قانونی چارہ جوئی بھی نہ کر سکے۔ ہم اس یوگی کی پولیس پر بھروسہ کر کے بیٹھ گئے جس نے خود اس سے پہلے ہماری مردہ ماں بہنوں کی عصمت دری کا نعرہ لگایا تھا۔

خواتین کے تحفظ کا مسئلہ ہمیشہ نازک رہا ہے۔ ایک باعزت سماج کے لئے عورتوں کا محفوظ ہونا ضروری ہے۔ دھارمک بھانگ کھا کر تانڈو کرنے والے راون کے چیلوں سے خواتین و پردہ نشیں کی آبرو کی خیر تبھی ممکن ہے جب آپ کے اندر اُن کے خلاف دندان شکن اقدام کا پاور ہوگا۔ اقوام عالم کے لہو زار تصادم میں سب سے زیادہ عورتوں کو ہی نشانہ بنایا جاتا رہا ہے۔ تب دنگائی ٹولے بہن بیٹیوں کی عزت نوچ کھانا اپنا دھارمک ادھیکار سمجھتے ہیں۔ شاید ہم لوگ بڑودہ (گجرات) کی وہ حاملہ خاتون بھول گئے جس کے وضع حمل کا وقت محض ایک گھنٹہ رہ گیا تھا اور درجن بھر دنگائی اس کی عزت تار تار کر رہے تھے۔ یہ کتنا دل دوز منظر تھا مگر ہم نے کسی برے خواب کی طرح اسے بھلا دیا ہے۔ اس طرح کے سینکڑوں واقعات تاریخ کے دامن میں دفن ہیں۔

احساس مر نہ جائے تو انسان کے لئے　　　کافی ہے ایک راہ کی ٹھوکر لگی ہوئی

آج ہم آر ایس ایس کے ہندوتو عزائم کے نرغے میں آ چکے ہیں۔ اب اسی میں گھٹ گھٹ کے جینا پسند ہے یا ٹیپو سلطان کے وارث بن کر شیر کی طرح مرنا، یہ فیصلہ ہمیں کرنا ہے اور ابھی کرنا ہے۔ یہ قانون کے رکھوالے، یہ کورٹ یہ تھانے سب بھگوا نظام کے لئے کام کر رہے ہیں۔ یہاں تو سیکولزرم برائے نام بچا ہے۔ ایک سیکولر اسٹیٹ میں اکثریت اقلیت پر اس طرح چڑھ دوڑے گی ایسا کیسے ممکن ہے؟ گوڈسے وادی ٹولے ہمیشہ دستورِ ہند کو مٹانے کی بات کرتے رہے ہیں وہ یوں ہی نہیں کرتے بلکہ انہوں نے اتنی تیاری کر رکھی ہے۔

آج بات اذان پر آئی ہے۔ ہم کیا سوچتے ہیں کہ اُسے بخش دیا جائے گا۔ نہیں نہیں۔ زعفرانی دادا گیری کی رفتار بتا رہی ہے کہ ملک بھر کی مساجد سے لاؤڈ اسپیکرز اتار لئے جائیں گے۔ ملک بھر میں حجاب ممنوع قرار دے دیا جائے گا۔ یہ سب مستقبل قریب میں متوقع ہے۔ اگر کوئی یہ ماننے سے انکار کرے کہ انڈیا میں مسلم سماج سے ووٹ دینے کا حق بھی چھین لیا جائے گا تو وہ ضرورت سے زیادہ خوش فہمی میں مبتلا ہے۔ ہندو انتہا پسند خیمے نے ہر چیز پلان کر رکھی ہے۔ وہ رفتہ رفتہ سب باہر لا رہا ہے اور تھوپتا جا رہا ہے۔ ہمارے مفکرین و مدبرین بھرم پال رکھے تھے کہ بابری مسجد کے خلاف کورٹ فیصلہ نہیں دے سکتی ورنہ عالمی فورمز پر ملک کی امیج خراب ہو جائے گی۔ مسلم ممالک سے دوستانہ تعلقات بگڑ جائیں گے مگر کیا ہوا۔ وہی ہوا جو ظالم کو راس آیا۔ ایک جھٹکے میں تین طلاق کو غیر قانونی بنا دیا، ہم بھی دیکھتے رہے اور مسلم پرسنل لاء بورڈ بھی۔

اسی طرح کشمیر کے آرٹکل ۳۷۰ کی منسوخی کا اعلان ہوا۔ کشمیری بالقہر سالوں تک لاک ڈاؤن جھیلتے رہے۔ این آر سی، سی اے اے بھی ہم پر لاد رکھا ہے۔ گائے کا گوشت کھانا آپ پر بین کر ہی دیا گیا۔ کرناٹک میں حجاب کے خلاف آرڈر پاس کرا ہی لیا گیا۔ ایسے میں سیکولرازم کی دہائی ایک شکست خوردہ سماج کی مجبوری ہی کہلائے گا۔

پھر ہم کن ابابیل کے منتظر ہیں؟ کن غیبی طاقتوں کی راہ دیکھ رہے ہیں؟ ہمارے قول و فعل میں اتنا تضاد ہے کہ ہم امداد کے نام پر بدر و احد کی طرح فرشتوں کے لشکر کے نزول کا بھی بھروسہ نہیں کر سکتے کیوں کہ بدر والوں کے لئے فرشتوں کی ذریعہ تب رسد و کمک پہنچائی گئی جب وہ جی جان سے دشمن سے دو دو ہاتھ کر رہے تھے۔ دین کی سربلندی کے لئے سر پہ کفن باندھ کر نکل چکے تھے تب ربانی مدد آئی تھی اور ہم تو صرف دعا پر گزارا کرنے والے بے حس پڑے قبیلے کے لوگ ہیں۔ عملی جد و جہد تو صفر ہے۔ ہمارے لئے آسمانی مدد کیسی؟

مسجدوں کے سامنے ہندو دنگائی کا اچھل کود دیکھ کر لگتا ہے کہ دنیا سے امن و انصاف اٹھ ہی گیا ہے۔ آپ کیا محسوس کرتے ہیں؟ میں تو اندر سے پریشان ہو جاتا ہوں کہ اس سے زیادہ ہماری بےبسی اور کیا ہوگی۔ حالات بد سے بدتر بنا دیئے گئے ہیں اور مزید خراب ہوں گے۔ ہم اگر آج نہیں جاگے تو کل موت کی نیند سلا دیئے جائیں گے۔ زندہ رہے بھی تو عزت و اعزاز سب چھن چکا ہوگا۔ دنگا بھڑکانے والے جنون میں یہ بھول جاتے ہیں کہ کسی مذہب کو برباد کرنا تو الگ مسئلہ رہا، دو مذہبوں کا باہم متصادم ہونا نہ سماج کے مفاد میں ہے نہ ملک کے مفاد میں۔

ہندو دنگائی ہر طرف دندناتے پھر رہے ہیں۔ انہیں معلوم ہے کہ سیاں بھئے کوتوال تو ڈر کاہے کا۔ ایسے میں ہمیں چوکنا رہنے اور پھونک پھونک کر قدم اٹھانے کی ضرورت ہے۔ ان حالات میں اپنے بچوں کی جان و آبرو کے ساتھ اُن کا مستقبل بھی بچانا ہماری پہلی ذمہ داری ہے۔

ایک منٹ کے لئے ذرا سوچ لیں! میں ملک کے سبھی مفکرین، مدبرین، متکلمین، مدرسین، محررین، مقررین و معززین سے دست بستہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا اب بھی وقت نہیں آیا کہ ہم سب ملک میں اپنے وجود و بقا کے لئے ایک شامیانے کے نیچے آ جائیں؟ کیا ہمیں نئی نسل کا مستقبل محفوظ بنانے کے لئے سماجی روابط بڑھا کر سیاسی اتحاد نہیں بنانا چاہیے؟ کیا ابھی وہ وقت نہیں آیا کہ ہم مسلک و مشرب کے حصار سے نکل کر بنام کلمہ ایک آواز ہو کر اپنے حقوق کی بازیابی کے لئے جد و جہد کریں؟ کیا یہی وہ وقت نہیں کہ جس میں مساجد و مدارس کی بلند بانگ عمارتوں کا تحفظ فقط امت کے جملہ فرقے کی اجتماعیت سے بندھا ہے؟ کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ زید بریلوی، بکر دیوبندی، خالد سلفی اور عمر شیعہ رہتے ہوئے ملت کی بھلائی کی خاطر ایک پلیٹ فارم کی ٹرین پکڑیں؟ کیا اب بھی سجادہ نشینوں کے خلوت سے نکلنے کا وقت دور ہے؟

یاد رکھیں! اگر آج کی تاخیر سے کل قوم کو خون کے آنسو رونے پڑے تو اس کی ذمہ داری کسی ہندو یا مشرک تنظیم پر ڈالنے کی بجائے خود کو قبول کرنا ہوگی۔ قوم کے نوجوان آج سلاخوں کے پیچھے دھکیلے جا رہے ہیں، ان کا کیا؟ یہ سرد مہری کب تک چلے گی؟ اگر مریدین کا جتھا پیر صاحب کو خواب خرگوش سے جگا نہیں سکا، عقیدت کے ہاتھوں خاموش رہا، اگر ارباب بست و کساد کی نیند نہیں ٹوٹی تو قیامت ہی ٹوٹے گی پھر لازما یہ سوال ہوگا کہ اگر ملت کے لئے کچھ کر نہیں سکتے تو خدارا قیادت و امارت نام کا ٹائٹل بھی اتار ہی دیں، قوم پر احسان ہوگا۔

ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کے لئے
نیل کے ساحل سے لے کر تا بخاک کاشغر

☆☆☆

فکر فردا

حجازِ مقدس سے واپسی کے بعد لکھا گیا مشاہدات نامہ

سعودی عرب میں مزید اجنبی ہوتا اسلام

خالد ایوب مصباحی شیرانی★

عرب شریف پر آل سعود کے قبضے کے بعد سے ہی یہاں ہر گزرتے دن کے ساتھ اسلام کی روحانی جڑیں کم زور سے کم زور تر ہوتی چلی گئیں اور آج بھلے مادیت اور تیل کے نتیجے میں پیدا شدہ معدنیاتی سرمایہ داری کی وجہ سے یہ خطہ دنیا کا مرکز توجہ بنا ہوا ہو لیکن آج جیسے حرمین شریفین اور معدودے چند گنے چنے بڑے آثار کے علاوہ اسلام کی اس جنم بھومی پر اسلامیات اور بزرگوں کی نشانیاں دور تک نظر نہیں آتیں، ویسے ہی موجودہ زمانے کی مادی رفتار کے پیش نظر، یہ پیشین گوئی کرنا بھی بجا ہوگا کہ آئندہ کچھ زمانے بعد یہ خطہ روحانی اسلام کے لئے ہی نہیں بلکہ نفس اسلام کے لئے بھی مزید اجنبی بنتا چلا جائے گا، جس کی مشاہداتی تفصیلات کچھ اس طرح ہیں:

(الف) دنیا جانتی ہے کہ وہابیت نے اسلامی تاریخ کے ساتھ نہ صرف کتابی چھیڑ چھاڑ کی بلکہ احادیث کریمہ کی خود ساختہ تشریحات کی بنیاد پر پوری دریدہ دہنی کے ساتھ بزرگوں کے آثار وقرائن اور اُن کی زیارت گاہوں کو بھی کہیں منہدم کیا تو کہیں ان کو محدود سے محدود تر کر دیا۔

یہی وجہ ہے کہ آج ہزاروں ہزار عربی الاصل صحابہ اور تابعین میں سے جنت البقیع جیسے مبارک قبرستانوں میں مدفون نفوس قدسیہ کے علاوہ نہ کسی کی قبر کا نشان ملتا ہے اور نہ ہی دوسرے اسلامی آثار زندہ جبکہ خود بقیع پاک کا حال یہ ہے کہ وہ ہزاروں نشیب وفراز والی گم نام اور سطح زمین سے قدرے ابھری ہوئی قبروں کا ایک تسلسل ہے۔ نہ کئی ہزار صحابہ میں سے کسی ایک بھی صحابی کی قبر کا نام ونشان موجود اور نہ اہل بیت اطہار کے آثار موجود۔ بدرجہ مجبوری اگر کہیں سید الشہدا حضرت امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر جیسے کچھ خاص تاریخی مقامات موجود بھی ہیں تو اُن کو اس طرح سے گھیر دیا گیا ہے کہ وہاں کوئی زیارت نہیں کر پاتا اور کوئی حساس طبیعت بدعتی نظریں بچا کر اس حرماں نصیبی پر دو قطرے آنسو بہانا بھی چاہے تو سہولیات ندارد۔

یعنی اپنی کج فہمی کی وجہ سے اسلامی آثار وقرائن کو صفحہ ہستی سے مسخ کرنے میں آل سعود نے وہ تاریخی ظلم کیا ہے، جس کو اسلامی دنیا تو کیا معاف کرے، آج تک کسی قوم نے اپنی وراثت کے ساتھ نہیں کیا ہوگا۔

(ب) موجودہ عرب کی دوسری ایک بڑی اور نمایاں تبدیلی یہ ہے کہ بطور خاص مدینہ منورہ کے علاوہ عام شہروں کے عربیوں سے وہ اسلامی اقدار رخصت ہو چکی ہیں جو کبھی حجاز اور مسلمانوں کی شناخت ہوا کرتی تھیں اور یہ وہ زندہ حقیقت ہے، جس کی کوئی نابینا پردیسی بھی گواہی دے سکتا ہے۔ تازہ سعودی دورہ میں ہمارا سعودی عرب کے دمام، ریاض، جدہ، طائف اور حرمین شریفین سمیت کچھ اور بھی دیہی اور شہری جگہوں پر جانا ہوا، ہر بار بڑی تعداد میں یہاں مقیم ہندوستانیوں سے ملاقات کا موقع ملا۔ اس دوران بارہا یہ شکایتیں سننے کو ملیں کہ عربی کفیل غریب الوطن مزدوروں کے ساتھ نہ صرف یہ کہ بے مروتی کرتے ہیں بلکہ کئی بار اُن کی کم زوری کا بھرپور ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے ان کی دکانیں، گاڑیاں اور نقد رقوم بھی ہڑپ کر لیتے ہیں۔

قانونی طور پر لاکھوں کی تعداد میں یہاں برسر روزگار پردیسیوں میں سے ہر ایک کو کسی عربی کے ماتحت رہنا ہوتا ہے، جو اس پردیسی کا کفیل کہلاتا ہے اور اُن دونوں کے بیچ کے اس معاہدے کو اقامہ کہا جاتا ہے۔

دوسرے قانون کے مطابق یہاں کوئی بھی غریب الوطن مزدور یا ملازم بن کر تو رہ سکتا ہے لیکن گاڑی گھوڑے جیسی چھوٹی موٹی چیزوں کے علاوہ کسی بھی چیز کا مالک بن کر نہیں رہ سکتا۔ اگر کوئی غیر قانونی طور پر محض لحاظ ومروت یا کفیل کے رحم وکرم پر کوئی ہلکی پھلکی تجارت کرتا ہے تو ہر وقت اس کا دل مٹھی میں رہتا ہے کہ کب اس کا کفیل اس کے ساتھ بے وفائی کرتے ہوئے اس کی پوری محنت کو اپنے نام کر لے اور یہ کف افسوس ملتا رہ جائے۔ ہمیں راجستھان کے ایک بزرگ ملے جنھوں نے اپنی پوری جوانی یہاں گزار دی اور کفیل پر اعتماد کرتے ہوئے بقالہ کھولا لیکن جس کفیل کا بھروسہ جیتنے کے لئے انھوں نے اپنی جوانی کھپا دی تھی، جب اسے موقع ملا تو اسی نے ان کی زندگی بھر کی جمع پونجی اپنے نام

کر لی اور وہ ابھی بھی افسوس اور کڑھن کے علاوہ قانونی طور پر کچھ بھی کرنے کی پوزیشن میں نہیں۔

ہر کسی غریب الوطن کی زبانی کچھ اسی قسم کی داستان سن کر اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ عرب جس کے اخلاق تاریخ کا حصہ رہے ہیں، آج جس طرح وہاں سے اسلامی آثار وقرائن ختم ہوئے ہیں، ویسے ہی اسلامی اخلاقیات وروایات بھی رخصت ہوچکی ہیں۔

(ج) انسانیت سے کہیں زیادہ مال سے محبت اور اس بابت بے مروتی کی کسی بھی حد سے گزر جانا نئے عرب میں عام ہو چکا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ عربوں سے متعلق عجمیوں کا یہ عمومی نظریہ ہے کہ مال کے آگے کسی بھی عربی کا ایمان ڈگمگا سکتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ کوئی بھی عجمی اس بابت کبھی بھی اپنے آپ کو مطمئن نہیں پاتا۔

(د) مستقبل میں عرب دنیا کے نقشے پر کتنا کامیاب ثابت ہوگا اور کتنا ناکام؟ عوامی سطح پر اس کا اندازہ لگانے کے لئے اخلاقیات اور روحانی روایات کا خاتمہ ہی کافی تھا لیکن موجودہ سلطان کنگ محمد سلمان کی عملی جانشینی کے بعد اُن کے تازہ ویژن ۲۰۳۰ نے اس بات پر پختہ مہر لگادی ہے کہ مستقبل میں اسلام زمین عرب پر ویسے ہی اجنبی ہوتا چلا جائے گا، جیسے کبھی اپنے ابتدائی ایام میں ہوا کرتا تھا۔

ویژن ۲۰۳۰ء کا بنیادی ہدف سعودی عرب کا تیل پر انحصار ختم کرتے ہوئے مملکت کو معاشی طور پر مستحکم کرنا ہے لیکن اس کی عملی شکل لبرل ازم کی ہے۔ اس ویژن کو لے کر یہاں اس قدر شور وہنگامے اور اشتہار بازی ہے کہ ہر جگہ اس کی تیاری بھی نظر آتی ہے اور ہر نمایاں جگہ پر اس کا ایڈورٹائزمنٹ بھی۔ سینیما گھر کھولنا، عورتوں کو بازار کی زینت بنانا، انھیں ڈرائیورنگ کی اجازت دینا، ملک میں ہر طرح کے تبلیغی نظام پر پابندی عائد کرنا، اندرون خانہ مذہبی اور ملی آواز بن سکنے والی شخصیتوں کو غیر میعادی طور پر زنداں کے حوالے کر دینا، اذان کی آوازوں کے علاوہ مسجد کی آوازوں پر بالکلیہ پابندی عائد کرنا، اسلامی ہی نہیں بلکہ خود سعودی قانون سے بھی بالا ایک بڑا اور گلوبل شہر تیار کرنا دراصل اسی کی تیاری ہے۔

اب ماضی قریب کا وہ زمانہ لد گیا جب یہاں اسلامی اصولوں کی بالادستی ہوا کرتی تھی۔ اب تو یہاں نہ مسلکی تشدد کے نام پر مطوعوں کا قہر ہے اور نہ نماز کے اوقات میں بازاروں میں پسرا ہوا سناٹا۔ اب سعودی عرب بھی دنیا کے بہت سے آزاد اور سیکولر ملکوں کے راستے پر ہے، جہاں مذہب ومذہبیات کی چھاپ نہ ہو۔

اِس ویژن کے دو نتائج ظاہر ہوں گے۔ پہلا یہ کہ کعبہ شریف میں جوتے پہن کے داخل ہونے سے لے کر امام حرم کی تقدس مآبی تک ہر جائز وناجائز عربی حرکتوں کی جھوٹی اور مصنوعی تاویل کرنے والی غیر معقول جماعت جمعیت اہل حدیث مسلم دنیا میں منہ دِکھانے کے لائق نہیں بچے گی، جن کی ریالی اٹھان اس غیر معقول قضیے پر رہی ہے کہ عرب میں جو ہوتا ہے، ٹھیک ہوتا ہے کیوں کہ عرب اب نہ انھیں کچھ پوچھ رہا ہے اور نہ پوچھنے کے لائق چھوڑ رہا ہے۔

یعنی یہ کہا جاسکتا ہے کہ نئے عرب کی لبرل عمارت متشدد وہابی اور سلفی نظریات کے لاشے پر کھڑی ہوگی جبکہ عرب کی اس روش کا دوسرا بڑا نقصان یہ نظر آرہا ہے کہ ایک زمانے تک جیسی تیسی مذہبیت کے پابند رہے عرب جب مذہب سے آزاد ہوں گے تو اللہ نہ کرے ان کی آزادی کچھ اتنی آگے چلی جائے کہ پہلے سے آزاد دنیا بھی شرمانے لگے کیوں کہ کم ظرف بدوی اور جلد مال دار ہوا مزاج کچھ اسی طرح کا ہوا کرتا ہے۔

ان الاعراب اشد کفرا ونفاقا۔

یہ اندیشہ اس وقت مزید قوی ہوجاتا ہے جب یہ دیکھنے کو ملتا ہے کہ ابھی کچھ ماہ پہلے ہی پابندیوں کی زنجیر سے آزاد ہوئی بے باکیاں یہاں تک پہنچ چکی ہیں کہ کہیں عرب دوشیزائیں اپنی قیمتی کاروں میں نوجوانوں کی باہوں میں باہیں ڈالے فراٹے بھر رہی ہیں اور کہیں سر بازار قہووں کی چسکیاں لے رہی ہیں۔ یہ وہ نظارے ہیں جو آج سے پہلے یہاں سوچے بھی نہیں جاسکتے تھے لیکن دراصل سوچنے کی بات یہ ہے کہ اس ابتدا کی انتہا کیا ہوگی خدا ہی جانے۔

ہمارا بھارت

بھارت کے موجودہ حالات کے تناظر میں لکھی گئی برجستہ تحریر

رام نومی کا جلوس اور بھارت کا مظلوم مسلمان

غلام مصطفیٰ نعیمی★

ہندو میتھالوجی کے مطابق ہندوؤں کے بھگوان وشنو نے راجہ دشرتھ اور رانی کوشلیا کے گھر میں رام کے روپ میں ساتویں اوتار کے طور پر جنم لیا۔ اُسی یادگار کے طور پر ہندو کیلنڈر کے پہلے ماہ چیت اور نوراتری کے آخری دن رام نومی منائی جاتی ہے۔ اس دن ہندو گھرانوں میں صاف صفائی کا خصوصی اہتمام ہوتا ہے، کسی ایک جگہ رام کی مورتی یا تصویر نصب کی جاتی ہے۔ رام کے ساتھ ان کے والدین، ہنومان اور چھوٹے بھائیوں کی مورتیاں بھی رکھی جاتی ہیں اور پھر اجتماعی طور پر اُن کی پوجا ہوتی ہے۔ مورتیوں پر گنگا جل اور چاول بھی چڑھاتے ہیں۔ اس موقع پر گھر کی نوعمر لڑکیاں سبھی گھر والوں کے ماتھے پر ٹیکے لگاتی ہیں۔ بعض لوگ کہیں آدھے دن تو کہیں پورے دن کا برت (ہندوانی روزہ) بھی رکھتے ہیں۔ ان کے برت میں صرف اناج کھانے کا پرہیز ہوتا ہے باقی سبھی چیزیں کھانے کی عام اجازت ہوتی ہے۔

پچھلے کچھ وقت سے رام نومی کے موقع پر جلوس کی شکل میں شوبھا یاترا کا چلن بھی عام ہوا ہے جس میں رام کی قد آدم مورتی کے ساتھ ہندو سماج کے لوگ مختلف علاقوں میں گھومتے ہیں اور اپنے بھگوان کی عزت وعظمت کے ترانے گاتے ہیں جو بہر حال ان کی آستھا اور اُن کی عقیدت ہے جس سے کسی بھی مذہب یا انسان کو پریشانی ہے نہ کسی طرح کا اعتراض کہ یہ ان کا مذہبی حق ہے، لیکن پچھلے کچھ وقت سے شدت پسندوں نے ان جلوسوں کو مسلمانوں کو ہراساں کرنے اور مسلم آبادیوں میں فساد کرنے کا ذریعہ بنالیا ہے جو نہ صرف مسلمانوں پر ظلم ہے بلکہ وطن عزیز کی سالمیت کو بھی نقصان پہنچانا ہے۔

رام نومی اور فساد: اِس بار رام نومی رمضان کی آٹھ اور اپریل کی دس تاریخ کو پڑی۔ ملکی حالات کے پیش نظر ڈر تھا کہ کہیں رام نومی کی آڑ میں کوئی فساد نہ ہوجائے۔ خدشہ اس لئے تھا کہ چند ہفتے پہلے ہی ’’دی کشمیر فائلز‘‘ جیسی پروپیگنڈہ فلم کے ذریعے ہندوؤں کے جذبات برانگیختہ کیے جا چکے تھے۔ فلم نے مسلم دشمنی کے جذبات کو اچھا کھاد پانی فراہم کیا۔ وزیر اعظم خود اس فلم کی پذیرائی اور دیکھنے کی پرزور اپیل کر چکے تھے اس لئے بی جے پی کا ہر چھوٹا بڑا لیڈر اُس فلم کو دِکھا کر ’’ہندو ہمدرد‘‘ دکھنے کے لئے بے چین تھا۔ اس جذبے کی تسکین کے لئے جا بجا پورے پورے سنیما ہال بک کیے گئے اور اپنے خرچے پر ہندوؤں کو یہ فلم دِکھائی گئی۔ فلم کی تھیم مسلم دشمنی پر مبنی تھی اس لئے فلم دیکھتے ہی ہندو جذبات ابال کھا جاتے اور سنیما ہال ہی میں مسلم مخالف نعرے بازیاں شروع ہوجاتیں۔ ایسے کشیدہ ماحول میں نوراتری/رام نومی کا تہوار آ گیا، وہ بھی رمضان میں۔ خیر رام نومی کی تاریخ آئی اور خدشات کے عین مطابق ایک ہی دن میں ملک کے مختلف حصوں میں فساد پھوٹ پڑے۔

سب سے پہلے راجستھان کے کرولی شہر میں فساد ہوا، جہاں دو اپریل کو ہندو لڑکوں نے بائک ریلی نکالی۔ تقریباً چار سو افراد پر مشتمل یہ ریلی ڈی جے بجاتی ہوئی نکلی۔ مسلم محلوں میں پہنچتے ہی بھڑکاؤ نعرے بازی شروع ہوگئی جس کے نتیجے میں ٹکراؤ کی صورت حال بن گئی، پتھراؤ ہوا پھر دیکھتے ہی دیکھتے مکانوں اور دکانوں کو آگ لگا دی گئی۔ امیدوں کے عین مطابق سب سے زیادہ نقصان مسلمانوں ہی کا ہوا، چُن چُن کر مسلم دکانیں جلائی گئیں، بعض ہندو افراد کی دکانیں بھی زد میں آئیں لیکن بڑا نقصان مسلمانوں ہی کو اٹھانا پڑا۔ اِس ریلی کو اجازت صرف اسی شرط کے ساتھ ملی تھی کہ مائک اور ڈی جے کا استعمال بالکل نہیں ہوگا اس کے باوجود ڈی جے کا استعمال کیا گیا لیکن پولیس نے پابندی کے باوجود ڈی جے بجانے اور بھڑکاؤ نعرے بازی روکنے کی کوئی کوشش نہیں کی۔

ابھی راجستھان کے انگارے سرد بھی نہ پڑے تھے کہ عین رام نومی کے دن گجرات کے کھمبات، ہمت نگر اور آنند شہر سے فساد کی خبریں آئی، تو ایم پی کے کھرگون، کرناٹک کے گل برگہ اور گوا سے بھی فساد کی خبریں موصول ہوئیں۔ بدتمیزیاں تو بہار اور مہاراشٹر میں بھی ہوئیں مگر یہاں مسلمانوں کے ضبط وتحمل کی وجہ سے شر پسندوں کو کوئی موقع نہ مل سکا، لیکن گجرات اور ایم پی میں شدت پسندوں نے خوب تانڈو مچایا۔

میڈیا نے ہمیشہ کی طرح مسلمانوں ہی کو فسادات کے لئے قصوروار ٹھہرایا۔ یہ الگ بات ہے کہ ہر جگہ کے فساد میں سب سے زیادہ نقصان مسلمانوں کو اٹھانا پڑا اور گرفتاریاں بھی انہی کی ہو رہی ہیں۔

سب سے زیادہ وحشت ناک خبر تو ایم پی کے کھرگون سے آئی جہاں مسلمانوں پر پتھر بازی کا الزام لگا کر تقریباً ۹۰ سے زائد مسلمانوں کی گرفتاری ہوئی اور چالیس سے زائد مکانوں/دکانوں کو بلڈوزر سے مسمار کر دیا گیا۔ مردوں کے ساتھ ساتھ ضعیف العمر خواتین اور بچوں کو بھی پولیسیا تشدد کا شکار ہونا پڑا۔ حکومت اور انتظامیہ نے نہایت ڈھٹائی کے ساتھ آئین وقانون کی دھجیاں اڑاتے ہوئے مسلمانوں کے گھروں پر بلڈوزر چلا کر زمیں دوز کر دیا اور اب نہایت بے شرمی کے ساتھ اپنے غیر قانونی اقدام کا جواز پیش کیا جا رہا ہے۔

فساد کی وجوہات: ہندو مسلم فساد کی تاریخ تقریباً ایک صدی پرانی ہے۔ انگریزی راج سے ہندو مسلم فساد شروع ہوئے اور آج تک یہ فسادات بھارت کے ماتھے پر بدنما داغ بنے ہوئے ہیں۔ تب سے لے کر آج تک فسادات کے لئے لگ بھگ ایک جیسے طریقے استعمال ہوتے آرہے ہیں، جن کی تفصیل اس طرح ہے:

- اللہ ورسول کی شان میں گستاخانہ نعرے لگانا
- مساجد کے سامنے بدتمیزی کرنا
- مساجد کے میناروں پر بھگوا جھنڈے لگانا
- نمازیوں کے ساتھ گالی گلوچ کرنا
- تلواریں لہرا کر ڈرانے/دھمکانے کی کوشش کرنا
- مسلم خواتین کے ساتھ چھیڑ خانی کرنا

گذشتہ ایک صدی سے تقریباً اِنہی بدتمیزیوں کا سہارا لیا جاتا رہا ہے۔ مسلمان خاموش رہ کر اِن بدتمیزیوں کو برداشت کرلیں تو فساد کا خطرہ ٹل جاتا ہے لیکن جہاں کسی مسلمان کو غیرت آئی یا انہوں نے ان بدتمیزیوں کی مخالفت کی بس فساد شروع۔ اس موقع پر پولیس خاموش حامی کا رول ادا کرتی ہے جیسے ہی معاملہ تناتنی کا ہوتا بس پولیس مسلمانوں کے خلاف مورچہ سنبھال لیتی ہے۔ پولیس کے مورچہ سنبھالتے ہی دنگائیوں کو بھرپور موقع ملتا ہے اور دیکھتے ہی دیکھتے مسلمانوں کے مکان/دکان نذر آتش کر دِیے جاتے ہیں، اگر اس آپا دھاپی میں غلطی سے کوئی پولیس والا زخمی ہوجائے تو بس یہ طے ہوجاتا ہے کہ اب مسلمانوں کے ساتھ کوئی رحم نہیں کھانا ہے، بھلے ہی وہ پولیس والا ہندو دنگائیوں کے ہاتھوں زخمی ہوا ہو۔

فساد بھڑکاؤ گانے: یوں تو فساد بھڑکانے میں بنیادی رول اس دماغ کا ہے جو مسلم دشمنی سے پوری طرح بھرا ہوا ہے۔ اور پرشدت پسند تنظیمیں، میڈیا اور فلم انڈسٹری اِس چنگاری کو لگاتار ہوا دینے پر آمادہ ہیں، رہی سہی کسر دو ٹکے کے یوٹیوبر سنگر پوری کر رہے ہیں جو لگاتار بھڑکیلے گانے تیار کر کے ہندو ذہنوں کو مسلم دشمن بنا رہے ہیں۔ اس بار بھی جن علاقوں میں فساد ہوا اُس کی بنیادی وجہ توہین آمیز نعرے اور انتہائی بے ہودہ اور اکسانے والے گانے ہی تھے۔ ان گانوں کو سن کر بھلا کس غیرت مند کو غصہ نہ آئے، ذرا ان گانوں کے بول دیکھیے:

○ جس دن جاگ اٹھا ہندو تو یہ انجام بولے گا
ٹوپی والا بھی سر جھکا کے جے شری رام بولے گا
○ جس دن کھولا خون میرا، دِکھلا دیں گے اوقات تیری
پھر تو ہم نہیں بولیں گے، بس بولے گی تلوار میری
ہر ہر مہادیو سے پورا ہندوستان ڈولے گا۔ ٹوپی والا.....
○ رامائن کہتی ہے رام جی ہیں کوشلیا کے لَلّا
بیٹا عبدُل ذرا بتاؤ کہاں پہ جنمے ہیں اللہ
○ اللہ اللہ بولتے ہو، اللہ کیا بلا ہے
اتنا بتا دو، کہاں رہتا خدا ہے
○ جس کو مدینہ کہتے ہو وہ تو شنکر جی کا ہے محلہ
ہر ایک بات کا حساب کریں گے
اب تو رادھے رادھے تُو کیا تیرے باپ کریں گے

کوئی سنجیدہ ہندو بتائے کہ مسلم آبادیوں میں، مسجدوں کے سامنے اِس طرح کے توہین آمیز اور اکسانے والے گانے بجانا، ننگی تلواریں لہرانا، بہو بیٹیوں کو گندے اشارے کرنا کہاں کی شرافت اور کون سا دھرم ہے؟ اگر مسلمان ذلت کا گھونٹ پی کر برداشت کرلیں تو ٹھیک لیکن ذرا کسی نے روکا ٹوکا تو رام بھکتوں کی ٹولی فوراً ہی مارکاٹ پر اتر آتی ہے۔ سب سے زیادہ افسوس کی بات یہ ہے کہ ساری بدتمیزیاں پولیس کے سامنے ہوتی ہیں مگر اس وقت پولیس والے بھی ان دنگائیوں کے خاموش پرستار بنے ہوتے ہیں، لیکن جیسے ہی مسلمان مزاحمت کرتے ہیں بس پولیس کی گولی اور لاٹھی حرکت میں آجاتی ہے اور اس کا نشانہ دنگائی نہیں

بلکہ صرف مسلمان بنتے ہیں۔

بچاؤ کی تدابیر: موجودہ حالات میں جس طرح حکومت و انتظامیہ خود مسلم منافرت کو بڑھاوا دینے میں لگے ہیں، ایسے میں فسادات سے بچاؤ کے امکانات بہت معدوم ہوجاتے ہیں لیکن پھر بھی اپنی جانب سے کچھ ممکنہ تدابیر پیش کی جاتی ہیں شاید اُن سے بچاؤ کی کوئی راہ نکل سکے:

- ہر شہر/گاؤں میں ایسے سنجیدہ، صاحب مطالعہ اور آداب گفتگو پر مہارت رکھنے والے افراد واشخاص کی ایک ٹیم تیار کی جائے جو ہندو تہواروں کے موقع پر ہندو سماج کے بااثر لوگوں سے ملاقات کرے، ان کی سیاسی/سماجی/تاجرانہ خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے امن وامان برقرار رکھنے میں تعاون کی اپیل کرے اور ایسے مواقع پر اُن سے حاضر رہنے کی اپیل کرے۔
- اپنی گلیوں خصوصاً چوراہوں اور مسجدوں کے دروازوں پر سی ٹی وی کیمرے ضرور لگوائیں، جن علاقوں میں مالی حالت کمزور ہو، امیر مسلمان وہاں کی ذمہ داری اٹھائیں۔
- ہر مسجد میں مقامی زبانوں ہندی/انگلش/کنڑ/مراٹھی/گجراتی وغیرہ میں کچھ بینر تیار کرائیں جن میں بڑے بڑے حرفوں میں یہ لکھا ہو:
  ''آپ ابھی یوٹیوب/فیس بک/ٹویٹر پر لائیو ہیں''
  اس پر یوٹیوب/فیس بک/ٹویٹر کے آئی کن لگائیں اور جن علاقوں سے جلوس/ریلی نکلتے ہوں وہاں نمایاں جگہوں پر یہ بینر چسپاں کردیں۔
- جلوس/ریلی سے پہلے پانچ سات ایسے افراد کا انتخاب کریں جن کے پاس اچھے موبائل/کیمرے ہوں، انہیں خاص اور اہم جگہ پر تعینات کردیں تاکہ وہ ہر اینگل سے لائیو ویڈیو گرافی کرتے رہیں۔ آج کل ہر گاؤں بستی میں یوٹیوبر موجود ہیں اس لئے یہ انتظام کچھ خاص مشکل نہیں۔
- ویڈیو گرافی کے لنک مختلف سوشل میڈیا گروپوں میں ڈال دیں ساتھ ہی علاقے کے ایس پی/ڈی ایم اور مقامی تھانے وغیرہ کو بھی فیس بک/ٹویٹر پر ٹیگ کردیں تاکہ وہ بھی شرپسندوں پر نظر رکھ سکیں۔
- شدت پسند جتنی چاہیں بدتمیزی کریں آپ ہرگز آپا نہ کھوئیں بلکہ ضبط وتحمل کے ساتھ ان کی حرکات وسکنات ریکارڈ کریں تاکہ ان کا اصلی چہرہ دنیا کے سامنے آسکے۔
- اُن ویڈیوز کو محفوظ رکھیں کہ یہی ویڈیو ثبوت آئندہ ایسے جلوس کی پرمیشن رد کرانے یا اُن کا روٹ ڈائی ورٹ کرانے میں مددگار ثابت ہوں گے۔ ایسا کرنا لازمی ہوگیا ہے اب۔

اس کے علاوہ مقامی حالات کے مطابق جو بھی ممکنہ تدابیر بن پڑیں انہیں اختیار کیا جائے تاکہ مسلمانوں کے جان ومال کی حفاظت کی جاسکے۔ اللہ تعالیٰ سے لو لگائیں، سچے مسلمان بنیں، اپنے کردار وعمل سے اغیار پر اثر ڈالیں، اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو ضائع نہیں فرمائے گا۔

سر جھکا کر کیوں؟ ان دنوں ہندوؤں کی تقریباً ہر ریلی/جلوس/یاترا میں ایک گانا خوب بجایا جارہا ہے، جس کے بول ہیں:

''ٹوپی والا بھی سر جھکا کے جے شری رام بولے گا''

شاید ہی کوئی ریلی یا جلسہ ہو جس میں یہ گانا نہ بج رہا ہو۔ ریلی کسی مسجد یا مسلم محلے سے گزر رہی ہو تب تو اِس گانے پر کٹر پنتھیوں کا جوش وخروش کئی گنا بڑھ جاتا ہے، انہیں لگتا ہے کہ اپنے بھگوان کو خوش کرنے کا اس سے اچھا موقع شاید دوبارہ نہیں ملے گا۔

ہمیں یہ سمجھ نہیں آرہا ہے کہ ہندو سماج مسلمانوں سے زبردستی جے شری رام کیوں بلوانا چاہتا ہے۔ ہندو اپنے بھگوان کے جے جے کار صبح وشام کریں دن ورات کریں لیکن مسلمانوں سے زبردستی کا کیا مطلب ہے۔

کیا اِس سے ان کے بھگوان کا قد اونچا ہوجائے گا؟

یا اُن کے دھرم کے پیروکار بڑھ جائیں گے؟

ظاہر سی بات ایسا کچھ بھی نہیں ہوگا، تو پھر اُن شدت پسندوں کو ٹوپی والوں سے جے شری رام کہلوانے کا اتنا جنون کیوں ہے؟

اس کی دو ہی وجہ ہوسکتی ہیں ایک یہ کہ انہیں خود اپنے دھرم کی سچائی پر شک ہے اس لئے دوسروں سے زبردستی کہلوا کر اپنی جھینپ مٹانا چاہتے ہیں یا پھر حکومت کے نشے نے انہیں پوری طرح پاگل بنا دیا ہے، جس کا مظاہرہ سڑک چھاپ غنڈوں سے لے کر آشرم کے باباؤں کے ذریعے بھی کیا جارہا ہے۔ جب کہ مسلمانوں نے اپنے عہد حکومت سے آج تک کسی چوٹی والے کو مجبور نہیں کیا کہ وہ سر جھکا کر اللہ اکبر کا نعرہ لگائے کیوں کہ ہمارا ماننا ہے کہ جب کسی دین کی حقانیت دل میں بس جاتی ہے تو انسان سر جھکا کر نہیں، فخر سے سر اٹھا کر اُس دین کا نعرہ لگاتا ہے اور دنیا کے سامنے اس دین کی سچائی اور عظمت کا کھلے بندوں اعلان کرتا ہے۔

دورنگی کیوں؟ ہندو سماج کے سرکردہ افراد ہمیشہ سے مسلم بادشاہوں پر یہ الزام لگاتے رہے ہیں کہ انہوں نے تلوار کے زور پر اسلام

پھیلایا ہے، دوسرے لفظوں میں یوں کہہ لیں کہ طاقت وقوت کے زور پر کسی سے اپنی بات/نظریہ/ مذہب قبول کرانا انتہائی غلط اور قابل مذمت ہے۔اب یہ بات کس قدر عجیب ہے کہ ہندو سماج جس بات کا الزام مسلمانوں پر لگاتا ہے خود وہی کام کرنے کی کھلم کھلا دھمکیاں دیتے گھوم رہے ہیں۔ہمیں ان گنوار گلوکاروں پر کوئی افسوس نہیں جو ایسے سستے اور گھٹیا گانے مارکیٹ میں لا رہے ہیں، ہمیں افسوس ہندو دانش وروں کے اُس طبقے پر ہے جو ایسے واہیات گانوں پر خاموش رضامندی سے ان کا حوصلہ بڑھاتے ہیں اور پس پردہ شر پسندوں کی پوری حمایت کرتے ہیں۔اسی لئے ایسے گھٹیا گلوکار کُکر متّے کی بیل کی طرح بڑھتے جا رہے ہیں۔

ایک طرف ہندو دھرم گرو، حضرت اورنگ زیب عالمگیر اور سلطان ٹیپو جیسے بادشاہوں پر بزورِ شمشیر قبول اسلام کا الزام دہراتے نہیں تھکتے دوسری طرف یہی لوگ ٹوپی والے سے سر جھکا کر رام کی جے بلوانے کی تمنا وحسرت بھی رکھتے ہیں اور جہاں انہیں موقع ملتا ہے وہاں کمزور غریب اور اکیلے مسلمان کو ڈرا دھمکا کر اپنی دلی حسرت پوری بھی کر لیتے ہیں۔

اچھی طرح یاد رکھیں! ایسے بزدلانہ کاموں سے ہندو دھرم کی عزت بڑھے گی نہ مذہب اسلام کی حقانیت پر کوئی حرف آئے گا۔یہ ظلم وزیادتی ہمارے ایمان کو اور پختہ کرے گی، لیکن اگر ناانصافیوں کا دور ختم نہیں ہوا تو ملک میں بدامنی پھیلانے کے سب سے بڑے قصوروار وہی ہوں گے جس کے لئے تاریخ انہیں کبھی معاف نہیں کرے گی۔

قبول دین کے بارے میں اسلامی نظریہ قبول حق کے بارے میں اسلامی نظریہ بہت صاف اور واضح ہے کہ ہر انسان اچھی طرح غور وفکر کرے اور بغیر کسی دباؤ کے جو دین اسے اچھا لگے اُسے دل سے قبول کرے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَ قُلِ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ فَمَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّ مَنْ شَآءَ فَلْيَكْفُرْ ۔(سورہ کہف:۲۹)

فرما دو کہ حق تمہارے رب کی طرف سے ہے تو جو چاہے ایمان لائے اور جو چاہے کفر کرے۔

یعنی اسلام میں زبردستی کا کوئی concept ہے ہی نہیں۔تاریخ کے کسی موڑ پر ایسا ایک بھی واقعہ نہیں ملے گا جب کسی امیر یا بادشاہ نے کسی غیر مسلم کو سر جھکا کر اللہ اکبر بولنے کی دھمکی دی ہو یا ڈرا کر ایسا کہلوایا ہو۔ اگر بھارت میں اسلام مسلم بادشاہوں کی تلواروں کے زور پر پھیلا ہوتا تو مغل سلطنت کے ٹوٹتے ہی مسلمانوں کی بڑی تعداد مرتد ہو جاتی اور اسلام کا پٹہ اپنے گلے سے اتار پھینکتی لیکن ایسا نہیں ہوا۔سن ۱۷۰۷ء میں حضرت اورنگ زیب عالمگیر کا وصال ہوا، ۱۷۵۷ء میں نواب سراج الدولہ کو شکست ہوئی، ۱۷۹۹ء میں سلطان ٹیپو کی شہادت ہوئی اور ۱۸۵۷ء میں نام کی بادشاہت کا بھی خاتمہ ہو گیا۔اس طرح مسلم سلطنت کو ختم ہوئے تقریباً ڈیڑھ سو سال سے زیادہ گزر چکے ہیں لیکن مسلمان آج بھی اسلام کے دامن میں اسی طرح بخوشی آباد ہیں جیسا مسلم سلطنت کے زمانے میں آباد تھے، کیوں کہ ہمارے آبا واجداد نے بادشاہوں کی تلوار نہیں بلکہ صوفیا ومبلغین کے اسلامی کردار سے متاثر ہو کر اسلام قبول کیا تھا اس لئے تمام تر آزمائشوں کے بعد بھی ہم اپنے دین پر مضبوطی سے قائم ہیں۔اسی سے یہ پروپیگنڈہ اپنی موت مر جاتا ہے کہ اسلام تلوار کے زور پر پھیلا ہے۔تلوار کا زور اُس وقت تک رہتا ہے جب تک تلوار والے کا زور رہے، تلوار والے کا زور جاتے ہی تلوار کا زور بھی ختم ہو جاتا ہے لیکن بھارت میں تیس کروڑ مسلمانوں کی موجودگی اس بات کی مضبوط دلیل ہے کہ ہمارے اجداد کا قبولِ اسلام تلوار نہیں اسلامی کردار کی بنا پر تھا، اس لئے تلوار کا زور بھلے ہی ختم ہو گیا لیکن اسلامی کردار واقدار آج بھی زندہ اور سلامت ہیں۔اس لئے کسی بھی فسادی کی دھمکیاں اہل ایمان کو ڈرا پائیں گی نہ دبا پائیں گی، توحید ورسالت کی پرکیف صداؤں سے اس ملک کی وادیاں ہمیشہ گونجتی رہیں گی۔

نفرت کا بلڈوزر: یوں تو بھارت میں کھان پان سے لے کر زبان وبیان اور رسم ورواج تک میں بہت زیادہ فرق پایا جاتا ہے لیکن ایک چیز ایسی ہے جو پورے ملک میں یکساں طور پر پائی جاتی ہے اور وہ ہے مسلم دشمنی!

جی ہاں مسلم دشمنی! یہ وہ جذبہ ہے جو کشمیر سے کنیا کماری تک ہر علاقے، ہر صوبے اور ہر ضلع میں یکساں ہے۔حکمران ہو کہ انتظامی افسران، مسلم دشمنی میں کوئی کسی سے کم نہیں دِکھنا چاہتا، اس لئے جیسے ہی مسلمانوں کو ہراساں کرنے کا کوئی نیا طریقہ ایجاد ہوتا ہے، وہ جلد ہی پورے ملک میں پھیل جاتا ہے پھر اسی کے ذریعے مسلمانوں کو ستایا جاتا ہے۔ایسا ہی ایک ہتھیار آج کل بلڈوزر بنا ہوا ہے۔

بلڈوزر کا سیاسی استعمال: بلڈوزر کے سیاسی استعمال کی شروعات یوپی سے ہوئی، جہاں طاقت ور مسلم لیڈروں کے خلاف

بلڈوزر کو ایک ہتھیار کے طور پر استعمال کیا گیا۔ قانونی پیچیدگیوں کا سہارا لے کر ان کے گھر/ مکان/ اسکول/ اسپتال اور دکانوں پر بلڈوزر چلائے گئے۔ اس کاروائی کے پس پشت حکومت کے دو مقصد تھے:

(۱) مسلم عوام میں خوف پیدا کرنا۔ (۲) اکثریتی سماج کو خوش کرنا

ہم یہ نہیں کہتے کہ سبھی مسلم لیڈر دودھ کے دھلے ہیں اور اُن کی ساری جائدادیں صاف ستھری اور کھری ہیں، لیکن یہاں سوال کارروائی کا نہیں بلکہ اُس نیت کا ہے جس کا مقصد غیر قانونی تجاوزات مٹانا نہیں بلکہ ''مسلم طاقت'' کو زمیں دوز کرنا اور مسلم عوام میں اپنا خوف بٹھانا ہے۔ ورنہ غیر مسلم لیڈروں کی غیر قانونی جائدادیں کیا کم ہیں مگر یہاں تو مقصد ہی دوسرا تھا، اس لئے غیر مسلم لیڈروں کو پوچھ تاچھ تک کی زحمت نہیں دی گئی۔

مسلم لیڈروں کو زمیں دوز کرنے کی شروعات رامپور سے ہوئی جہاں اعظم خان کے بنائے ہوئے ''اردو گیٹ'' پر حکومت/ انتظامیہ نے بلڈوزر چلا دیا۔ بتایا گیا کہ اس کی اونچائی کم تھی، عوامی شاہراہ پر اتنی کم اونچائی والی تعمیر غیر قانونی ہے۔

آپ ماتھا پیٹیں یا سر، لیکن آپ طے نہیں کر پائیں گے کہ جب یہ دروازہ تعمیر ہوا اُس وقت کی انتظامیہ کیوں خاموش تھی؟ اگر اونچائی کم ہی تھی تو اسے بآسانی اونچا اٹھایا جا سکتا تھا جیسا کہ بڑی بڑی عمارتوں کو اٹھا کر اونچا کیا جاتا ہے، لیکن یہ کام تب ہوتا جب نیت صاف ہوتی، یہاں نیت قانون کی پاس داری نہیں بلکہ اعظم خان روپی اُس مسلم طاقت کو گھٹنوں پر بٹھانے کی تھی جو شر پسند عناصر کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کرتی ہے۔

اردو گیٹ کی مسماری کے بعد یوپی کا بلڈوزر پورے صوبے میں چنگھاڑا، جب جب بلڈوزر چلنے کی خبر آتی شر پسند خوشی میں جھوم اٹھتے۔ یوپی سے شہ پا کر یہی طریقہ ایم پی میں استعمال کیا گیا، اس طرح دیکھتے ہی نفرت کا بلڈوزر یوپی ایم پی سے نکل کر آسام، گجرات، اتراکھنڈ میں بھی جم کر گرجا۔ اب دارالحکومت دلی میں بھی بی جے پی کا بلڈوزر مسلمانوں کی دکانوں اور مکانوں کو زمیں دوز کرنے میں لگا ہوا ہے۔

جہاں گیر پوری کا فساد: ۱۶، اپریل کو دلّی کے جہاں گیر پوری علاقے میں ہنومان جینتی کی شوبھا یاترا نکالی گئی۔ یہ یاترا ایک ہی علاقے میں، ایک ہی دن میں تین بار نکالی گئی۔ پہلے صبح گیارہ بجے، پھر دوپہر میں ایک بجے اور اخیر میں شام کو چھ بجے۔

خیر اُن کی یاترا دن میں تین بار نکالیں کہ دس بار، مسلمانوں کو کیا مطلب، لیکن اِن دنوں ہندو تنظیموں نے اپنی مذہبی یاتراؤں کو طاقت دکھانے اور خوف و دہشت پھیلانے کا ذریعہ بنا لیا ہے۔ یہ لوگ کھلے عام تلوار، چھرے، طمنچے اور لاٹھی ڈنڈے لے کر نکلتے ہیں، بھڑکاؤ گانے بجاتے ہیں، مسلم محلوں سے گزرتے وقت اشتعال انگیز نعرے بازی کرتے ہیں اور مسجد دِکھ جائے تو اس کی حرمت پامال کرنے کی ہر ممکن کوشش کرتے ہیں۔ اُس دن جہاں گیر پوری میں بھی ایسا ہی ہوا۔ افطار کا وقت قریب تھا لوگ مسجد میں افطار کے لئے جمع تھے کہ رام بھکتوں کی ٹولی مسجد کے دروازے پر پہنچ گئی، حسب توقع اشتعال انگیز نعرے شروع ہو گئے۔ کچھ شدت پسندوں نے مسجد میں داخل ہو کر بھگوا جھنڈے نصب کرنے شروع کر دِیے۔ مسلمان اندھے/ گونگے/ بہرے بن کر کھڑے رہتے تو کوئی مسئلہ نہیں تھا لیکن ایسا ہوا نہیں، مسلمانوں نے اپنے اور مسجد کے دفاع میں پیش قدمی کیا کی، مانو دریا کی کائی چھٹ گئی، ایک ہی جھٹکے میں سارے ویر بہادر چپل/ جھنڈے چھوڑ کر فرار ہو گئے۔ اب تک پولیس منظر نامہ سے بالکل غائب تھی لیکن مسلمانوں کی مزاحمت دیکھتے ہی پولیس نے مورچہ سنبھال لیا، اس طرح زبردستی مسلمانوں پر ایک اور فساد تھوپ دیا گیا۔

ایم سی ڈی کا بلڈوزر: فساد تھمتے ہی پولیس نے گرفتاریاں شروع کر دیں۔ امیدوں کے مطابق ساری گرفتاریاں مسلمانوں کی ہوئیں۔ جب ہندو شر پسندوں کے مفسدانہ ویڈیو وائرل ہوئے اور سوشل میڈیا پر اس کے خلاف آوازیں بلند ہوئیں تب جا کر بیلنس دِکھانے کے لئے علامتی طور پر تین چار غیر مسلموں کو معمولی دفعات میں گرفتار کیا گیا، جن میں سے کچھ کو تھانے ہی سے چھوڑ دیا گیا جب کہ مسلمانوں پر نیشنل سکیورٹی ایکٹ (NSA) جیسی سخت دفعات لگائی گئی ہیں۔ بعد میں معلوم ہوا کہ شوبھا یاترا بغیر اجازت نکالی گئی تھی، جب پولیس پر سوال اٹھنا شروع ہوئے تو اپنی خفت مٹانے کے لئے میونسپل کارپوریشن دلی (MCD) کو میدان میں اتارا گیا اور مسلمانوں کے دکان و مکان کو غیر قانونی تجاوزات قرار دے کر منہدم کرنے کا فیصلہ لیا گیا۔ یہاں یہ بات بھی نوٹ رہے کہ ہندو سماج لگاتار یوپی ایم کی طرح جہاں گیر پوری میں بھی بلڈوزر چلانے کا مطالبہ کر رہا تھا، تا کہ مسلمانوں کو تگڑی نصیحت مل

سکے، اسی مطالبے کو لے کر دلی بی جے پی صدر آدیش گپتا نے ڈی سی پی سے ملاقات بھی کی تھی۔

انہدامی کارروائی کے اعلان کو سپریم کورٹ میں چیلنج کیا گیا جس پر کورٹ نے فوری پابندی عائد کردی، لیکن ایم سی ڈی افسران صبح ہوتے ہی بلڈوزر لے کر جہاں گیر پوری پہنچ گئے اور یہ کہہ کر انہدام شروع کردیا کہ ابھی ہم تک سپریم کورٹ کا تحریری آرڈر نہیں پہنچا ہے، جب پہنچے گا تو توڑ پھوڑ بند کردیں گے۔ اس طرح ایم سی ڈی کے معمولی افسران نے سپریم کورٹ کے آرڈر کو رتی بھر اہمیت نہیں دی، بلڈوزر نے دکانیں توڑیں، مسجد کا باہری چبوترا توڑا، جب بلڈوزر مندر کے باہری چبوترہ کی طرف بڑھا، عین اسی وقت سپریم کورٹ کا تحریری آرڈر پہنچ گیا۔ اس طرح مندر کسی طرح کی کارروائی سے محفوظ رہا لیکن تب تک مسجد اور مسلمان بری طرح زخمی ہوچکے تھے۔

مسلم دشمنی کی ہوڑ: اس وقت سیاسی نیتاؤں، دھارمک باباؤں اور افسروں میں مسلم دشمن دکھنے کی ایک ہوڑ چل رہی ہے، اس لئے جسے جہاں موقع ملتا ہے مسلمانوں کو دھمکانے/ مارنے/ نقصان پہنچانے/ گالی دینے اور مٹانے کی بات کرتا ہے۔ ان حرکتوں کا فائدہ بھی ملتا ہے جیسے ہی کوئی اسلام اور مسلمانوں کے خلاف کوئی اقدام کرتا ہے اُسے ہندو سماج/ میڈیا/ پارٹیاں سر آنکھوں پر بٹھا لیتے ہیں۔ جگہ جگہ استقبال ہوتا ہے، جلوس نکلتے ہیں اور ''ہندو ہردے سمراٹ'' کا خطاب بھی ملتا ہے۔ ایم سی ڈی افسران نے بھی بہتی گنگا میں ڈبکی لگانے کی سوچی اور کورٹ کی ممانعت کے باوجود مسلم مکانات گرا کر انہوں نے شر پسندوں کے دلوں کو جیت لیا ہے، امید ہے جلد ہی انہدام کرنے والے عملے کو انعام واکرام اور عوامی استقبالیہ کی خبر سننے کو ملے گی۔ ایم سی ڈی افسران غیر قانونی تجاوزات ہٹانے یا قانونی پاس داری کرانے میں کتنے سنجیدہ ہیں یہ دلی کا بچہ بچہ جانتا ہے، قانون اور ضابطے کی بات کرتے ہوئے انہیں شرم آنا چاہیے۔

انہیں یاد رکھنا چاہیے کہ خدا کی لاٹھی بے آواز ہوتی ہے جس دن قدرت نے انصاف کیا اُس دن کسی کو بچنے کا موقع نہیں ملے گا۔

☆☆☆

☆ روشن مستقبل دہلی۔ مدیر سواد اعظم، دہلی۔ 9717285505

جامعہ گلشن فاطمہ بنگلور کرناٹک کا ۱۸واں سالانہ جشن رِدا پوشی

بروز اتوار بتاریخ ۲۷ مارچ ۲۰۲۲ء بمقام اسریٰ پیلیس میں جامعہ گلشن فاطمہ زیر اہتمام امام احمد رضا مومینٹ بنگلور کا ۱۸واں جلسہ بنام جشنِ رِدا پوشی کا اہتمام کیا گیا، طالبہ اُم ہانی کی تلاوت کلام سے جلسے کا آغاز ہوا۔ حمد باری تعالیٰ طالبہ عالمہ ریشمہ نے پڑھا۔ جامعہ کی طالبات بصیرت، کنیز عائشہ، مریم فاطمہ، افشاں، اُم ہانی، غوثیہ، خدیجہ، ممنو النساء وغیرہ نے اپنے اپنے انداز میں نعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پڑھا۔ جامعہ میں امسال فارغ التحصیل ہونے والی طالبات میں عالمہ ریشمہ نے خوف الٰہی، عالمہ ثناء نے عظمت والدین اور عالمہ فردوس نے معجزات مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اپنے اپنے انداز میں تقریر کی۔ فارغ التحصیل ہونے والی طالبات کی ردا پوشی ہوئی اور سند سے نوازا گیا۔ جامعہ کی طرف سے ششماہی وسالانہ امتحانات میں درجہ عالمیت اور درجہ ناظرہ ودینیات میں اعلیٰ نمبر حاصل کرنے والی طالبات کو اول دوم سوم انعامات سے نوازا گیا۔ امام احمد رضا مومنٹ بنگلور کا کئی سالوں سے معمول رہا ہے کہ خواتین اسلام میں جو بہترین دینی، ملی تعلیمی، تربیتی، مسلکی بالخصوص جماعت اہل سنت کے خدمات اور عظیم کارہائے نمایاں کے اعتراف میں بطورِ تہنیت ''خاتونِ جنت ایوارڈ'' پیش کیا جاتا ہے، لہٰذا امسال بھی ۲۰۱۲ء کا خاتونِ جنت آوارڈ ہمارے مہمان خصوصی خطیبہ اہل سنت عالمہ فاضلہ خورشیدہ رضویہ صاحبہ پرنسپل دارالعلوم فیضانِ اعلیٰ حضرت موڈ گیرہ کو ۲۰۱۳ء کا عمدہ المعلمات محسن جامعہ گلشن فاطمہ عالمہ فاضلہ حناء کوثر رضویہ صاحبہ صدرِ معلمہ جامعہ ھذا کو، اور ۲۰۱۴ء ہمدرد قوم ملت عالیجابہ یاسمین یونس مرحومہ زوجۂ محمد یونس سیٹھ صاحب کو نوازا گیا۔ خاتونِ جنت ایوارڈ یافتہ خواتین نے امام احمد رضا مومینٹ کے بارے میں نیک خیالات اظہار کیا ہے کہ امام احمد رضا مومینٹ ایک ایسی تحریک ہے جو صرف ریاست کرناٹک ہی نہیں بلکہ ملک بیرونی میں بھی دینی وملی خدمات سرانجام دے رہی ہے، جو قوم کے لئے بہترین خدمات انجام دینے والی ''خواتین اسلام'' کو تلاش کر کے اُن کی حوصلہ افزائی کے لئے ''خاتونِ جنت ایوارڈ'' سے نوازا کرتا ہے۔ جلسہ کی صدارت عالمہ حناء کوثر رضویہ صاحبہ اور نظامت عالمہ فاضلہ عالیہ باجی نے کیں۔ عالمہ فاضلہ انجم فاطمہ، عالمہ ریشہ حیدر، عالمہ پارسہ فرحین، عالمہ گل افشان، محترمہ نگینہ تاج، محترمہ نجمعہ اطہر النساء، آمنہ تاج محترمہ انیلہ ایجاز کے علاوہ کثیر تعداد میں مقامی وبیرونی معلمات وخواتین اسلام نے جلسہ میں شرکت فرمائی۔ اخیر میں صلوٰۃ سلام اور مہمان خصوصی کی دعا پر محفل کا اختتام ہوا۔ بعدہ طعام کے بعد اپنے اپنے گھر واپس ہوئے۔ **رپورٹ:** شعبۂ نشر واشاعت، امام احمد رضا مومنٹ، بنگلورو

بزم عام

تاریخ صرف فتوحات گنتی ہے

ڈاکٹر شبیر حسن سیوانی★

دسترخوان پر پڑے انڈے، جیم اور مکھن ہیں!

یہ ۱۹۷۳ء کی بات ہے۔ عربوں اور اسرائیل کے درمیان جنگ چھڑنے کو تھی۔ ایسے میں ایک امریکی سنیٹر ایک اہم کام کے سلسلے میں اسرائیل آیا۔ وہ اسلحہ کمیٹی کا سربراہ تھا۔ اُسے اسرائیل کی وزیر اعظم ''گولڈہ مائیر'' کے پاس لے جایا گیا۔ گولڈہ مائیر نے ایک گھریلو عورت کی مانند سنیٹر کا استقبال کیا، اُسے اپنے کچن میں لے گئی۔ یہاں اس نے امریکی سنیٹر کو ایک چھوٹی سی ڈائننگ ٹیبل کے پاس کرسی پر بٹھا کر چولہے پر چائے کے لئے پانی رکھ دیا، خود بھی وہیں بیٹھی رہی۔ اس کے ساتھ اس نے طیاروں، میزائلوں اور توپوں کا سودا شروع کر دیا۔

ابھی بھاؤ تاؤ جاری تھا کہ اُسے چائے پکنے کی خوشبو آئی۔ وہ خاموشی سے اٹھی اور چائے دو پیالوں میں انڈیلی۔ ایک پیالی سنیٹر کے سامنے رکھ دی اور دوسری، گیٹ پر کھڑے امریکی گارڈ کو تھما دی پھر دوبارہ میز پر آ بیٹھی اور امریکی سنیٹر سے محو گفتگو (کلام) ہو گئی۔ چند لمحوں کی گفت و شنید اور بھاؤ تاؤ کے بعد شرائط طے پا گئیں۔

اس دوران گولڈ مائیر اُٹھی، پیالیاں سمیٹیں اور اُنھیں دھو کر واپس سنیٹر کی طرف پلٹی اور بولی مجھے یہ سودا منظور ہے، آپ تحریری معاہدہ کے لئے اپنا سکریٹری میرے سکریٹریوں کے پاس بھجوا دیجئے۔

یاد رہے کہ اسرائیل اُس وقت اقتصادی بحران کا شکار تھا، مگر گولڈہ مائیر نے کتنی سادگی سے اسرائیل کی تاریخ میں اسلحے کی خریداری کا اتنا بڑا سودا کر ڈالا۔ حیرت کی یہ ہے کہ خود اسرائیلی کابینہ نے اس بھاری سودے کو رد کر دیا۔ اس کا موقف تھا کہ اس خریداری کے بعد اسرائیلی قوم کو برسوں تک دِن میں ایک وقت کھانے پر اکتفا کرنا پڑے گا۔

گولڈہ مائیر نے ارکان کابینہ کا موقف سننے کے بعد کہا کہ آپ کا خدشہ درست ہے لیکن اگر ہم یہ جنگ جیت گئے اور ہم نے عربوں کو شکست پر مجبور کر دیا تو تاریخ ہمیں فاتح قرار دے گی اور جب تاریخ کسی قوم کو فاتح قرار دیتی ہے تو وہ بھول جاتی ہے کہ جنگ کے دوران فاتح قوم نے کتنے انڈے کھائے تھے اور روزانہ کتنی بار کھانا کھایا تھا۔ اس کے دسترخوان پر شہد، مکھن، جیم تھا یا نہیں اور اُن کی تلواروں کے نیام پھٹے پرانے تھے۔ فاتح صرف فاتح ہوتا ہے۔

گولڈہ مائیر کی دلیل میں وزن تھا، لہٰذا اسرائیلی کابینہ کو اِس سودے کو منظوری دینا پڑی۔ آنے والے وقت نے ثابت کر دیا کہ گولڈ مائیر کا اقدام درست تھا پھر دنیا نے دیکھا کہ اسی اسلحے اور جہازوں سے یہودی، عربوں کے دروازوں پر دستک دے رہے تھے۔ جنگ کے ایک عرصہ بعد واشنگٹن پوسٹ کے نمائندے نے گولڈہ مائیر کا انٹرویو لیا۔ اس نے سوال کیا کہ

''امریکی اسلحہ خریدنے کے لئے آپ کے ذہن میں جو دلیل تھی، وہ فوراً آپ کے ذہن میں آئی تھی یا پہلے سے حکمت عملی تیار کر رکھی تھی؟''

گولڈہ مائیر نے جو جواب دیا وہ چونکا دینے والا تھا، وہ بولی:

''میں نے یہ استدلال اپنے دشمنوں (مسلمانوں) کے نبی محمد ﷺ سے لیا تھا۔ میں جب طالبہ تھی تو مذاہب کا موازنہ میرا پسندیدہ موضوع تھا۔ اُنہی دِنوں میں نے محمد ﷺ کی سوانح حیات پڑھی (Biography of Muhammad) اس کتاب کے مصنف نے ایک جگہ لکھا تھا کہ جب محمد ﷺ کا وصال ہوا تو اُن کے گھر میں اتنی رقم نہیں تھی کہ چراغ جلانے کے لئے تیل خریدا جاسکے۔ اُن کی اہلیہ (حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا) نے ان کی زِرہ رہن رکھ کر تیل خریدا لیکن اُس وقت بھی محمد ﷺ کے حجرے کی دیواروں پر نو یا سات تلواریں لٹک رہی تھیں۔''

جب میں نے یہ واقعہ پڑھا تو میں نے سوچا کہ دنیا میں کتنے لوگ ہوں گے جو مسلمانوں کی پہلی ریاست کی کمزور اقتصادی حالت کے بارے میں جانتے ہوں گے لیکن مسلمان آدھی دنیا کے فاتح ہیں، یہ بات پوری دنیا مانتی ہے۔ اس لئے میں نے فیصلہ کیا کہ اگر مجھے اور میری قوم کو برسوں بھوکا رہنا پڑے، پختہ مکانوں کی بجائے خیموں میں زندگی

بسر کرنا پڑے تو بھی اسلحہ خریدیں گے، خود کو مضبوط ثابت کریں گے اور فاتح کا اعزاز پائیں گے۔''

گولڈہ مائیر نے اِس حقیقت سے تو پردہ اٹھایا مگر ساتھ ہی انٹریو لینے والے سے درخواست کی کہ اِسے ''آف دی ریکارڈ'' (of the Recard) رکھا جائے اور شائع نہ کیا جائے۔ وجہ یہ تھی کہ مسلمانوں کے نبی پیغمبر محمد ﷺ کا نام لینے سے جہاں اس کی قوم اس کے خلاف ہو سکتی ہے، وہیں دنیا میں مسلمانوں کے موقف کو تقویت ملے گا۔ واشنگٹن کے نمائندہ نے یہ واقعہ حذف کر دیا۔ وقت دھیرے دھیرے گزرتا رہا یہاں تک کہ گولڈہ مائیر انتقال کر گئی اور وہ بھی عملی صحافت سے الگ ہو گیا۔

اس دوران ایک اور نامہ نگار امریکہ کے بیس بڑے نامہ نگاروں کا انٹریو لینے میں مصروف تھا۔ اس سلسلے میں وہ اُس نامہ نگار کا انٹریو لینے لگا جس نے واشنگٹن پوسٹ کے نمائندہ کی حیثیت سے گولڈہ مائیر کا انٹریو لیا تھا۔ اس انٹریو میں اس نے گولڈہ مائیر کا واقعہ بیان کر دیا جو سیرت نبوی ﷺ سے متعلق تھا۔ اس نے کہا کہ اب یہ واقعہ بیان کرنے میں اُسے کوئی شرمندگی محسوس نہیں ہو رہی ہے۔

گولڈہ مائیر کا انٹریو لینے والے صحافی نے مزید کہا:

''میں نے اِس واقعہ کے بعد جب تاریخ اسلام کا مطالعہ کیا تو میں عرب بدؤں کی جنگی حکمت عملیوں کو دیکھ کر حیران رہ گیا کیوں کہ مجھے معلوم ہوا کہ وہ طارق بن زیادہ جس نے جبر الٹر (جبل الطارق) کے راستے اسپین فتح کیا تھا، اس کی فوج کے آدھے سے زیادہ مجاہدوں کے پاس پورا لباس نہیں تھا۔ وہ بہتر بہتر گھنٹے ایک چھاگل پانی اور سوکھی روٹی کے چند ٹکڑوں پر گزر ارا کرتے تھے۔'' یہ وہ موقع تھا جب گولڈ مائیر کا انٹریو لینے والا قائل ہو گیا کہ ''تاریخ فتوحات گنتی ہے۔''

دسترخوان پر بڑے بڑے انڈے، جیم اور مکھن ہیں۔

گولڈہ مائیر کا انٹریو لینے والے کا اپنا انٹریو جب کتابی شکل میں شائع ہوا تو دنیا اِس داستاں سے آگاہ ہوئی۔ یہ حیرت انگیز واقعہ تاریخ کے دریچوں سے جھانک کر مسلمانوں کو جھنجھوڑ رہا ہے کہ ادھڑی قباؤں اور پھٹے جوتوں والے گلہ بان، چودہ سو برس قبل کس طرح جہاں بان بن گئے۔

ان کی ننگی تلوار نے کس طرح چار براعظم فتح کر لئے؟ اگر پر شکوہ محلات، عالی شان باغات، زرق برق لباس، ریشم وکم خواب سے آراستہ وپیراستہ آرام گاہیں، سونے چاندی، ہیرے اور جواہرات سے بھری تجوریاں، خوش ذائقہ کھانوں کے انبار اور کھنکھاتے سکوں کی جھنکار ہمیں بچا سکتی تو تاتاریوں کی ٹڈی دل افواج بغداد کو روندتی ہوئی معتصم باللہ کے محل تک نہ پہنچتی۔ وہ تاریخ اسلام کا کتنا عبرت ناک منظر تھا جب معتصم باللہ آہنی زنجیروں اور بیڑیوں میں جکڑا چنگیز خان کے پوتے ہلاکو خان کے سامنے کھڑا تھا۔ کھانے کا وقت آیا تو ہلاکو خان نے خود سادہ برتن میں کھانا کھایا مگر خلیفہ کے سامنے سونے کی طشتریوں میں ہیرے اور جواہرات رکھ دیئے پھر معتصم باللہ سے کہا

''جو سونا چاندی تم جمع کرتے تھے اُسے کھاؤ۔''

بغداد کا تاجدار بے چارگی و بے بسی کی تصویر بنا کھڑا، بولا!

''میں سونے کیسے کھاؤں'' ہلاکو خان نے کہا کہ پھر ''تم نے یہ سونا چاندی جمع کیوں کیا تھا؟''

وہ مسلمان جسے اُس کا دین، ہتھیار بنانے اور گھوڑے پالنے کے لئے ترغیب دیتا تھا، کچھ جواب نہ دے سکا۔ ہلاکو خان نے نظریں گھما کر محل کی جالیاں اور مضبوط دروازے دیکھے اور سوال کیا؟

تم نے اِن جالیوں کو پگھلا کر آہنی تیر کیوں نہ بنائے؟ تم نے یہ جواہرات جمع کرنے کی بجائے اپنے سپاہیوں کو رقم کیوں نہ دی تاکہ وہ جانبازی اور دلیری سے میری فوج کا مقابلہ کرتے؟

خلیفہ نے تاسف سے جواب دیا ''اللہ کی یہی مرضی تھی''

ہلاکو خان نے کڑک دار لہجے میں کہا ''پھر جو تمہارے ساتھ ہونے والا ہے، وہ بھی خدا کی مرضی ہوگی'' پھر ہلاکو خاں نے معتصم باللہ کو مخصوص لبادے میں لپیٹ کر گھوڑوں کی ٹاپوں تلے روند ڈالا، بغداد کو قبرستان بنا ڈالا۔ **اناللہ وانا الیہ راجعون۔**

ہلاکو خان نے کہا: آج میں نے بغداد کو صفحۂ ہستی سے مٹا ڈالا ہے اور اب دنیا کی کوئی طاقت اُسے پہلے والا بغداد نہیں بنا سکتی۔''

تاریخ تو فتوحات گنتی ہے۔ محل، لباس، ہیرے، جواہرات، لذیذ کھانے نہیں۔ اگر ہم ذرا سی بھی عقل وشعور سے کام لیتے تو برصغیر میں مغلیہ سلطنت کا آفتاب کبھی غروب نہ ہوتا۔ اندازہ کریں کہ جب یورپ کے چپے چپے پر تجربہ گاہیں اور تحقیقی مراکز قائم ہو رہے تھے۔ تب یہاں ایک شہنشاہ دولت کا سہارا لے کر اپنی محبت کی یاد میں تاج محل تعمیر کروا رہا تھا۔ جب مغرب میں علوم وفنون کے بم پھٹ رہے تھے، تب یہاں تان سین جیسے گویے نئے نئے راگ ایجاد کر رہے تھے۔ جب انگریزوں،

فرانسیسیوں اور پرتگالیوں کے بحری بیڑے برصغیر کے دروازوں پر دستک رہے تھے، تب ہمارے ارباب واختیار شراب وکباب اور طاؤس ورباب میں مدہوش پڑے تھے۔تن آسانی عیش کوشی اور عیش پسندی نے ہمیں کہیں کا نہیں چھوڑا۔یہی حال آج ہمارے عرب حکمرانوں کا ہے۔عرب ملکوں کا بوسیدہ اور دیمک زدہ نظام بکھر گیا، کیوں کہ تاریخ کو اِس بات سے کوئی غرض نہیں ہوتی کہ حکمرانوں کی تجوریاں بھری ہیں یا خالی؟ شہنشاہوں کے تاج میں ہیرہ جڑے ہیں یا نہیں؟ درباروں میں خوشامدیوں اور وظیفہ خوار شاعروں کا جھرمٹ ہے یا نہیں؟ یادرکھئے تاریخ کو صرف کامیابیوں سے غرض ہوتی ہے اور تاریخ عذر قبول نہیں کرتی۔

سیرت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے ایک یہودی عورت نے تو سبق حاصل کیا مگر مسلمان اِس پہلو سے نا آشنا رہے۔سائنس وٹیکنالوجی ،علوم وفنون پر دسترس رکھنے کی بجائے لاحاصل بحثوں اور غیر ضروری کام میں مگن رہے۔اسی لئے زوال ہمارا مقدر ٹھہرا۔

جلسوں،اجتماعوں میں غیر ضروری تقریریں گمراہ کن نعرے اور نازیبا الفاظ کے استعمال اور مسلکوں سے متعلق غیر فطری باتوں نے عام مسلمانوں کو جھنجھوڑ کر رکھ دیا ہے جو کہ فطرتاً بھولی بھالی اور سیدھی سادی ہے۔جو لوگ منصب نائب رسول پر متمکن ہو کر لا اکراہ فی الدین سے ہٹ کر اپنی من مانی کرتے رہے اور قوم وملت کو ٹکڑے کر کے رکھ دیا۔تاریخ بڑی بے رحم ہوتی ہے،اس نے کبھی ان لوگوں کو فراموش نہیں کیا جن لوگوں نے قوم وملت سے غداری کی یا دھوکہ دیا۔

اگر تاریخ دیکھا جائے تو زمانۂ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے اب تک ہمارے قوم کے اندر ایسی جماعت رہی ہے جس نے مذہب وملت کو کافی نقصان پہنچایا ہے اور وہ سلسلہ ہنوز جاری ہے۔کسی نے کسی شکل میں تو کسی نے شکل میں۔آج کی ہمارے نوجوان نسل دین سے دور اور مغربی رسوم رواج سے قریب تر نظر آتی ہے۔اِسے بروقت روکا نہیں گیا تو ہمارا سماج بکھرتا چلا جائے گا۔حرام حلال کی تمیز ختم ہوتی جارہی ہے، ہمارے معاشرہ میں سودی کاروبار کا رجحان بڑھ رہا ہے،غلط وصحیح کا امتزاج اور اس کا معدوم ہونا باعث تشویش ہے۔ہماری قوم کے رہبر وٹھیکیدار اس طرف توجہ فرمائیں تو قوم وملت پر احسان عظیم ہوگا۔بجائے اس کے کہ فرقہ ومسلک پر پوری طاقت صرف کی جائے۔

ایمان وعقیدے کی بات ضرورت ہونی چاہیے مگر اس کا انداز کیسا ہو،اندازِ بیاں صاف وسلیس اور پروقار ہوتا کہ بات دل کے پار اتر جائے جیسے کہ ہمارے اکابر صوفیہ کرام واولیائے کرام کا طریقہ رہا ہے۔ ہمارا تہذیب وتمدن قائم رہے ،ایک اچھے معاشرہ کی اشد ضرورت ہے۔بڑوں کا لحاظ،ادب واحترام، پیار وشفقت۔

☆☆☆

☆ایریا سیلز مین، ہمدرد دواخانہ،صوبہ راجستھان، مقیم جودھپور
9163977927

بزم سخن

مختار مدینے میں

ہم چھوڑ کر جاتے ہیں گھر بار مدینے میں
سب دن کے لئے رکھ لو سرکار مدینے میں
اچھا جو ہوا اچھا تو اُس میں تعجب کیا
پاتے ہیں شفا جا کر بیمار مدینے میں
دل عشق سے خالی ہو پھر کوئی سوالی ہو
پائے گا وہ کیا جا کر مکار مدینے میں
سرکار کے سارے ہی اوصاف حمیدہ کا
دشمن بھی نہ کر پائے انکار مدینے میں
کیوں دست گدائی کو پھیلانا کہیں جا کر
بیٹھے ہیں دو عالم کے مختار مدینے میں
ہے دل میں اگر کینہ، دوزخ ہے ترا سینہ
تو جا کے کرے گا کیا غدار مدینے میں
گلہائے بہشتی کا یہ حرس طلب، حد ہے
خوش بختی مِری، ہوتا جو خار مدینے میں
تکتی ہیں تیری جانب دنیا کی نگاہیں بھی
ہر سمت ہے ڈالر کا انبار مدینے میں
بس اتنی تمنا ہے سرکار، وصؔی جا کر
لکھتا تیری مدحت کے اشعار مدینے میں

چاند کو ٹکڑا بنا دیا

جو درد بانٹتے تھے مسیحا بنا دیا
کس کس کو کیا سے آپ نے کیا کیا بنا دیا
بوجہل اِسی فکر میں گھٹ گھٹ کے مر گیا
کیسے نبی نے چاند کو ٹکڑا بنا دیا
دل میں خیال شوق حضوری کو دیکھ کر
کعبہ کو رب نے آپ کا قبلہ بنا دیا
جس کی مثال ہو نہ کسی کائنات میں

نظم قصہ غم ببارگہ عالم پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

رائج وقت تھے ہم چار سو، سکے کی طرح
سارے عالم میں معزز رہے کعبے کی طرح

ٹوٹی شمشیر نے، تدبیر نے دے مارا ہے
عرش سے فرش پہ تقدیر نے دے مارا ہے

سخت مشکل میں ہے امت کے سہارا سن لو
والیِ خیر! کہ فریاد خدا را سن لو

عزتیں، عصمتیں سب کفر کے نرغے میں ہیں
ہر گھڑی زینب و زہرا یہاں خطرے میں ہیں

نفرتوں کے یہ شرارے، یہ سلگتے منظر
راج ہے ظلم کا، خائف ہے اماں کا پیکر

اب تو رہ رہ کے ڈراتے ہیں یہ منظر آقا
ہند میں جینا ہمارا ہوا دو بھر آقا

عدل بے پر کا پرندہ ہے اڑے گا کیسے
یہاں انصاف بھی لنگڑا ہے چلے گا کیسے

خیر کے رنگ میں بھگوا کے وہ شر ڈالے ہیں
ظلم نے عدل کے پر سارے کتر ڈالے ہیں

اک تو فاشسٹ ہے پھر اُس پہ حکومت کا نشہ
نازی افکار کا پیرو ہے یہاں کا مکھیا

اس کا یہ خواب کہ بے یار بنا دے گا ہمیں
چند سالوں میں یہاں سے وہ بھگا دے گا ہمیں

ترکش و تیر یہ شمشیر یہ خنجر اُس کا
وردیاں ساری اسی کی، یہ لشکر اس کا

خواب خرگوش میں سوئے ہیں جگائیں کیسے
ہم نہتے ہیں قبیلے کو بچائیں کیسے

کفر ہے بر سر پیکار بچا لو ہم کو
ظلمت دہر سے للہ نکا لو ہم کو

سوچتے ہیں تو نگاہوں سے ندی بہتی ہے
داستاں ایسی کہ چٹان بھی رو دیتی ہے

خندہ زن کفر ہے اس قوم کی بے یاری پر
پھبتیاں کسنے لگے امت بے چاری پر

بعد تقسیم فسادوں کا وہ صرصر اٹھا
امن کے واسطے جیسے کوئی محشر اٹھا

چھن گئی بابری، اور متھورا بھی گیا
کتنے کعبے کو یہاں شوق سے توڑا بھی گیا

ابھی گجرات کا وہ زخم بھرا بھی تو نہیں
ابھی میرٹھ کا ستم دل سے گیا بھی تو نہیں

پھر یہ کھرگون، یہ دلی بھی جلائی کس نے
آگ نفرت کی اس طرح لگائی کس نے

ہم ہی مارے گئے، ہم کو ہی اٹھایا بھی گیا
کر کے سازش ہمیں زنداں میں سڑایا بھی گیا

خوف و دہشت کے پجاری ہیں نگر میں رقصاں
سارے دنگوں کے مناظر ہیں نظر میں رقصاں

وہ کٹے سر، وہ لٹی عصمت حوا کی قسم
یا نبی آپ کو ملت بیضا کی قسم

کعبے والے کی قسم اے گنبد خضری والے
تیری امت کو ستاتے ہیں یہ دنیا والے

عصمت کعبہ بچانے کو وہ کنکر آیا
جانب رب سے ابابیل کا لشکر آیا

رب نے مِرے رسول کو ایسا بنا دیا
یہ انتہائے ربط محبت کی ہے مثال
روضہ کو تیرے کعبہ کا کعبہ بنا دیا
آیا جو بارگاہِ رسالت مآب میں
دیوانہ تھا، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دانا بنا دیا
آقا کی بات چھوڑیئے، ان کے غلام نے
اک چشمہ التفات میں کیا کیا بنا دیا
یہ ان کے اختیار کی ادنیٰ مثال ہے
جیسا جسے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چاہا بنا دیا
یہ شانِ امتیاز کریمی تو دیکھئے
جیسا جسے حضور نے چاہا بنا دیا
ان کی نگاہ فیض کا کیا پوچھنا وصیؔ
قطرے پہ پڑ گئی ہے تو دریا بنا دیا

نتیجۂ فکر: وصی مکرانی واجدی، ملنگوا، ضلع سرلاہی، نیپال 9844524925

نعت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

فضل رب سے ملی نور کی
رہبری رہبری رہبری
آپ آئے جہاں میں ہوئی
روشنی روشنی روشنی
ان کے دربا میں ہے بہت
دل کشی دل کشی دل کشی
میرے سرکار کی اک نظر
زندگی زندگی زندگی
میرے آقا کے دامن میں ہے
بہتری بہتری بہتری
ان کا دیدار میرے لئے
بندگی بندگی بندگی
حشر میں کام کی چیز ہے
عاشقی عاشقی عاشقی

بہر امداد فرشتوں کی جماعت اتری — بدر والوں کی سکینت کو عنایت اتری
آپ کے صدقے ہماری بھی مدد ہو جائے — ہم سے کمزور پیادوں کو رسد ہو جائے
آخری وقت میں امت کا سہارا تم ہو — شب تاریک ڈھلے ، نور سویرا تم ہو
کب تلک چلتے رہیں ظلم کے انگاروں پر — یا نبی نظر کرم ! اپنے وفاداروں پر
کفر کا پانی اتاریں وہی ہمت دیجیے — یا نبی بازوئے مومن میں وہ قوت دیجیے
ہم تری راہ سے کیا بھٹکے، کہ عزت سے گئے — طاعت رب سے ہٹے اور حکومت سے گئے
ہم خطاوار ہیں، مجرم ہیں ، سزا دیں ہم کو — ہم جو بگڑے ہیں تو سرکار بنا دیں ہم کو
کشتیٔ امت عاصی کے نگہباں تم ہو — ہم خطا وار پہ حد درجہ مہرباں تم ہو
ہاتھ پھیلائے کھڑے ہیں یہ سوالی دیجیے! — یا نبی عظمت رفتہ کی بحالی دیجیے !

(مولانا) مشتاق احمد نوری، کشن گنج، بہار (بھارت)

ان کی دہلیز پہ کشکول بنا بیٹھا ہوں

ان کے اوصافِ حمیدہ کی قلم کاری کا — مرحبا نعت ہے عنواں میری فن کاری کا
ان کی دہلیز پہ کشکول بنا بیٹھا ہوں — یہ ہے معیار مری عظمتِ خود داری کا
ان کے دیوانوں کی تعظیم کو لازم کر کے — کام یہ ہم نے کیا خوب سمجھ داری کا
حمد معبود کبھی نعت پیمبر لکھ کر — کام کرتے رہو جنت میں شجر کاری کا
آپ نے جب سے اسے اپنا بنایا ہے حضور — خوف ہوتا نہیں نادار کو نا داری کا
شکریہ شاہِ امم آپ کی نسبت کے طفیل — ٹل گیا خطرہ سرِ حشر گرفتاری کا
عرشِ اعظم سے سلام آتا ہے اس کی خاطر — مرتبہ دیکھئے سرکار کے درباری کا
مجھ کو اولادِ پیمبر سے محبت کے سبب — سامنا ہوگا نہیں حشر میں دشواری کا
میرے جیسوں کی بھی تنویر شفاعت کر کے — حق ادا کر دیا سرکار نے غم خواری کا

نتیجۂ خیال: تنویر جمال عثمانی

صدائے بدر

یوم بدر ۱۷ رمضان المبارک، اہل حق کے لیے امیدوں اور حوصلوں کا ایک عظیم نشاں

ستم ہو لاکھ مگر خوف و یاس تھوڑی ہے — بھروسہ رب پہ ہے، دنیا سے آس تھوڑی ہے
ہم اہل حق کو ہے لاتقنطوا کا پروانہ — کہیں شکستہ دلی آس پاس تھوڑی ہے
ڈریں گے وہ ، جو فقط نام کے مسلماں ہیں — جو سچے ہیں اُنھیں خوف و ہراس تھوڑی ہے
ہے مومنوں کے لئے تاجِ انتم الاعلون — یہ قول رب ہے، گمان و قیاس تھوڑی ہے

سب سے اعلیٰ ہے سرکار کی
قیصری قیصری قیصری
شہر میں ان کے میری بھی ہو
حاضری حاضری حاضری
دم نہ نکلے تو کافر کہے
اَن کہی اَن کہی اَن کہی
مومنو اچھی ہوتی نہیں
بزدلی بزدلی بزدلی
دیکھ کر اُن کو کلمہ پڑھے
ہر کوئی ہر کوئی ہر کوئی
ان کے تلوؤں پہ قربان ہے
چاندنی چاندنی چاندنی
نعت صلی علیٰ پڑھ شہیرؔ
خالدی خالدی خالدی

طالب دعا: شہیر رضوی کھیروی شہیرؔ رضوی کھیروی،
سیدواڑہ کھیری یوپی- 9792266601

نعت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کلام پاک کے پارے بیان دیتے ہیں
رسول امی سبھی پر دھیان دیتے ہیں

جو سننے والوں کے کانوں میں کھولے شیرینی
وہ بے زبان کو ایسی زبان دیتے ہیں

خدا کا فضل و کرم ان کو ڈھانپ لیتا ہے
مرے رسول جنہیں بھی امان دیتے ہیں

وہ جن کو پوچھنے والا نہیں تھا دنیا میں
انہیں بھی رحمت کونین مان دیتے ہیں

نکال کر وہ یتیموں کو حلقۂ غم سے
مسرتوں کا مکمل جہان دیتے ہیں

کاوش فکر: محمد ثاقب رضا، پڑوسی

ستم میں جوہرِ مومن فروغ پاتے ہیں
لباسِ عیش ہمارا لباس تھوڑی ہے

نبی کے نام پہ مٹنے میں ہے بقا اپنی
حیاتِ دہر ہماری اساس تھوڑی ہے

بڑی تپش ہے مگر پھر بھی روزہ داروں کو
یہ پیاس دل کی طراوٹ ہے پیاس تھوڑی ہے

پھر آج آیا ہے رمضاں میں بدر کا منظر
فریدی حق کی جماعت اداس تھوڑی ہے

از: فریدی صدیقی مصباحی مسقط عمان، 96899633908

منقبت در شان
مولائے کائنات علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم

وہ جس کے دل میں دوستو علی کا احترام ہے
یقیناً ایسے شخص کا بہشت میں مقام ہے

غدیر خم پہ کہہ دیا نبی نے یوں پکڑ کے ہاتھ
امام جس کا میں ہوں اس کا یہ علی امام ہے

ہر ایک راہِ معرفت علی کے در کی ہے عطا
کمالِ قرب آپ کے بغیر ناتمام ہے

مرے لبوں پہ ورد ہے علی علی علی علی
نہ خوف دل میں ہے مرے نہ ڈر کا کوئی نام ہے

عمر سے، یارِ غار سے، جنابِ ذوالنورین سے
علی کی ساری زندگی وفاؤں کا پیام ہے

رواں ہیں چشمے حکمتوں کے ایک ایک لفظ میں
علی ظہورِ صاحبِ جوامع الکلام ہے

نگاہِ لطف سے مجھے ہمیشہ رکھیے فیض یاب
مشاہدؔ آپ کا حضور ازل سے ہی غلام ہے

عرض نمودہ: محمد حسین مشاہدؔ رضوی، مالیگاؤں

یادِ کفایت
۲۲/ رمضان المبارک یوم شہادت مجاہد انقلاب ۱۸۵۷ء
حضرت علامہ سید کفایت علی کافی مرادآبادی علیہ الرحمہ

نہ بھولے گا جہاں، وہ ''دار'' پر نغمہ کفایت کا
سخن کی آبرو ہے آج بھی لہجہ کفایت کا

فنا کی حد سے باہر اُن کی خودداری کا ہے جوہر
لباسِ موت میں کردار ہے زندہ کفایت کا

ترانہ عزم و ہمت کا لکھا، پھانسی کے پھندے پر
بلالِ مصطفیٰ سے ملتا ہے شجرہ کفایت کا

سلاموں کے گہر، اُس مردِ حُر کی استقامت پر
شجاعت خیز ہے اب تا ابد قصّہ کفایت کا

ضمیر اپنا نہ بیچا، حق پرستی پر رہے قائم
اصولِ رہبری کا چرخ ہے، رستہ کفایت کا

چراغ حق نوائی لے کے طوفاں کو ہزیمت دی
نشانِ جرأت حسنین ہے اسوہ کفایت کا

کہا سلطانِ اہلِ نعت اُن کو، اعلیٰ حضرت نے
نبی کے عشق سے روشن ہے یوں خامہ کفایت کا

چلو ہم اُن کی سیرت کو بنائیں مشعلِ ہستی
تنِ فکر و عمل پر اوڑھ لیں جامہ کفایت کا

وہ تیور جس سے کٹ جاتی ہیں مایوسی کی زنجیریں
فریدیؔ منتقل ہو قوم میں ورثہ کفایت کا

از: فریدی صدیقی مصباحی نوری جامع مسجد، مدینۃ العرفان مسقط عمان

رضوی کتاب گھر کی مطبوعات

رابطہ کا پتہ: RAZVI KITAB GHAR
423,Matia Mahal,Jama Masjid,Delhi-6 Ph:23264524

نام و پتہ...

نام کتاب	روپے	تعداد
(الف)		
الاِبریز۔اردو ترجمہ خزینۂ معارف	400/=	
اسلامی زندگی فقیہ شافعی کی روشنی میں	300/=	
انوار ساطعہ در بیان مولود و فاتحہ	300/=	
امام احمد رضا اور معارف تصوف	240/=	
امام اعظم ابوحنیفہ اعلیٰ حضرت کی نظر میں	160/=	
الزہد (تقویٰ کی حقیقت اور احادیث رسول)	240/=	
انعام شریعت	140/=	
امام پاک اور یزید پلید	160/=	
انوار امام احمد (دو جلدوں میں)	1200/=	
امام احمد رضا اور رد بدعات و منکرات	200/=	
امام احمد رضا ارباب علم و دانش کی نظر میں	180/=	
اصلاح فکر و اعتقاد	240/=	
النجوم شعری مجموعہ (بیکل اتساہی)	120/=	
افکار رضا	120/=	
اذان خطبہ کہاں ہو	50/=	
اسلام اور چاند کا سفر	60/=	
اسلامی ضابطۂ زندگی	200/=	
انوارِ درود و سلام	140/=	
امتیاز حق و باطل	100/=	
التحفة المرسله	100/=	
امام احمد رضا اور مسائل نکاح	60/=	
انوری تقریریں	160/=	
اشرفی تقریریں	160/=	
آسان تقریریں (اوّل و دوم)	60/=	
آسان تقریریں (سوم چہارم)	60/=	
احکام نماز اور اتباع سنت (نماز حبیب کبریاء)	160/=	
اسلامی زندگی	80/=	
ارشادات اعلیٰ حضرت	40/=	
امام المحدثین	40/=	
امام علم و فن نمبر	600/=	

نام کتاب	روپے	تعداد
امام احمد رضا کی فقہی بصیرت	40/=	
اصول نظامت	30/=	
اقبال و احمد رضا	40/=	
اندھے نجدی دیکھ لے قدرت رسول اللہ کی	100/=	
افضلیت مصطفیٰ	30/=	
ایصال ثواب کی شرعی حیثیت	15/=	
انگوٹھے چومنے کا مسئلہ (اردو ہندی ساتھ میں)	20/=	
(ب)		
بزم اولیاء (ترجمہ روض الریاحین)	450/=	
بنگال اور اسلام	40/=	
بابری مسجد کی شہادت اور تعمیر نو	50/=	
بارگاہ خواجہ ہند میں امام احمد رضا کی حاضری	120/=	
بارہ تقریریں	160/=	
بارہ مہینوں کی نفل نمازیں	30/=	
بچوں کی تقریریں	20/=	
(ت)		
تفسیر روح البیان (مکمل ۱۵ر جلدوں میں)	10000/=	
تفسیر نعیمی (۱۹ر جلدوں میں)	7500/=	
تفسیر مظہر القرآن (مکمل ۳۰ پارے دو جلدوں میں)	1200/=	
تفسیر الم نشرح (مکمل مجلد)	400/=	
تین طلاق اور حکم شریعت	80/=	
تذکرۃ المجد دین	400/-	
تذکرۃ الانبیاء (مکمل مجلد)	350/=	
تذکرۃ الاولیاء	200/=	
تذکرہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام	200/=	
تاجدارِ کربلا	260/=	
تاریخ کربلا	200/=	
تجلیات مفتی اعظم ہند	120/=	
تاریخ نجد و حجاز	240/=	
تحقیقات مکمل	120/=	
تذکرہ حافظ عبدالرؤف	50/=	

نام کتاب	روپے	تعداد
تذکرہ علی احمد صابر کلیری مجلد	120/=	
تہتر میں ایک (مجلد)	120/=	
تجلیات شرف	100/=	
تخلیق آدم	80/=	
تاج خطابت	160/=	
(تاجدار یمن) حضرت اویس قرنی	140/=	
تمہید ایمان	40/=	
تعارف اہل سنت	40/=	
تین برگزیدہ شخصیتیں	50/=	
تین طلاق کا شرعی حکم	30/=	
تجلیات علم	80/=	
تجلی الیقین بأن نبینا شفیع المذنبین	50/=	
تضمین بر لاکھوں سلام	10/=	
تین نورانی راتیں	20/=	
تبلیغی جماعت کا فریب	15/=	
تبلیغی جماعت احادیث کی روشنی میں	15/=	
تعظیم نبی اور امام احمد رضا	240/=	
تحفۂ معینیہ ترجمہ رسالہ شریفیہ	30/=	
توحید کا اُجالہ، شرک کا اندھیرا (اردو، ہندی)	160/=	
(ج)		
جان ہے عشق مصطفیٰ	350/=	
جاء الحق (مکمل مجلد)	280/=	
جذب القلوب	140/=	
جان جاناں	160/=	
جمال اولیاء	100/=	
جانِ خطابت	120/=	
جشن میلاد النبی	30/=	
جماعت اسلامی کا شیش محل	60/=	
جنگ آزادی اور وطن کے جاں باز	140/=	
جنتی زیور	200/=	
(ح)		
حیاۃ الشہداء والموتیٰ	60/=	
حدائق بخشش (کلاں مجلد)	160/=	
حصن حصین	120/=	

نام کتاب	روپے	تعداد
حیات تاج الشریعہ	140/=	
حسام الحرمین	140/=	
حق وباطل کی پہچان	15/=	
حدیثوں کی روشنی	120/=	
(چ)		
چالیس حدیثوں کا گلدستہ	120/=	
چند کفری اشعار پر شرعی گرفت	40/=	
(خ)		
خلاصہ فقہ شافعی	200/=	
خطبات ممبریہ (خطبۂ جمعہ)	100/=	
خاک کربلا	140/=	
خون کے آنسو	180/=	
خطبات شان مصطفیٰ	250/=	
خطبات غزالی	140/=	
خطبات اسلام	120/=	
خطبات مجاہد (جلد اول)	160/=	
خطبات مجاہد (جلد دوم)	140/=	
خطبات اعظمی (مکمل)	120/=	
خطبات ربانی (حصہ اول مجلد)	100/=	
خطبات ربانی (حصہ دوم مجلد)	140/=	
خطبات ابو الحقانی	40/=	
خطبات خواتین	120/=	
ختمات رضویہ	20/=	
(د)		
داستانِ کربلا	140/=	
دیوبند کی خانہ تلاشی	60/=	
دیوبند کا نیا دین	70/=	
دلکش تقریریں	40/=	
دعوت فکر	100/=	
(ر)		
روح خطابت	120/=	
(ز)		
زین المجالس	200/=	
زیارتِ قبور (مجلد)	100/=	

نام کتاب	روپے	تعداد
زیارت قبور (کور)	10/=	
(س)		
سعادۃ الدارین (مکمل ۲ جلدوں میں)	600/=	
سیرت مصطفیٰ (اردو) ڈیلکس	240/=	
سیرت مصطفیٰ (ہندی) ڈیلکس	240/-	
سراج وہاج شرح درود تاج	120/=	
سچی حکایات (مکمل مجلد)	300/=	
سبع سنابل شریف	180/=	
سیرت خواجہ غریب نواز	240/=	
سیرت غوث اعظم	140/=	
سیرت غوث پاک	140/=	
سیرت رسول اکرم	200/=	
سیرت امام شافعی	100/=	
سوانح کربلا	80/=	
سنی دیوبندی اختلاف کا مصنفانہ جائزہ	120/=	
سنی بہشتی زیور	200/=	
سوانح حضرت اویس قرنی	50/=	
سوانح حضرت جنید بغدادی	50/=	
سیرت امام احمد رضا	40/=	
سواد اعظم	30/=	
سنت خیر الانام	120/=	
سید سلیمان اشرف بہاری (حیات وخدمات)	30/=	
سید نظمی مارہرہ شخصیت اور فن	80/=	
سبق آموز تاریخی کہانیاں	80/=	
سات مسائل	15/=	
سچی نماز اُردو کلاں	40/=	
(ش)		
شارح بخاری نمبر	300/=	
شافعی بہشتی زیور (مکمل دو جلدوں میں)	800/=	
شافعی معلم الدین (دینی تعلیمی کورس)	60/=	
شان مصطفیٰ بزبان مصطفیٰ بلفظ انا	400/=	
شفا شریف (مکمل مجلد)	320/=	
شان حبیب الرحمن	160/=	
شام کربلا	140/=	

نام کتاب	روپے	تعداد
شمع شبستان رضا	240/=	
شرح الصدور (قبر کے حالات)	160/=	
شمسی تقریریں	160/=	
شان خطابت	80/=	
شعبان کے لیل ونہار	50/=	
(ص)		
صدر العلماء ایک تاریخ ساز شخصیت	300/-	
صرف نو منٹ میں	6/=	
(ط)		
طریقۂ فاتحہ	15/=	
طرز نکاح	140/-	
(ع)		
علوم القرآن (ترجمہ حاشیہ الدولۃ المکیہ)	200/=	
عورتوں کی حکایات	140/=	
عقائد اہل سنت	180/=	
عقائد علمائے دیوبند	30/=	
عرفان مذہب ومسلک	50/=	
عورت کیا ہے؟	15/=	
عورتوں کی نماز	20/=	
(غ)		
غلط فہمیاں اور ان کی اصلاح	100/=	
غوث وخواجہ اور رضا	120/=	
غیر مقلدین کی انگریز نوازی	50/=	
غلط ترجموں کی نشاندہی	15/=	
(ف)		
فتاویٰ حامدیہ (مکمل)	400/=	
فیضان اعلیٰ حضرت	400/=	
فیضان شریعت	400/=	
فقہ حنفی اور امام احمد رضا (یٰسین اختر مصباحی)	260/=	
فضائل نماز قادری رضوی	120/=	
فضائل اہل بیت (سفینہ نوح)	140/=	
فاتحہ گیارہویں شریف	60/=	
فقہ حنفی کی روشنی میں مسئلہ کفائت کی تنقیح	40/=	
فرش پر عرش	140/=	

۱۰ ربیع النور شریف ۱۴۲۴ھ بروز منگل مطابق ۱۳ مئی ۲۰۰۳ء

مذکورہ بالا تاریخ میں دستگیری مریدین، محافظ طریقت، قبلۃ العارفین، کعبۃ السالکین، سخاوت حیدری، پیکر محسن انسانیت، آفتاب شریعت، ماہتاب طریقت، عارف باللہ قبلہ وکعبہ الشاہ الحاج ''میاں حضور'' دامت برکاتہم العالیہ شرافتیہ خلیفہ مجاز قلبہ وکعبہ الشاہ الحاج مولوی شاہ شرافت علی میاں رحمۃ اللہ علیہ بریلی شریف نے سرزمین شاہجہاں پور میں اپنے دست مبارکہ سے مدرسہ غوث الثقلین کی بنیاد رکھی اور اجازت بھی عنایت کی۔

میاں حضور نے شاہجہاں پور میں دینی ادارہ قائم کیا جس میں الحمدللہ درجۂ حفظ اور ثقلینی کمپیوٹر ٹریننگ سینٹر قائم ہے۔ مدرسہ غوث الثقلین ''اردو میڈیم'' سے ہے۔ مدرسہ ''میاں حضور'' کے کرم خاص سے یہ مدرسہ درجہ فوقانیہ تک منظور شدہ ہے جس میں ۳، اوقات میں تعلیم مہیا کرائی جاتی ہے۔ صبح ۸ بجے سے دوپہر ۱۲ بجے تک دینی تعلیمی کے ساتھ ساتھ دنیاوی تعلیم کا بھی درس دیا جاتا ہے جس میں مختلف مضامین اردو، ہندی، انگلش، سائنس، سوشل سائنس، آرٹ، دینیات، عربی وغیرہ کا درس دیا جاتا ہے۔ دوپہر ۳ بجے سے شام ۵ بجے تک زبان اردو کی فلاح وبہبود کے لئے محنت کی جاتی ہے اور مستقل مزاجی سے زبان اردو کی تعلیم کا درس دیا جاتا ہے۔ جو طلبہ وطالبات دیگر مدراس واسکول میں تعلیم حاصل کر رہے ہیں اور اُن کو زبان اردو نہیں آتی ہے تو وہ مدرسہ غوث الثقلین میں زبان اردو کا درس لینے کے لئے مدرسہ میں داخل ہوتے ہیں اور زبان اردو سے واقف ہوتے ہیں۔

شام میں مغرب کے بعد درجہ حفظ اور درجہ ناظرہ کی تعلیم دی جاتی ہے جس میں طلبہ کو حفظ قرآن کرایا جاتا ہے اور ناظرہ پڑھایا جاتا ہے۔

مرتبہ: مریم ثقلینی بنت منا ثقلینی ابن نصر اللہ شرافتی۔ مدرسہ غوث الثقلین، مہمند ہدف، شاہجہاں پور، یوپی۔ 9616809591

تاریخ اشاعت: ۱۱ رمضان المبارک ۱۴۴۳، بروز بدھ ۱۳، اپریل ۲۰۲۲ء

۵۵ ر واں ششماہی عرس مقدس

عطائے ربانی، عطائے مصطفیٰ، بیان قول میزانی، آقائے دوجہاں کے منظور نظر، عکس فاروقی، منبع کشف وکرامات، چراغ انجمن اولیاء اللہ، راز دارِ ربانی، شہنشاہ بریلی شریف قبلہ و کعبہ الشاہ الحاج مولوی شاہ شرافت علی میاں رحمۃ اللہ علیہ دادا پیر علیہ الرحمۃ والرضوان مزاج قبلہ وکعبہ الشاہ الحاج مولوی بشیر میاں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بریلی شریف۔

تاریخ وصال: ۱۱ ربیع النور شریف ۱۳۸۶ھ بروز بدھ۔ ۲۸ مئی ۱۹۶۹ء۔ **یوم ولادت:** ۲۷ رمضان ۱۳۱۰ھ بروز جمعہ مطابق ۱۸۹۲ء ماہ اور دن معلوم نہ ہوسکا۔

مدرسہ غوث الثقلین مہمند ہدف شاہجہاں پور میں قبلہ وکعبہ الشاہ الحاج دادا پیر علیہ الرحمہ کا ششماہی ۵۵ ر واں عرس مقدس بتاریخ ۱۱، رمضان ۱۴۴۳ھ بروز بدھ ر ۱۳، اپریل ۲۰۲۲ء کو بعد نماز مغرب منعقد کیا گیا۔ عرس مقدس کا آغاز حافظ شمو ثقلینی نائب قاضی صاحب نے تلاوت قرآن مجید سے کیا۔ حافظ رضوان ثقلینی نائب قاضی نے نعت پاک پڑھی اور اختتام پر صلوٰۃ وسلام بھی پڑھا۔ مدرسہ غوث الثقلین کے کابینہ حضرات نے شرکت کی۔ بانئ مدرسہ حاجی بابا نے تمام حاضرین محفل کو جزاک اللہ خیراً کہا۔ فاتحہ خوانی کے بعد تبرک تقسیم کیا گیا۔ **المعلن:** الحاج محمد نبیہ قصاب ثقلینی ابن نصر اللہ شرافتی۔ مدرسہ غوث الثقلین مہمند ہدف شاہجہاں پور۔ 9616809591

حضرت شاہ محمد ثقلین ''میاں حضور'' کے زیر سرپرستی

'دار الثقلین فاؤنڈیشن' کا قیام۔ وائی بی چوان سینٹر میں لوگو، ویب سائٹ کا افتتاح

ممبئی (فرحان حنیف وارثی) بریلی کے مشہور پیر طریقت قبلہ وکعبہ الشاہ الحاج محمد ثقلین ''میاں حضور'' کے زیر سرپرستی قوم کے بچوں اور بچیوں کو زیورِ تعلیم سے آراستہ کرنے کی غرض سے ''دار الثقلین فاؤنڈیشن'' (رجسٹرڈ) کی بنیاد رکھی گئی ہے۔ گزشتہ ۱۲ جمادی الاخریٰ ۱۴۴۳ھ بروز پیر مطابق ۱۴ فروری ۲۰۲۲ء کو ممبئی کے وائی بی چوان سینٹر میں شام کے وقت شاہ محمد ثقلین ''میاں حضور'' نے فاؤنڈیشن کی ویب سائٹ اور لوگو لانچ کیا۔ افتتاحی تقریب کا آغاز تلاوت قرآن مجید سے ہوا۔ اس موقع پر الحاج نثار نے حمد مع ذکر خفی اور اس کے بعد فاؤنڈیشن کے وائس چیئر مین عبد الحفیظ الرحمٰن نے خطبۂ استقبالیہ پیش کیا۔ نائب صدر نے فاؤنڈیشن کے بانی اور سرپرست اعلیٰ شاہ محمد ثقلین میاں حضور کی دینی، ملی، علمی، فلاحی اور سماجی خدمات سے حاضرین محفل کو روشناس کرایا۔ خانقاہ شرافتیہ کی سرگرمیوں اور انسانیت کے فلاح وبہبود کو اجاگر کرنے والی ایک مختصر دستاویزی فلم دِکھائی گئی۔ پروجیکٹ کی تفصیلات محمد شاہد مرزا نے سلائیڈ کے توسط سے پیش کی۔ افتتاحی تقریب میں شاہ محمد ثقلین میاں حضور کے صاحبزادے اور فاؤنڈیشن کے جنرل سکریٹری محمد غازی میاں بھی موجود تھے۔

'دار الثقلین فاؤنڈیشن' کے ''لوگو'' میں شامل اشیاء کے مفاہیم بھی واضح کیے گئے جیسے: (۱) کتاب: علم اور حکمت کا حصول (۲) درخت: ترقی اور سب کے لئے پناہ گاہ (۳) تنے کی شکل: صوفی رقص اور عاجزی (۴) پتے: روشن خیالی اور آزادی (۵) دائرہ: یونی ورسل ویژن (۶) زیتون کی شاخ: امن اور خوشحالی۔

صدارتی خطبہ فاؤنڈیشن کے صدر شاہد شیخ نے دیا۔ انہوں نے اپنی جامع تقریر کے دوران خانقاہ کے کردار پر روشنی ڈالی کہ کس طرح انسانی دل معاشرتی برائیوں اور انا کو ختم کرنے میں مدد کرتا ہے۔ جنرل سکریٹری جاوید احمد ثقلینی نے تمام حاضرین کا شکریہ ادا کیا۔ تقریب کا اختتام شاہ محمد ثقلین میاں حضور کے پیغام اور دعا پر ہوا۔

پورے ۵۷ محرابیں سنا چکے ہیں

مولانا حافظ محمد یعقوب علی خان قادری امام وخطیب مسجد خلیل اللہ جامعہ نگر دہلی

ایک منفرد حافظ قرآن سنی حنفی بریلوی عالم دین جو گزشتہ ۴۳ سالوں سے جامعہ نگر اوکھلا کی مرکزی مسجد خلیل اللہ کے امام وخطیب ہیں

دہلی میں مسجد خلیل اللہ بٹلہ ہاؤس جامعہ نگر اوکھلا کے امام وخطیب مولانا محمد یعقوب علی خان قادری محتاج تعارف نہیں، وہ ایک بہترین حافظ قرآن اور طبی حکیم بھی ہیں جنھوں نے قرآن حکیم کو آج بھی اس طرح یاد رکھا ہے کہ اگر آپ کوئی آیت پڑھنے کے بعد کہیں کہ اس سے پہلی والی آیت پڑھیں تو پڑھ دیتے ہیں۔ حفظ قرآن اور علم دین کو دین وسنیت کی خدمت کے لئے استعمال کرنے کا نتیجہ ہے کہ قرآنی آیات کے موضوعاتی تراجم پر بھی گہری نظر ہے جیسے آپ کوئی موضوع گفتگو بتائیں اور متعلقہ آیات کی بابت دریافت کریں تو اکثر متعلقہ آیات کو پڑھ کر سنا دیتے ہیں۔ مسلم پرسنل لا بورڈ کے رکن بھی ہیں۔ جن کے ہم سبق اور ہم درس احباب میں قاضی اہل سنت دہلی مفتی محمد میاں ثمر دہلوی، شاہی جامع مسجد دہلی کے امام مولانا سید احمد بخاری اور شاہی مسجد فتح پوری کے امام مفتی مکرم احمد نقشبندی صاحبان آتے ہیں۔ امام صاحب خانقاہ عالیہ قادریہ بدایوں شریف کے شیخ طریقت حضرت شیخ سالم میاں قادری عثمانی کے مرید ہیں جنھیں اپنے پیرومرشد سے بہت سی اجازتیں حاصل ہیں۔ ۱۹۷۷ء میں امام صاحب نے دارالعلوم منظر اسلام بریلی شریف میں مفتی محمد اعظم بریلوی اور خواجہ مظفر حسین رضوی سے منطق وفلسفہ کی کتابیں پڑھی ہیں اور پوری تعلیم دورۂ حدیث تک مدرسہ عالیہ مسجد فتح پوری دہلی میں حاصل کی ہے اور یہیں سے ۱۹۷۴ء میں فراغت ملی ہے۔ ۱۹۶۴ء میں آبائی وطن شاہجہاں پور مغربی اتر پردیش کے مدرسہ فیض عام باڑوزئی پیشاوری شاہجہاں پور میں حافظ عبدالوحید خان صاحب سے قرآن کریم کا حفظ مکمل کیا پھر اُسی سال سے تراویح کے دوران محراب سنانا شروع کیا جو گزشتہ سال ۲۰۲۱ء تک مسلسل جاری رہا۔ ۱۹۷۴ء تک شاہجہاں پور میں ہی سنایا پھر دہلی میں سنانا شروع کیا۔ مسجد خلیل اللہ بٹلہ ہاؤس میں ۱۹۷۹ء میں ہی آ گئے تھے۔ ۱۹۸۹ء سے ۲۰۲۱ء تک پابندی سے مسلسل محراب سنایا ہے، مجموعی طور پر دیکھا جائے تو مولانا حافظ محمد یعقوب علی خان قادری نے مسلسل ۵۷ سال محراب سنایا ہے اور آج بھی سنانے کا حوصلہ رکھتے ہیں۔

مولانا یعقوب صاحب کے بقول اُن کے گھر میں ان سے پہلے کوئی حافظ قرآن نہیں تھا لیکن خدا کا شکر ہے کہ اُن کے بعد اُن کی پانچ بیٹیوں میں آخری بیٹی عروج فاطمہ اب قرآن مجید کا حفظ مکمل کرنے والی ہے۔ ۲۶ پارے یاد کر لیے ہیں۔ مدرسہ ابراہیمیہ جامعۃ القرآن مسجد خلیل اللہ کے استاد حافظ وقاری محمد آفتاب عالم غازی پوری روزانہ گھر پر ہی پڑھانے آتے ہیں (قاری صاحب اکتوبر ۲۰۰۹ء سے مسجد خلیل اللہ میں پڑھا رہے ہیں) رمضان المبارک میں وہ بھی ہاتھرس کی شاہی مسجد میں قرآن پاک سنا رہے ہیں اس لئے یہ سلسلہ فی الحال موقوف ہے جو ۱۰ شوال سے شروع ہو جائے گا۔ مولانا حافظ یعقوب صاحب نے بارگاہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی کے سجادہ نشین شیخ عبدالحق فرحان حقی ثمری کے گھر میں ۱۹۹۸ء سے قرآن کریم کی تفسیر بیان کرنا شروع کیا جو، اگلے ۱۸ سالوں میں مکمل ہوئی اور مسجد خلیل اللہ میں بھی برسوں تفسیر قرآن کا سلسلہ رہا ہے جو فی الحال موقوف ہے۔

مولانا محمد یعقوب علی خان قادری کو قرآن اور حفظ قرآن کی تعلیم وتدریس سے وابستگی اور شغف بہت زیادہ رہا ہے، اس لئے مسجد خلیل اللہ سے متصل ۱۹۹۳ء میں ہی مدرسہ ابراہیمیہ جامعۃ القرآن قایم کیا جس کے نیچے مسجد خلیل اللہ کا وضو خانہ وغیرہ بنا ہوا ہے اور تعمیری ترقی کی بدولت آج مدرسہ ابراہیمیہ، مسجد خلیل اللہ کی عمارت کا حصہ لگنے لگا ہے بلکہ تبلیغی جماعت نے اس کی لائبریری اور حفظ کی درس گاہ والی پہلی منزل پر قبضہ کر کے مدرسے کو مزید محدود کر دیا ہے۔ اب تک یہاں سے سیکڑوں حفاظ کرام تعلیم پا چکے ہیں اور بٹلہ ہاؤس اوکھلا وِہار ذاکر نگر کے بہت سے حافظ مدرسہ ابراہیمیہ مسجد خلیل اللہ کے ہی تعلیم یافتہ ہیں۔

مسجد خلیل اللہ میں امام صاحب نے صبح وشام کا مدرسہ بھی برسوں سے قایم کر رکھا ہے جہاں پاس پڑوس کے بچے اور چھوٹی بچیاں قرآن پاک ناظرہ، ابتدائی اردو اور دینیات کی بنیادی تعلیم حاصل کرتے ہیں، آج مسجد خلیل اللہ بٹلہ ہاؤس کے آس پاس کے اکثر قرآن پڑھنے والے مسجد خلیل اللہ کے ہی پڑھے لکھے ہوئے ہیں۔ سال میں دو تین مرتبہ ''اک نورانی محفل، جشن دستارِ حفظ قرآن اور شب برات، شب معراج، شب ولادت رسول اور شب قدر جیسی مبارک راتوں میں دین و سنیت کی تعلیمات اور معمولات سے مسلمانوں اور اپنے مقتدیوں کو جوڑ کر رکھنے کے لئے بہت سی اصلاحی تقریری تقریبات بھی کرتے ہیں جس کی وجہ سے مسجد خلیل اللہ کے مقتدی اور پاس پڑوس کے لوگ انھیں اپنا دینی محسن اور مذہبی خیر خواہ مانتے ہیں۔ مدرسہ ابراہیمیہ جامعۃ القرآن مسجد خلیل اللہ میں اب تک قاری محمد نعیم اللہ صاحب، حافظ عبدالمتین خان صاحب، حافظ قیصر علی خان صاحب، قاری محمد لقمان خان، قاری عبدالصمد خان اور قاری محمد عمر خان فی الحال قاری محمد آفتاب عالم غازی پوری حفظ وقرأت کا شعبہ سنبھال رہے ہیں۔ حافظ محمد سعید انصاری اکبر پوری (سابق موذن صاحب) قاری محمد حسیب خان، قاری محمد انیس الرحمن خان، حافظ محمد سجاد ابراہیمی اور حافظ شمشاد عالم ابراہیمی وغیرہ نے پڑھایا ہے۔

محمد ظفر الدین برکاتی

RNI No. 69814/98
Date of Publishing 5 & 6
Posted At Delhi RMS & G.P.O. Delhi-110006
"KANZUL IMAN" MONTHLY
423, Matia Mahal, Jama Masjid, DL-6, 011-23264524
weight 50 grams
POSTAL REGD. No. DL (DG-11) / 8055/2021-2023
Date of Posting 10 & 12 EVERY ADVANCED MONTH
JUNE - 2022
Rs. 25/-
Total 68 Pages With Title Cover
Editor: Mohammed Qamruddin Razvi
PRINTED AT : JAVEED PRESS 2096 RODGRAN, LAL KUAN, DELHI-110006